اللّٰھم عجل لولیک الفرج

امام زمانہؑ پر 1100 سال قدیمی کاوش الغیبہ

غیبتِ نعمانی

الشیخ ابوعبداللہ محمد بن ابراھیم الکاتب النعمانی طاب ثراہ

مترجم

مولانا سید محمد عدنان نقوی ادام عزہ

پیشکش

سید فخر امام کاظمی

بقیۃ اللہ پبلیکیشنز گجرات
0333-3360786
E-mail: baadshahfs@gmail.com

یا مہدیؑ ادرکنی یا مہدیؑ اغثنی

امام مہدیؑ کے احوال پر 1100 سو سال قدیمی کاوش الغیبہ

پاک وہند میں پہلی بار بقیۃ اللہ پبلیکیشنز گجرات نے اردو ترجمہ شائع کیا

غیبتِ نعمانی

تالیف

الشیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم الکاتب النعمانی طاب ثراہ

مترجم

مولانا سید محمد عدنان نقوی ادام عزہ

پیشکش

سید فخر امام کاظمی

بقیۃ اللہ پبلیکیشنز گجرات

Cell: 0333-3360786

https://downloadshiabooks.com/

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : غیبتِ نعمانی

تالیف : الشیخ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم الکاتب النعمانی طاب ثراہ

مترجم : مولانا سید محمد عدنان نقوی دام عزہ

پیشکش : سید فخر امام کاظمی

کمپوزنگ : ال م گرافکس

ٹائٹل ڈیزائننگ : Murshad Graphics

اشاعت اول : مارچ 2020ء || تعداد اشاعت : 500

ہدیہ : -/700 روپے

ناشر : بقیۃ اللہ پبلیکیشنز گجرات

ملنے کا پتہ

☆ افتخار بک ڈپو اسلام پورہ، لاہور 042-37223686

☆ القائم بک ڈپو کربلا گامے شاہ لاہور۔ 0336-4761012

☆ بخاری بک ڈپو، کروڑ لعل عیسن، لیہ 0306-8668516

آئینہ اوراق

انتساب	6
عرض ناشر	7
پیش گفتار	9
مولفؒ کے حالات	12
کچھ اس کتاب کے بارے میں	16
تمہید	21
پہلا باب: اسرار آل محمدؐ کو نا اہل لوگوں سے بیان کرنے کی ممانعت	39
دوسرا باب: خدا کی رسی	46
تیسرا باب: امامت و وصایت	64
چوتھا باب: آئمہؑ کی تعداد بارہ ہے اور انہیں خدا نے منتخب کیا ہے	71
لوح فاطمہؑ	76
سلیم بن قیس الہلالیؒ کی کتاب سے	85
حدیث بیان کرنے والوں کی چار قسمیں	98
علماء اعلام کی نظر میں کتاب سلیم بن قیس ہلالی کی حیثیت	130
فصل: اہل سنت کی اسناد سے اس موضوع کی روایات قرآن و تورات سے دلائل	132
پانچواں باب: امامت کے جھوٹے دعویدار اور طاغوتوں کے پرچم	138
چھٹا باب: اس موضوع کی روایات اہل سنت کے سلسلہ اسناد سے	144

https://downloadshiabooks.com/

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت	144
ساتواں باب: امام میں شک کرنا، یا عدم معرفت یا خدا کے منتخب کردہ امام کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو امام ماننا	155
آٹھواں باب: زمین حجت خدا کے وجود سے خالی نہیں رہ سکتی	167
نواں باب: اگر زمین میں صرف دو بندے ہی ہوں تو ان میں سے ایک حجت ہوگا	172
دسواں باب: غیبت امام مہدیؑ اور آئمہ طاہرینؑ کی بشارتیں	174
پہلی فصل	196
دوسری فصل	202
تیسری فصل	207
چوتھی فصل	220
پانچویں فصل	243
گیارہواں باب: انتظار سے متعلق مومنین کے لیے احکام	246
بارہواں باب: دورِ غیبت میں شیعوں کی تفرقہ بازی اور اہل حق کا کم تعداد میں ہونا	258
تیرہواں باب: امام زمانہ کے اوصاف وکمالات اور ان کا قرآن میں تذکرہ	274
امام کی معرفت	279
ایک ایسی کنیز کے فرزند جو تمام کنیزوں سے افضل ہے	303
امام زمانہؑ کی سیرت	306
طرز حکومت	315
افعال وکرامات	317

مقام ومرتبہ	320
قرآن کریم میں تذکرہ	321
امامؑ کی نشانی	324
پیراہن مبارک	326
امامؑ کا لشکر اور اُن کے گھوڑے	327
چودھواں باب: ظہور سے پہلے کی علامات	331
پندرھواں باب: ظہور سے قبل سخت حالات	380
سولھواں باب: ظہور کا وقت مقرر کرنے اور نام لینے کی ممانعت	387
سترہواں باب: امامؑ اور لوگوں کی جاہلیت، امامؑ اور بنی ہاشم کا طرز عمل	395
اٹھارہواں باب: سفیانی کا خروج حتمی ہے	398
انیسواں باب: علم رسول قائمؑ کے ہاتھ میں	406
بیسواں باب: جیش غضب کی تعداد، صفات اور جنگ کے احوال	413
اکیسواں باب: خروج قائمؑ سے پہلے اور بعد	420
بائیسواں باب: ایک حکم کی دعوت، اور اسلام کا پھر سے اپنے ابتدائی دور میں چلے جانا	425
تیئیسواں باب: تاج امامت برسر امام زمانہؑ	428
چوبیسواں باب جناب اسماعیل بن جعفرؑ، اور امامت سرکار موسیٰ کاظمؑ	430
پچیسواں باب: امامؑ کی معرفت واجب ہے	440
چھبیسواں باب: بعد از قیام، قائم آل محمدؐ کی حکمرانی کا عرصہ	444

https://downloadshiabooks.com/

انتساب

یہ کتاب چونکہ ایامِ فاطمیہؑ میں پایہ اختتام کو پہنچ رہی ہے اس لئے اسے

مخدومہ کائنات، فاتحہ مباہلہ،
مصداق انما، تفسیر سورہ کوثر،
تاویلِ سورہ رحمٰن، مرکزِ دائرہ عصمت،
وقارِ ھل اتی، محورِ حدیث کساء،
منبع مخزنِ طہارت، اُم الآئمہ علیہم السلام،
اُم ابیہا، خاتونِ جنت،
بتولِ عزرا، صدیقہ کبری،
سیدۃ النساء العالمین

حضرت فاطمۃُ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بیتُ الحزن
میں گزرنے والے وقت کے نام

سید علی ذوالقرنین کاظمی

عرضِ ناشر

قارئین کرام!۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم، یاعلی مدد

بقیۃ اللہ پبلی کیشن دینی کتب کی اشاعت کے حوالہ سے ایک جانا پہچانا ادارہ ہے۔ادارہ عرصہ دراز سے دینی کتب کی اشاعت میں اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔ادارے کا مطمع نظر عوام تک بہتر اور سستے ترین انداز میں کتب کی ترسیل ہے۔دُعا ہے اللہ تعالی ادارہ حذا کو اس عظیم کام کی انجام دہی کیلئے بھرپور وسائل عطا فرمائے۔

زیر نظر کتاب آقائی ابن ابی زینب نعمانی کی تالیف ہے۔یہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت کے بارے میں گیارہ سو سالہ قدیمی کاوش ہے۔

تائید امام زمانہ" سے پاک وہند میں سب سے پہلے ہم اس کا اُردو ترجمہ شائع کر رہے ہیں۔

حجت خدا کا شکر ادا کرتے ہیں

ہمیں ایسی عظیم کتاب کو اُردو قالب میں ڈھال کر مومنین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت عطا کی۔ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ کتاب کی ڈیزائننگ، پرنٹنگ اور کاغذ تمام چیزیں معیاری ہوں۔

اس کو اُردو زبان میں ڈھالنے کی سعی ہمارے محترم مولانا سید محمد عدنان نقوی ادام عزہ نے کی۔مالک کائنات ان کی توفیقات میں اضافہ کرے اور انہیں دین وابنائے دین کی مزید خدمت کی توفیق عطا کرے۔برادرم پنڈی گھیب (اٹک) کے چھوٹے سے گاؤں تھمی سیدو شاہ میں علم کی بستی بسائے ہوئے ہیں اور صدقہ آلِ محمدؐ" کا اپنے شب وروز خدمت مذہب حقہ میں مشغول ہیں ہمیں ایسے علماء کی قدر کرنی چاہیے کیونکہ ایسے ہیرے عرصوں بعد سامنے آتے ہیں۔

وہ اس سے قبل ✿ تفسیر مرآۃ الانوار و مشکوۃ الاسرار،

https://downloadshiabooks.com/

- الامام المھدی ؑ من المھد الی الظھور
- ابصار العین
- الامام الصادق ؑ من المھد الی اللحد
- لواعج الاشجان
- تفسیر ابو حمزہ الثمالی
- شکوی الامام
- شکوی القرآن
- خطبہ شعبانیہ اور خطبہ غدیر جیسی کئی کتابیں تیار کر کے مومنین سے دعائیں لے چکے ہیں۔

یہ کتاب امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے متعلق معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

میری دُنیا اور آخرت دونوں انہی سے وابستہ ہیں۔ وہ ایسے غائب ہیں کہ اگر آنکھیں انھیں تلاش کرنے نکلیں تو تارِ نگاہ ٹوٹ جائے مگر ان تک رسائی نہ ہو سکے اور وہ ایسے ظاہر ہیں کہ خلوت گاہِ قلب میں ہمہ وقت ان کی مسند بچھی رہتی ہے۔

وہ آنکھ کے اندھوں کو نظر آ سکتے ہیں لیکن دل کے اندھوں کو نظر نہیں آ سکتے۔

میں فقط اپنے "امام زمانہ" پر ہی توکل کرتا ہوں اور اُن ہی کی مدد کا طلب گار رہتا ہوں کیونکہ میرا مرشد۔ میرا ہادی رہبر صرف اور صرف میرے زمانے کا امام" ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کی طرف میری نظر اٹھتی ہی نہیں۔ بیشک انہی کی معرفت کے لئے مجھے دُنیا میں بھیجا گیا ہے اور بیشک میری بازگشت انہی کی طرف ہے۔

آخر پر یہی کہوں گا۔۔۔۔

شاہوں کو مُبارک ہوں بادشاہی
مولائی کو مولاؑ کی غلامی سے غرض

(سگِ درِ بتولؑ)

مخدوم سید فخر امام کاظمی

درگاہ پنجتن پاک حیدر کالونی گجرات

پیش گفتار

تمام تعریفیں خدائے مہربان کے لیے جس نے بندوں پر کرم کی انتہا کرتے ہوئے انہیں محمد و آلِ محمدؑ جیسے ہادی عطا کیے جو درود کے لیے بھی سبب افتخار ہیں۔ ان ہی صدقے میں خدا نے وجودِ ہستی میں جان پیدا کی اور ہر ذی شرف کو شرف عنایت کیا۔ تو ان پر خدا ایسا درود ہو جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔

قارئین کرام! یہ زمانہ سرکار ولی العصرؑ کی غیبت کبریٰ کا زمانہ ہے۔ اس وقت امام بامر خدا ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ ہم سے لاتعلق اور بے خبر ہیں۔ بلکہ اُن کو ہمارے احوال اور ہمیں درپیش مسائل پورا پورا علم ہے۔ ہماری کوئی بھی بات ان سے پوشیدہ نہیں۔ یہ اُن ہی دعا کا اثر ہے کہ اس پر آشوب دور میں بھی ہماری بقاء کا سامان میسر ہے، ورنہ دشمن ہمیں کچل دیتے اور ہمارا وجود صفحۂ ہستی سے مٹا کر اپنی فرعونیت کا اعلان کر چکے ہوتے۔

امامؑ ہماری محفلوں اور گھروں میں تشریف لاتے ہیں، مگر یہ الگ بات ہے کہ ہمیں ان کی آمد کی خبر نہیں ہوتی۔ جب ہمارے امامؑ ہر وقت ہمیں یاد رکھتے ہیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے آقا سے غافل نہ ہوں اور پورے انہماک کے ساتھ ان کے ظہور پر نور کے لیے منتظر رہیں اور اس کی خاطر کچھ عملی اقدام کریں۔

کیونکہ امامؑ کے ظہور کا انتظار کرنا اس اُمت کی عبادات میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ جب یہ عمل سب سے زیادہ فضیلت کا حامل ہے تو یقیناً اس کا فلسفہ بھی سب سے اہم ہوگا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس انتظار کے حقیقی فلسفے کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنے اعمال

https://downloadshiabooks.com/

کواس کے مطابق ڈھالیں۔

ایسا اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب ہم اپنے امامؑ کی معرفت حاصل کریں اور ان کے مقام و مرتبے کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے زمانے کے امامؑ کی معرفت حاصل کر لی وہ ایسا ہے کہ گویا قائم آل محمدؑ کے ہمراہ ان کے خیمے میں موجود ہو۔ (المحاسن: ۱۵۵؛ بحار الانوار: ۲۳ر۱۷۷؛ اثبات الہداۃ: ۱ر۸۶)

علاوہ بریں ہمارے اعمال روزانہ کی بنیاد پر امامؑ کی خدمت میں پیش ہو رہے ہیں۔ سو ہمیں اس امر کی طرف متوجہ رہنا چاہیے کہ ہم اچھے اعمال آگے بھیج کر امامؑ کو خوش کر رہے ہیں یا اپنی بداعمالیوں کے سبب خود کو امامؑ سے دور کرتے جا رہے ہیں۔ اگر ہم اس احساس کے ساتھ روزانہ کی بنیاد پر اپنا محاسبہ کریں اور بعد از نماز فجر دعائے عہد کی تلاوت کو اپنا معمول بنالیں تو یقیناً ہم امام زمانہؑ کے انصار میں شامل ہو سکتے ہیں۔

یہ بندہ کم مایہ کی امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف کے احوال پر ترجمہ کردہ تیسری کتاب ہے۔ یہ آقائے ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم الکاتب النعمانی کی عرق ریزی کا حاصل ہے۔ قبلہ محترم ابن ابی زینب کی کنیت سے معروف ہیں اور ان کی وفات ۳۶۰ ہجری کی حدود میں ہوئی۔ یہ صاحب اصول کافی شیخ یعقوب کلینی رضوان اللہ علیہ کے کاتب تھے۔ علماء رجال نے ان کے بارے بڑے اچھے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے علم کے حصول اور احادیث نقل کرنے کی غرض سے مختلف دیار وامصار کے سفر کیے۔ اس دوران کئی ایک محدثین وبزرگان دین سے استفادہ کیا۔

سالہا سال کی محنت شاقہ سے انہوں نے بہت سے قابل شاگرد پروان چڑھائے اور مختلف موضوعات علمی کتابیں تالیف کیں۔ ان کا زمانہ امام عصرؑ کی غیبت کبریٰ کے اوائل میں سے ہے۔ اس لیے ان کی تحریریں ایک الگ حیثیت کی حامل ہیں۔ زیر نظر کتاب ان

کے علمی شاہکاروں اور قابل فخر کارناموں میں سے ایک ہے۔

اس کتاب میں قبلہ بزرگوارؒ نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ذات بابرکات سے متعلق احادیث کا بیش بہا ذخیرہ جمع کیا اور اپنے اہل ایمان بھائیوں کو ان کی روحانی غذا بہم پہنچائی ہے۔ خلاق عالم ان کی اس کاوش کو بارآور کرے اور انہیں اس کا اجر جزیل عنایت فرمائے۔ (آمین!)

بعینہٖ دعا گو ہوں کہ خدائے لم یزل اس کتاب کے ترجمہ کے حوالہ سے میری اور میرے مخلص بھائیوں کی سعی قبول کرے۔ اور بصدقہ محمد وآل محمدؑ اس کو ہماری ہدایت وبخشش کا وسیلہ قرار دے۔

عبد قائمؑ
سید محمد عدنان نقوی
ٹھٹی سیدو شاہ (اٹک)
یکم فروری ۲۰۲۰ء بروز ہفتہ
بمطابق ۶ جمادی الثانی ۱۴۴۱ ہجری

https://downloadshiabooks.com/

مولف رح کے حالات

اسم گرامی

ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن جعفر الکاتب النعمانی البغدادی، المعروف ابن ابی زینب۔

اولاد

نجاشی کہتے ہیں: وزیر ابوالقاسم حسین بن علی بن حسین بن علی بن محمد بن یوسف المغربی، مولف گرامی کے نواسے تھے۔

مدح و تعریف

شیخ نجاشی کہتے ہیں:

شیخ من اصحابنا ، عظیم القدر ، شریف المنزلة ، صحیح العقیدة، کثیر الحدیث

"وہ ہمارے مذہب کے جید و بزرگ ترین عالم، جلیل القدر، صاحب مقام و مرتبہ، صحیح العقیدہ اور بہت بڑے محدث تھے۔"

ماحوزی کہتے ہیں: ممدوح، جلیل، من مشایخ الاجازة "وہ واقعاً قابل تعریف ہستی، جلیل المرتبت عالم اور اجازہ صادر کرنے والے بزرگ علماء میں سے تھے۔"

عمر رضا کحالہ کہتے ہیں: مفسر، محدث، متکلم "وہ مفسر و حدیث دان اور علم کلام میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔"

اسفار

آقائے ابن ابی زینب نعمانیؒ نے سن ۳۱۳ ہجری میں شیراز کی طرف سفر کیا، اس کے بعد بغداد، پھر شام اور اردن کے علاقے طبریہ میں حدیث کا سماع کیا، بعد ازاں دمشق میں داخل ہو گئے۔ پھر اپنی عمر کے آخری حصے میں حلب مقیم ہوئے اور وہیں اپنی یہ کتاب الغیبہ روایت کی۔

مشایخ و اساتید

۱۔ ابوالعباس احمد بن سعید بن عقدہ الکوفی (آغاز تحصیل: ۳۲۷ ہجری در بغداد)

۲۔ ابوسلیمان احمد بن نصر بن ہوذہ الباہلی۔

۳۔ ابوعلی احمد بن محمد بن یعقوب بن عمار الکوفی: (آغاز تحصیل: ۳۲۷ ہجری در بغداد)

۴۔ ابوالقاسم حسین بن محمد باوری۔

۵۔ سلامہ بن محمد بن اسماعیل الارزنی، نزیل بغداد۔

۶۔ ابوالحارث عبداللہ بن عبدالملک بن سہل طبرانی (در طبریہ)

۷۔ عبدالعزیز بن عبداللہ بن یونس الموصلی۔

۸۔ عبدالواحد بن عبداللہ بن یونس الموصلی۔

۹۔ علی ابن احمد البندنیجی۔

۱۰۔ علی بن الحسین المسعودی۔

۱۱۔ محمد بن حسن بن محمد بن جمہور العمی۔

۱۲۔ محمد بن عبداللہ بن جعفر الحمیری۔

۱۳۔ محمد بن عبداللہ بن معمر طبرانی (در طبریہ، سن ۳۳۳ ہجری)

۱۴۔ محمد بن عثمان بن علان الدہنی البغدادی (در دمشق)

https://downloadshiabooks.com/

۱۵۔ ابو علی محمد بن ہمام بن سہیل بن بیزان الکاتب الاسکافی المتوفی ۳۳۶ھ (در بغداد، بن ۲۷ ۳ ہجری)

۱۶۔ محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی الرازی: آپؒ نے زیادہ ان ہی اکتساب فیض کیا، آپؒ ان کے کاتب تھے اور اس جہ سے کافی شہرت رکھتے تھے۔

۱۷۔ ابو القاسم موسیٰ بن محمد الاشعری القمی ابن بنت سعد بن عبداللہ۔ (در شیراز: سن ۳۱۳ ہجری)

تلامذہ

نجاشی کہتے ہیں: میں نے ابو الحسن محمد بن علی شجاعی الکاتب کو دیکھا۔ ان کے سامنے مشہد عتیقہ میں شیخ محمد بن ابراہیم نعمانیؒ کی کتاب الغیبہ پڑھی گئی،

اسے انہوں نے خود ان کے سامنے پڑھا۔ ان کے بیٹے ابو عبداللہ حسین بن محمد شجاعی نے اس کتاب اور دیگر کتابوں کے متعلق وصیت کی ہے، اور وہ نسخہ جو ان کے سامنے پڑھا گیا وہ اس وقت بھی میرے پاس موجود ہے۔

تالیفات

۱۔ التسلی فی عقاب اللہ تعالیٰ فی الدنیا کثیرا من قتلۃ مولانا الحسین علیہ السلام۔

۲۔ التفسیر: یہ امیر المومنینؑ سے مروی ایک خبر واحد پر مشتمل ہے جس میں قرآن کریم کی آیات کو ساٹھ انواع میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر قسم کے لیے ایک مثال ذکر کی گئی ہے۔ آقائے بزرگ طہرانی الذریعہ میں نقل کرتے ہیں کہ شیخ حر عاملی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس تفسیر کا ایک حصہ دیکھا ہے، آقائے طہرانی کہتے ہیں: شاید اس سے ان کی مراد وہ مبسوط و مفصل روایات ہوں جسے شیخ نعمانی رضوان اللہ علیہ نے اپنی اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا اور انہیں اپنی تفسیر کا مقدمہ قرار دیا۔ یہ وہی روایات ہیں جو ایک مختصر خطبے کے ساتھ مستقل طور پر بھی مدون کی گئیں اور انہیں "المحکم

والمتشابہ" کا نام دیا گیا۔ جیسا کہ اس کا بیان آئے گا کہ انہیں سید مرتضیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ (الذریعہ الی تصانیف الشیعہ: جلد ۴ صفحہ ۳۱۸، نمبر شمار: ۱۳۳۲)

اسی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: المحکم و المتشابہ، سید شریف مرتضیٰ علم الہدیٰ ابو القاسم علی بن ابی احمد الحسین الموسوی المتوفی ۴۳۶ ہجری کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی سید کی طرف نسبت علامہ مجلسی نے بحار الانوار کے شروع میں دی، اسی طرح محدث حر عاملی اور محدث بحرانی نے بھی اس کا ذکر انہی کے حوالہ سے کیا۔ البتہ ان سب نے اس کتاب کے متعلق اپنے بیان کے آخر میں اس امر کی تصریح کی کہ یہ سب تفسیر نعمانی سے نقل ہوا ہے۔ متقدمین علم رجال کی کتابوں جیسے نجاشی، فہرست اور معالم العلماء میں اس کا ذکر سید کی کتابوں کے ذیل میں نہیں ہوا۔ علامہ مجلسی رضوان اللہ علیہ نے بحار الانوار کی قرآن والی جلد میں اسے مکمل طور پر نقل کیا ہے۔۔۔ (الذریعہ: جلد ۲۰ صفحہ ۱۵۴، نمبر شمار: ۲۳۶۱)

۳۔ جامع الاخبار: جیسا کہ ان کے حالات لکھنے والے بعض علماء کرام نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۴۔ الرد علی الاسماعیلیہ۔

۵۔ الغیبہ: اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں بیان کی جا رہی ہے۔

۶۔ نثر اللآلی فی الحدیث: ان کے حالات کے قلم بند کرنے والے بعض علماء نے اس کا ذکر بھی انہی کے حوالہ سے کیا ہے۔

وفات

انہوں نے دمشق میں سن ۳۶۰ کی حدود میں دار فانی سے جہان ابدی کی جانب رحلت فرمائی۔

https://downloadshiabooks.com/

کچھ اِس کتاب کے بارے میں

یہ بہت عظیم الشان کتاب ہے جسے مولف گرامی قدر نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ذکر و احوال کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ اور اس میں ان کی امامت کے بارے میں بہت سی نصوص ذکر کی ہیں۔ پھر ان احادیث کو لائے ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ خدا زمین کو اپنی حجت کے وجود سے کبھی خالی نہیں رہنے دیتا۔ بعد ازاں انہوں نے امامؑ کی غیبت، اوصاف و سیرت، طریقہ حکم و اصدار فیصلہ، افعال و کرامات، ظہور سے قبل ظاہر ہونے والی علامات اور دوسرے امور کی بابت احادیث کی ایک اچھی خاصی تعداد کو نقل کیا ہے۔

شیخ مفید رضوان اللہ علیہ، امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی امامت پر نصوص ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس ضمن میں روایات کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ جنہیں اس جماعت کے (شیعہ) محدثین نے جمع کیا اور اپنی کتب میں درج کیا ہے۔ جن علماء و بزرگان نے ان روایات کو مکمل شرح و بسط کے ساتھ اپنی کتابوں میں لکھا ہے ان میں سے ایک آقائے محمد بن ابراہیم الکاتب ابو عبداللہ نعمانی ہیں جنہوں نے اپنی تصنیف 'الغیبہ' میں ان روایات کو نقل کیا ہے۔ (الارشاد: ۲/ ۳۵۰)

انہوں نے اس کی تالیف سے ماہ ذی الحجہ سن ۳۴۲ ہجری میں فراغت پائی۔

آقائے بزرگ طہرانی لکھتے ہیں: یظہر من بعض المواضع ان الکتاب کان موسوما او معروفا ب(ملاء العیبة فی طول الغیبة) "بعض مقامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب ملاء العیبة فی طول الغیبة کے نام سے موسوم و معروف تھی۔"

اس کے متعلق آراء

فاضل تبحر شیخ حر عاملی کہتے ہیں: حسن جامع "یہ اخبار و آثار معصومین کا ایک بہترین مجموعہ ہے۔"

شیخ ماحوزی کہتے ہیں: فیہ فوائد کثیرة و احادیث غریبة "اس کتاب میں بہت سے اہم مطالب اور نایاب احادیث جمع ہیں۔"

اس کی بعض طبعات

۱۔ طبعہ حجریہ در طہران سنہ ۱۳۱۸ ہجری

۲۔ تبریز میں سنہ ۱۳۸۲ ہجری کا طبع، یہ مکتبہ صابری سے شائع ہوا ہے۔

۳۔ بیروت کا طبع سنہ ۱۴۰۳ ہجری میں، یہ موسسة الاعلمی بیروت کے صادر ہوا ہے۔

۴۔ طہران میں ۱۳۹۷ ہجری کا طبع، یہ علی اکبر غفاری کی تحقیق کے ساتھ مکتبة الصدوق سے شائع ہوا ہے۔

اس کتاب کی تحقیق میں جن نسخوں پر اعتماد کیا گیا

۱۔ ۱۴۰۳ ہجری میں بیروت سے شائع ہونے والا نسخہ۔ اس نسخے میں بہت زیادہ اغلاط ہیں۔ اس کی طرف ہم نے 'ب' سے اشارہ کیا ہے۔

۲۔ طہران سے ۱۳۹۷ ہجری میں علی اکبر غفاری جزاہ اللہ خیر الجزاء کی تحقیق کے ساتھ طبع ہونے والا نسخہ۔ ہم نے اس کتاب میں زیادہ تر اسی نسخے پر اعتماد کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تقابل بعض دیگر خطی نسخوں کے ساتھ بھی کیا گیا ہے۔ جن کا ذکر ہم ذیل میں کرنے لگے ہیں:

(الف) کامل خطی نسخہ کہ جو طہران میں کتبہ ملک کے خزانے میں نمبر شمار ۳۶۱۷ کے ساتھ محفوظ ہے، اس کے ۲۲۶ صفحات ہیں اس کا سائز ۱۰ سینٹی میٹر چوڑائی اور ۱۵ سینٹی میٹر

https://downloadshiabooks.com/

لمبائی ہے۔ ہر صفحے پر ۱۶ سطریں ہیں۔ اس کی کتابت محمد مومن گل پایگانی نے کی اور انہوں نے اس کتابت سے ۲۱ رمضان ۱۰۷۷ ہجری میں فراغت پائی۔ اس پر دیگر نسخہ جات کے تقابل کے آثار بھی موجود تھے۔

(ب) یہ نسخہ بھی اسی مکتبہ سے دستیاب ہوا ہے۔ اس کا نمبر شمار ۲۶۷۱ ہے۔ ان دونوں نسخوں کا ذکر مکتبہ کی فہرست کی جلد اول صفحہ ۵۳۰ پر موجود ہے۔ اس نسخے کے شروع، درمیان اور آخر سے ایک ایک صفحہ غائب ہے۔ یہ بہت ہی نفیس اور پرانا نسخہ ہے۔ اس کے تین سو بارہ صفحات ہیں اور لمبائی و چوڑائی ۲۱ر ۱۴ سینٹی میٹر ہے۔ اس کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ دسویں صدی ہجری سے پہلے یا اس کی حدود میں طبع ہوا ہے۔

(ج) یہ مطبوعہ نسخہ ہے اس کی اسانید اور آخر کے دو ابواب کو مکتبہ رضویہ مشہد میں محفوظ ایک نسخے کے ساتھ مطابقت دی گئی ہے جو سنہ ۵۷۷ ہجری میں شائع ہوا تھا۔

جیسا کہ اس کے بعض ابواب کو طہران یونیورسٹی میں موجود ایک نسخے کے ساتھ ملا کر بھی دیکھا گیا ہے جو کہ ۵۷۸ نمبر پہ موجود ہے۔ فہرست میں اس کا ذکر ۵/۱۳۳۹ پہ موجود ہے۔ یہ بھی ایک نفیس نسخہ ہے۔ اس کے کل ۷۵ صفحات ہیں۔ ہر صفحے کی لمبائی ۲۵/۱۰ سینٹی میٹر ہے اور اس کی سطریں ۳۲ ہیں۔ اس نسخے پر حاشیہ جات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دوسرے نسخوں کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے۔ اس پر صاحب مستدرک الوسائل میرزا حسین نوریؒ کا خط بھی موجود ہے۔ انہوں نے اسے اپنے لیے ۱۲۷۹ میں لکھا تھا۔ اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ہم نے "ط" کا رمز استعمال کیا ہے۔

منہج تحقیق

ہم نے ان دونوں نسخوں کے مندرجات کو نہایت باریکی کے ساتھ باہم تقابل دیا اور جس قدر ہمارے بس میں تھا، تحقیق و تدقیق سے کام لیا۔ ہم نے زیر حاشیہ تمام نسخوں کے

درمیان اختلاف کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ خواہ وہ خطی نسخوں میں تھا یا مطبوعہ میں۔ ہم نے اس کام کی تکمیل حسب ذیل چار مراحل میں کی:

۱۔ قرآن کی آیات کی کتابت کی اغلاط کو درست کیا۔

۲۔ احادیث کے حوالہ جات میں معتبر کتابوں سے تخریج کی۔

۳۔ اعلام و راویانِ اخبار کے ناموں میں کتب رجال پر اعتماد کیا۔ اور جہاں ضرورت تھی بعض کے احوال کی طرف بھی کچھ اشارہ کیا۔

۴۔ بعض مبہم کلمات کی لغوی شرح ذکر کی۔

ہم آخر میں خدا کی حمد کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اس کتاب کی تحقیق کو مکمل کرنے کی سعادت سے بہرہ مند فرمایا۔ دعا ہے کہ خلاق عالم ہمیں میراث اہل بیتؑ کے دیگر ذخائر پہ بھی کام کرنے کی توفیق عطا کرے۔ بلاشبہ وہی سب کا حقیقی مالک اور حامی و مددگار ہے۔

فارس حسون کریم

قم المقدسہ

یکم ذی القعدہ ۱۴۲۱ ہجری

مصادر:

۱۔ رجال نجاشی: ۳۸۳، نمبر شمار: ۱۰۳۳۔

۲۔ معالم العلماء: ۱۱۸، نمبر شمار: ۷۸۳۔

۳۔ الرجال لابن داؤد حلیؒ: ۱۶۰، نمبر شمار: ۱۲۷۸۔

۴۔ خلاصۃ الاقوال: ۲۶۷، نمبر شمار: ۹۵۸۹۵۸۔

۵۔ مجمع الرجال: ۹۸/۵۔

۶۔ منتہی المقال: ۲۷۳۔

https://downloadshiabooks.com/

۷۔ امل الآمل: ۲/ ۲۳۲، نمبر شمار: ۶۹۱۔

۸۔ تذکرۃ المتبحرین: ۶۹۱۔

۹۔ جامع الرواۃ: ۲/ ۴۳، نمبر شمار: ۳۷۶۔

۱۰۔ بلغۃ المحدثین: ۳۰۰۔

۱۱۔ ریاض العلماء: ۵/ ۱۳۔

۱۲۔ منتہی المقال: ۵/ ۲۸۶، نمبر شمار: ۲۳۹۷۔

۱۳۔ کشف الحجب والاستار: ۴۲۵، نمبر شمار: ۲۵۳۳۔

۱۴۔ روضات الجنات: ۶/ ۱۲۷، نمبر شمار: ۵۷۲۔

۱۵۔ مستدرک الوسائل: ۱۹/ ۳۴۸، نمبر شمار: ۵۰۔

۱۶۔ الالقاب والکنی: ۱/ ۱۸۷۔

۱۷۔ الفوائد الرضویہ: ۳۷۷۔

۱۸۔ اعیان الشیعۃ: ۹/ ۶۰۔

۱۹۔ الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ: ۳/ ۳۱۸، نمبر شمار: ۱۳۴۲، ۱۶/ ۷۹، نمبر شمار: ۳۹۸۔

۲۰۔ تنقیح المقال: ۲/ ۵۵۔

۲۱۔ ہدیۃ العارفین: ۲/ ۳۶۔

۲۲۔ قاموس الرجال: ۷/ ۴۹۰۔

۲۳۔ معجم المؤلفین: ۸/ ۱۹۵۔

۲۴۔ معجم رجال الحدیث: ۱۴/ ۲۲۱، نمبر شمار: ۹۹۳۸۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

ہم سے بیان کیا شیخ ابوالفرج محمد بن علی بن یعقوب بن ابی قرۃ القنانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا ابوالحسین محمد بن علی البجلی الکاتب نے، (اس کی اصل میں الفاظ اس طرح ہیں: میں نے یہ نسخہ لکھا، اس وقت وہ اپنے اصل نسخے کو دیکھ رہے تھے۔) وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم النعمانی نے حلب میں۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو عالمین کا پالنے والا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی جانب ہدایت کرتا ہے۔ وہ اس بات کا مستحق ہے کہ بندے اپنی جبین نیاز اُس کے آگے جھکائے رکھیں۔ کیونکہ اس نے انہیں پردۂ عدم سے نکال کر زیورِ وجود آراستہ کیا، انہیں خوب صورت شکل وشمائل دیے اور ان پر اپنی ظاہری وباطنی نعمتوں کی اس طرح انتہاء کی کہ وہ اُن کو شمار کرنے سے عاجز ہیں۔ یہ خدا ہی کے احسان کا ایک مظہر ہے کہ اس نے بندوں کو پاکیزہ عقلوں، راسخ دلیلوں، فطرت صحیحہ اور محکم براہین وادلہ سے اپنی ربوبیت کی معرفت اور وحدانیت کے اقرار سے سرفراز کیا۔ اس پر مزید یہ کہ اُس نے اپنی مخلوق کی طرف اپنے برگزیدہ وچنیدہ رسولؐ بھیجے جو اُس کے منتخب کردہ، بشارت دینے والے، اس کے غیظ وغضب سے ڈرانے والے، اس کی جانب راہنمائی کرنے والے، نصیحت وتنبیہ کرنے والے، اس کا پیغام پہنچانے والے، اس کے عائد کردہ فرائض وذمہ داریوں کو انجام دینے والے، علم کی روشنی میں بات کرنے والے، روح القدس سے تائید شدہ، دلائل سے

https://downloadshiabooks.com/

غالب آنے والے، آیات و اعلام سے اہل باطل کو مقہور کرنے والے اور معجزات کے ذریعے ارباب دانش کو مبہوت کرنے والے ہیں ۔ ان کو اس نے اپنی طرف سے خاص شرف و کرامت سے نوازا، اپنے غیب پر مطلع فرمایا اور اپنی قدرت سے اس میں رسوخ عطا کیا۔ جیسے وہ فرماتا ہے :

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٧﴾

"وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو بھی مطلع نہیں کرتا ہے، مگر جس رسول کو پسند کرے تو اس کے آگے پیچھے نگہبان فرشتے مقرر کر دیتا ہے۔" (سورۃ الجن)

ایسا وہ ان کی قدر و منزلت کو بڑھانے اور عظمت شان کو ظاہر کرنے والے کے لیے کرتا ہے۔ تاکہ رسولوں کے بعد اس کی حجت باطل نہ ٹھہرے، اور اس میں کسی قسم کا نقص و کمزوری پیدا نہ ہو۔

تمام تعریفیں اُس خدا کے لیے ہیں جس نے سرکار ختمی مرتبت ﷺ کی بعثت کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا۔ جو کہ سب سے پہلے اس کے رب ہونے کا اقرار کرنے والے، اس کے انبیاء کے سلسلہ کو تمام کرنے والے، اس کے پیغام کے ذریعے تنبیہ کرنے والے، اس کے محبوب ترین اور معزز ترین رسول ہیں ۔ اس کے یہاں اُن کا رتبہ سب سے بلند اور مقام و مرتبہ خاص ہے ۔ خدا نے ان کو تمام تر اوصاف و کرامات عطا کی ہیں جو سابقہ انبیاءؑ کو دی تھیں ۔ اور اس کے علاوہ بھی کئی گنا زیادہ فضائل و مراتب سے نوازا ۔ ان پر فضیلت و سروری عطا کی اور ان کا امام بنایا۔ جیسا کہ آپؐ نے آسمان پہ انہیں نماز پڑھائی تھی اور اُن سب پر آپؐ کو فوقیت دی گئی ۔ خدا نے آپ ﷺ ہی کو شفاعت کے مرتبے پر فائز کیا اور اپنی ملکوت کی بلندیوں میں لے گیا اور آپؐ نے اس کے محل جبروت میں اس سے کلام کیا۔

اس طرح آپ ﷺ مقرب فرشتوں کے مراتب، کروبین فرشتوں اور عرش کے گرد حلقے میں رہنے والے ملائکہ کے مقامات سے بھی آگے نکل گئے۔

خدا نے آپؐ پر اپنی وہ کتاب نازل کی، جو اس کی سابقہ پر نگہبان اور علوم و معارف کا بیش بہا خزانہ ہے۔ اس پر مزید یہ کہ خدا نے اس کتاب کو ہر شے کا جامع بیان کرنے والا بنایا۔ اس میں خدا نے کسی چیز کا بیان ادھورا نہیں چھوڑا۔ شکر ہے خدائے عز و جل کا کہ اس نے ہمیں گمراہی و تاریکی سے نجات دی اور جہالت و پستی سے نکالا ۔ اُس نے آپؐ کی لائی ہوئی کتاب اور کامل دین کے ذریعے ہماری ہدایت کا سامان کیا اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کی ولایت کی جانب ہماری راہنمائی کی ۔ یقیناً ہم اس کے احسان عظیم کا بدلہ نہیں دے سکتے کہ اس نے رسول خدا ﷺ اور آئمہ طاہرینؑ کے طفیل ہمیں آراء و اجتہاد باطلہ کے الجھاؤ سے بچا کر صراط مستقیم پہ گامزن کیا۔

خدا کا درود ہو آپؐ پر اور اپنے بھائی مولا امیر المومنین علیہ السلام پر کہ جو ان کے بعد سب سے بلند مرتبہ، مشکلات میں ان کا ساتھ دینے والے، اہل کفر و جہالت کے سروں پر خدا کی لٹکی ہوئی تلوار اور مخلوق پر عدل و احسان کے ساتھ اس کا سایہ کیا ہوا ہاتھ ہیں ۔ وہ کہ جو ہر حال میں اس کی راہ پہ قائم رہے اور حق جہاں بھی تھا اس کے ساتھ رہے، وہ اس کے علم کے خازن، اس کے اسرار کا دفینہ اور اس کے مخفی امور و رموز کا علم رکھنے والے ہیں ۔ بعد ازاں اس کا کامل و اکمل درود ہو اُن طیب و طاہر اور منتخب و منتجب آئمہؑ پر کہ جو خدا کی رحمت کا سرچشمہ، نعمت کا محل و مقام، تاریکیوں میں روشن ہونے والے مکمل چاند، بندوں کے لیے نور ہدایت، علم کے بے کراں سمندر اور سلامتی کا وہ دروازہ ہیں جس سے داخل ہونے کا حکم خدا کی تمام مخلوق کو دیا گیا اور اس کے خلاف سمت اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ چنانچہ اس کا ارشاد ہے :

https://downloadshiabooks.com/

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

''ایمان والو! تم سب مکمل طریقے سے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطانی اقدامات کا اتباع نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔'' (سورۃ بقرہ)

یہ درود سب سے افضل واشرف، سب سے پاک و برتر، سب سے اعلیٰ و عظیم تر ہو۔ اور اس کے ساتھ اس قدر سلامتیاں اور رحمتیں ہوں کہ جیسے خدا سلامتی بھیجے اور محمد و آل محمد سلامتی وصول کرنے کے اہل ہیں۔

اس کے بعد عرض یہ ہے کہ ہم شیعہ خیر البریہ کی طرف منسوب کچھ گروہوں کو دیکھا ہے جو اسی اُمت محمدیہ سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ عقیدہ امامت کے قائل بھی ہیں کہ جسے خدا نے اپنا حقیقی دین، لسان صدق، اپنے داخل ہونے والے کے لیے باعث زینت بنایا اور اپنے ماننے والوں کی نجات و بھلائی کا ضامن بنایا کہ جو اس کا حق ادا کریں، اس کے عقیدے پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں، اس کی شرائط کو پورا کریں، اس کے ساتھ ساتھ فریضہ نمازوں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کو اپنا معمول بنائیں، اچھائی کے کاموں میں بڑھ بڑھ کے حصہ لیں، فحاشیوں اور برے کاموں سے اجتناب کریں، تمام منع کردہ باتوں سے باز رہیں، جلوت و خلوت میں خدا کو یاد رکھیں، اور اپنے دل و دماغ کو اور بدن کے تمام ظاہری اعضاء کو ان کاموں میں مصروف رکھیں کہ جو اس کے تقرب کا وسیلہ بنتے ہیں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ اب وہ مختلف طبقوں میں بٹ چکے ہیں۔ انہیں خدا کے فرائض کا کچھ لحاظ رہا ہے، نہ اس کے حرام کردہ امور کی کوئی پروہ۔ بعض حد سے آگے نکل گئے اور بعض حد سے زیادہ پیچھے رہ گئے۔ سوائے چند ایک کے وہ سب کے سب اپنے زمانے کے امام، ولی امر اور حجت کے معاملے میں شک کا شکار ہیں کہ جسے خداوند عالم نے خود منتخب کیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۭ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۭ

''اور آپ ﷺ کا رب ہی جو چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے ان لوگوں کے پاس تو کسی کو منتخب کرنے کا کوئی اختیار نہیں'' (سورۃ قصص: ۶۸)

میں نے ان لوگوں کے امر غیبت میں آزمائش میں پڑنے کی وجہ سے یہ کتاب لکھی ہے۔ جبکہ اس کا ذکر پہلے رسول خدا ﷺ نے کیا، پھر امیر المومنینؑ نے اس کے بارے میں بیان کیا، بعد ازاں یکے بعد دیگرے آئمہ طاہرینؑ کی مبارک زبانوں سے اس کے متعلق نقل ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ جملہ آئمہ طاہرینؑ کے اس کے واقع ہونے کے متعلق ارشاد فرمایا اور اس میں آنے والی آزمائش کی کیفیت کا ذکر کیا۔ جیسے لوگوں کا کھل کر برے اعمال سرانجام دینا، بخل و کنجوسی کو اپنی عادت بنانا، اچانک اور کثرت سے اموات کا واقع ہونا، خواہشات کی بے لگام سواری پہ سوار ہونا، عظیم ترین حقوق پامال کرنے خدا کی ناراضگی مول لینا اور ہمیشہ شک و حیرت میں مبتلا رہنا۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ نے جناب کمیل بن زیادؒ سے علم حاصل کرنے والوں اور علم رکھنے والوں کی حالت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

او منقاد لاهل الحق لا بصيرة له ينقدح الشك في قلبه لاوّل عارض من شبهة. حتى اداهم ذلك الى التيه و الحيرة و العمى و الضلالة. و لم يبق منهم الا القليل. النزار الذين ثبتوا على دين الله. و تمسكوا بحبل الله. و لم يحيدوا عن صراط الله المستقيم.

''یا اس کا جھکاؤ اہل حق کی طرف ہوگا، مگر اس میں بصیرت نہ ہوگی۔ اس وجہ سے وہ اپنے دل میں پیدا ہونے والے پہلے ہی شبہ سے شک میں پڑ جائے گا۔ اور بالآخر اس

https://downloadshiabooks.com/

کا شکار تمام اہل حیرانی و سرگردانی، اور تاریکی و گمراہی کی طرف لے جائے گا۔ ان میں سے کچھ تھوڑے ہی لوگ ہوں گے جو خدا کے دین پر قائم اور اس کی رسی کو تھامے رہیں گے۔ وہ خدا کے بنائے ہوئے صراطِ مستقیم سے ہرگز الگ نہ ہوں گے۔"

ان میں حق پہ ثابت رہنے والی ایسی جماعت کی صفات نمایاں ہوں گی کہ جو ادھر ادھر کی ہوائیں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتیں، نہ فتنے و پرآشوب حالات اسے نقصان پہنچا سکتے ہیں، نہ دنیا کی ظاہری زرق برق اپنے فریب کے جال میں پھنسا سکتی ہے اور نہ وہ بندوں کے ذریعے خدا کے دین میں داخل ہوتے ہیں کہ وہ انہیں اس سے نکال سکیں۔

جیسا کہ ہم نے امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

من دخل فی هذا الدین بالرجال اخرجه منه الرجال کما ادخلوه فیه. و من دخل فیه بالکتاب و السنه زالت الجبال قبل ان یزول.

"جو شخص اس دین میں لوگوں کے واسطے سے داخل ہوگا تو وہ اسے اس سے نکال باہر کریں گے، کہ جیسے اس میں داخل کیا تھا۔ لیکن جو شخص کتاب و سنت کے ذریعے اس دین کو اپنائے تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں گے مگر وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے گا۔"

(بحار الانوار: ۲/۱۰۵؛ عوالم العلوم: ۳/۳۰۰)

میں حلفاً یہ بات کہنے کے لیے تیار ہوں کہ لوگوں کو جس قدر بھی گمراہی، حق سے انحراف اور باطل مذاہب سے لگاؤ ہوتا ہے اس کی وجہ روایت و علم کی کمی اور اس میں عدم تدبر و درایت ہوتا ہے۔ باطل مذاہب کے پیروکار علم حاصل کرنے میں وہ اہتمام نہیں کرتے جو کرنا چاہیے اور نہ ہی وہ اسے اس کے صاف و شفاف چشموں سے حاصل کرنے کے لیے کچھ تگ و دو کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر وہ حدیث کو روایت کر بھی لیں، مگر اس

میں درایت و تفکر نہ کریں تو گویا انہوں نے حدیث روایت ہی نہیں کی۔ صادق آل محمد ؑ فرماتے ہیں: **اعرفوا منازل شیعتنا عندنا علی قدر روایتهم عنا و فهمهم منا۔** "ہمارے شیعوں کا ہماری نگاہ میں اتنا ہی مرتبہ سمجھو جتنا انہوں نے ہم سے احادیث روایت کیں اور جتنا انہوں نے ان احادیث کو ہم سے سمجھا۔"

(بحار الانوار: ۲/۸۲؛ عوالم العلوم: ۳/۳۰۳)

اس کی علت یہ ہے کہ روایت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ اسے سمجھا جائے اور غور سے آپ سمجھ لیں اور وہ ان ہزار روایات کی نسبت بہتر ہے جنہیں آپ نے روایت تو کیا مگر سمجھا نہیں۔

بہر طور جو لوگ ان باطل مذاہب کو قبول کرتے ہیں ان کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ وہ لوگ جو علم و روایت کا سہارا نہیں لیتے، معمولی سا شبہ انہیں راہ راست سے پھیر دیتا ہے۔

۲۔ وہ لوگ جو دنیا اور اس کے مال و متاع کو حاصل کرنے کی خاطر ایسے ہلاکت خیز راستے کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ اس طرح ہوتا ہے کہ دنیا پرست لوگ چند ٹکوں اور گھٹیا باتوں کے ذریعے انہیں اپنے پرفریب جال میں پھنسا لیتے ہیں۔ اس کی مثال اس پیاسے شخص کی سی ہے جو ریت کے چمکتے ہوئے ذرات کو پانی سمجھ کر ان کی طرف لپکتا ہے، لیکن جب قریب پہنچتا ہے تو اسے پانی کا نام و نشان بھی دکھائی نہیں دیتا۔

۳۔ وہ لوگ جو نمود و نمائش، ریاکاری، لوگوں میں نام پیدا کرنے اور سرکار سے عہدے و اختیارات حاصل کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ یہ صرف ان کی ہوا و ہوس کا ایک دھوکہ ہوتا ہے اور وہ اسے اختیار کرنے میں مخلص بھی نہیں ہوتے۔ تو خدا ان کی زندگی کی رونق سلب کر لیتا ہے، ان کی حالت بگاڑ دیتا ہے اور دردناک عذاب ان کے

https://downloadshiabooks.com/

لیے تیار رکھتا ہے۔

۴۔ وہ لوگ جو اپنے ایمان کی کمزوری کے سبب صراطِ مستقیم سے دور ہوئے۔ جب یہ آزمائش ہمارے سامنے آئی جس کے بارے میں معصومینؑ ہم کو تین سو سال پہلے خبر دے چکے تھے۔ اور ہم نے وہ روایات بھی دیکھیں جو آئمہ معصومینؑ سے نقل کی گئی تھیں۔ جن میں انہوں نے خدا کی طرف سے علمی فیض پانے والوں اور ایک خاص مرتبے کے حامل افراد کو احکام و مواعظ ارشاد کیے۔ وہ کہ جن کے لیے دین کی دوسروں پر مبہم رہنے والی باتیں آشکار تھیں اور وہ حیرت و سرگردانی سے ہٹ کر صراطِ مستقیم پر قائم تھے اور خدا انہیں شک کی حالت سے نکال کر یقین کے نور کی طرف لے گیا تھا۔

چنانچہ میں نے قصدِ قربت کیا اور امیر المومنین علیہ السلام سے لے کر آخر تک ہر امام سے اس سلسلے کی روایات کی جمع آوری میں مشغول ہو گیا۔ جن کی حقیقت سے وہ لوگ بے خبر ہیں کہ جنہیں خدا نے علم کے نور سے محروم رکھا اور انہیں اس امر کے بارے میں آئمہ ہدیٰ کی راہنمائی نصیب نہ ہوئی۔ جس کی روشنی میں ان کی روایت کردہ احادیث کی صحت اہلِ حق کے لیے واضح ہوتی ہے۔

تو خدا نے جس کو بھی عقل و شعور کی نعمت سے نوازا ہے جب وہ ان روایات میں غور و فکر کرے گا تو اس پر واضح ہو گا کہ اگر غیبت کا زمانہ واقع نہ ہوتا تو اس عقیدے کی صداقت پہ حرف آتا۔ اسی لیے خداوند عالم نے آئمہ طاہرینؑ کی تعبیر کو سچ ثابت کیا اور ہر زمانے میں ان کے قول کی تصدیق کی۔ یوں اس نے شیعانِ اہلِ بیتؑ پر لازم قرار دیا کہ وہ اسے تسلیم کریں، اس کی تصدیق کریں، اس کے ساتھ متمسک رہیں اور اس سلسلے میں منقول روایات پر اپنا یقین مضبوط رکھیں۔ آئمہ معصومینؑ نے اپنے ماننے والوں کو خبردار کیا ہے کہ کہیں فتنے ان کو گمراہ نہ کر دیں اور اس طویل عرصے میں ان کے دلوں میں کجی نہ پیدا ہو۔

اور عرصۂ غیبت کے طویل ہونے کی علت یہ ہے کہ جو ہلاکت میں پڑے، وہ واضح دلیل کی موجودگی میں اور جو نجات حاصل کرے، وہ بھی واضح دلیل کے ساتھ۔

امام صادقؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص سے منقول ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے سنا، امام عالی مقام فرما رہے تھے کہ سورۃ الحدید کی یہ آیت: وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿١٦﴾ زمانہ غیبت کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے بعد خدا ارشاد فرماتا ہے: اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٧﴾ (جان لو کہ اللہ ہی زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ اور ہم نے تمہارے لیے اپنی نشانیاں واضح کر دی ہیں تا کہ تم سمجھ سکو۔)

پھر امام نے فرمایا: یہاں سے مراد غیبت کا عرصہ ہے۔ بلاشبہ یہاں خدا یہ کہنا چاہتا ہے کہ اے اُمتِ محمدیہ یا اے شیعو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی۔ جب ان کا عرصہ طویل ہوا (تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بیشتر افراد فاسق ٹھہرے۔)

بنابریں اس آیت کی تاویل زمانہ غیبت کے لوگوں کے متعلق ہے، کسی اور زمانے کے افراد کے ساتھ نہیں۔

خداوند متعال نے شیعانِ آلِ محمدؐ کو حجتِ خدا میں شک کرنے یا یہ گمان کرنے سے منع فرمایا ہے کہ زمین آن بھر کے لیے بھی اس کی حجت کے وجود سے خالی رہ سکتی ہے۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ نے جناب کمیل بن زیادؓ سے کلام کرتے ہوئے فرمایا: بلاشبہ خدا گواہ ہے کہ زمین اس کی حجت کے وجود سے ہرگز خالی نہیں رہ سکتی۔ چاہے وہ ظاہر ہو اور سب کو اس کے بارے میں علم ہو یا پوشیدہ و مستور ہو۔ یہ اس لیے تا کہ خدا کی حجتیں اور اس کے

https://downloadshiabooks.com/

براہین باطل نہ ہوں۔ اس نے لوگوں کو خبردار کیا ہے کہ اس کے بارے میں شک و تردد کا شکار نہ ہوں۔ تاکہ جب ان کا عرصہ لمبا ہو تو ان کے دل سخت ہو جائیں۔

پھر فرمایا: کیا تم اس سے پچھلی آیت میں غور نہیں کیا؟! خدا فرماتا ہے: اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ قَدۡ بَیَّنَّا لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۝ (جان لو کہ اللہ ہی زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ اور ہم نے تمہارے لیے اپنی نشانیاں واضح کر دی ہیں تاکہ تم سمجھ سکو۔) یعنی جس وقت زمین ائمہ ضلال کے ظلم و جور کے سبب مردہ ہو جائے گی تو خدا اسے قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے بعد عدل کے نفاذ سے زندگی بخشے گا۔

(تاویل الآیات: ۲/ ۶۶۲؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۳؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۲۹۱؛ المحجہ: ۲۱۹)

ان دونوں آیتوں کی تاویلیں ایک دوسری کی تصدیق کرتی ہیں۔ اسی طرح آئمہ طاہرینؑ نے لوگوں کے فتنوں میں مبتلا ہونے اور اُلٹے پاؤں پھر جانے کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا محقق ہونا بھی ناگزیر ہے۔ ہم نے اس پر مستقل باب قائم کیا اور شیعوں کی آزمائش، ان کے باہم تفرقہ میں پڑنے اور فتنہ کا شکار ہونے کے بارے میں احادیث نقل کیں۔ جیسا کہ ہم ان میں سے ایک دو حدیثیں یہاں بھی ذکر کریں گے۔

مالک بن ضمرہ سے روایت ہے کہ امیر المومنینؑ نے اپنے شیعوں کو مخاطب کر کے فرمایا: ایسے بن جاؤ جیسے پرندوں میں شہد کی مکھی ہوتی ہے۔ ہر پرندہ اسے ضعیف و بے وقعت سمجھتا ہے، لیکن اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ اس کے پیٹ میں کتنی برکتیں پوشیدہ ہے تو وہ اس کے ساتھ ایسا نہ کریں۔ لوگوں کے ساتھ اپنی زبان و بدن دونوں سے میل جول رکھو، اور اپنے دلوں اور بہترین اخلاق کے ساتھ ان سے جدا ہو۔ اس کی ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم جو چیز دیکھنا چاہتے ہو اسے نہ دیکھ پاؤ گے، تاوقت یہ کہ تم ایک

دوسرے کے منہ پر نہ تھوکو اور ایک دوسرے کو کذاب نہ ہو۔ حتی کہ تم میں (یا فرمایا: میرے شیعوں میں) اتنے ہی لوگ راہ راست پہ باقی رہ جائیں گے جتنا آنکھ میں سرمہ ہوتا ہے اور جتنا کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ میں تمہارے لیے ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ اگر ایک شخص کے پاس گندم ہو، وہ اسے پاک و صاف کر کے گھر میں رکھے اور یہ اُمید رکھے کہ خدا کرے گا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ لیکن جب وہ واپس آ کر دیکھے تو اس میں کیڑے پڑ گئے ہوں۔ پھر وہ ان کیڑوں کو گندم سے نکالے اور اسے دوبارہ صاف کر کے گھر میں رکھ دے۔ اور کہے کہ اللہ کرے گا اسے کچھ نہیں ہوگا۔ لیکن جب وہ واپس آ کر دیکھے تو اب کی بار میں اس میں پہلے کی نسبت بہت زیادہ کیڑے موجود ہوں۔ چنانچہ وہ پھر سے اسے صاف کرے اور اچھی طرح صاف کر کے دوبارہ اسی جگہ رکھ دے۔ پس وہ اس عمل کو بار بار دہرائے یہاں تک کہ گندم کا صرف کھلیان باقی رہ جائے جسے کیڑے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اسی طرح تم سے بھی کمزور افراد کو الگ کیا جاتا رہے، بالآخر تم میں صرف وہ جماعت باقی رہ جائے گی جسے فتنہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (بحار الانوار: ۵۲/ ۱۱۵)

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! تمہیں خوب آزمایا جائے گا، اللہ کی قسم! تمہیں لازماً دبائیں اڑالیا جائے گا حتی کہ وہی لوگ باقی رہیں گے جن سے خدا نے میثاق لے لیا، ان کے دلوں میں ایمان لکھ دیا اور ان کی مدد اپنی روح سے کی۔ ایک دوسری روایت ہے کہ حتی کہ تم کم سے کم ترین باقی رہ جاؤ گے۔

یہی وہ جماعت ہے جو اس امر پہ برقرار رہے گی اور غیبت کے زمانے میں حق پر ثابت قدم رہے گی۔ چنانچہ جناب بریدؒ سے مروی ہے، انہوں نے امام محمد باقرؑ سے اس فرمان خدا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَ صَابِرُوۡا وَ رَابِطُوۡا ۟ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝ کی تفسیر یہ نقل ہے: فرائض کی ادائیگی پر قائم رہو، اپنے دشمنوں کے مقابلے

https://downloadshiabooks.com/

میں ثابت قدم رہو اور اپنے منتظر امام کی نصرت کے لیے آمادہ رہو۔ (بحار الانوار: ۳۲، ۳۰۹)

اسی جماعت کو مخاطب کر کے امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا: ہدایت کے راستے پر چلنے والے افراد کے کم ہونے کی وجہ سے وحشت و تنہائی کا احساس نہ کرنا۔

اصبغ بن نباتہؒ سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا، امیر المومنینؑ نے کوفہ کے منبر پر بیٹھ کر فرمایا:

ایها الناس! انا انف الایمان، انا انف الهدی و عیناه. ایها الناس! لا تستوحشوا فی طریق الهدی لقلة من یسلکه. ان الناس اجتمعوا علی مائدة، قلیل شبعها، کثیر جوعها، والله المستعان، و انما یجمع الناس الرضا و الغضب. ایها الناس! انما عقر ناقة صالح ؑ واحد فأصابهم الله بعذابه بالرضا لفعله و آیة ذلک قوله عز و جل: (فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾) وقال: (فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا ۗ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُم بِذَنبِهِمْ فَسَوَّاهَا ﴿١٤﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ﴿١٥﴾) الا من سئل عن قاتلی فزعم انه مومن فقد قتلنی. ایها الناس! من سلک طریق ورد الماء، ومن حاد عنه وقع فی التیه

"اے لوگو! میں ایمان کی ناک ہوں۔ میں ہدایت کی ناک اور اس کی دو آنکھیں ہوں۔ اے لوگو! ہدایت کی راہ پر چلنے والوں کی کمی کی وجہ سے وحشت و تنگ دلی محسوس نہ کرو۔ بلاشبہ کبھی ایک دسترخوان پر لوگوں کی تعداد کم ہوتی ہے مگر انہیں کھانا تناول کرنے کی خواہش زیادہ ہوتی ہے۔ اور اصل مدد کرنے والی خدا ہی کی ذات

ہے۔ جو چیزیں لوگوں کے متحد ہونے کی وجہ بنتی ہیں وہ کسی چیز پر خوشی اور کسی چیز سے غصے اور نفرت کا اظہار ہیں۔

اے لوگو! یاد رکھو کہ حضرت صالحؑ کی ناقہ کی کونچیں ایک شخص نے کاٹی تھیں مگر چونکہ پوری قوم اس کے فعل پر راضی تھی اس لیے خدا نے ان سب پر عذاب نازل کیا۔ چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے خدا فرماتا ہے: (تو ان لوگوں نے اپنے ساتھی کو آواز دی اور اس نے اونٹنی کو پکڑ کر اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ پھر سب نے دیکھا کہ ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا ثابت ہوا؟) ایک دوسرے مقام پر وہ فرماتا ہے: (تو ان لوگوں نے اس کی تکذیب کی اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں تو خدا نے ان کے گناہ کے سبب ان پر عذاب نازل کر دیا اور انہیں بالکل برابر کر دیا۔ اور اسے اس کے انجام کا کوئی خوف نہیں ہے۔) سنو اے لوگو! جو شخص میرے قاتل کے آگے دست سوال دراز کرے اور اس کے باوجود بھی خود کو مومن کہے تو اس نے (گویا) مجھے قتل کیا۔

اے لوگو! جو شخص صحیح راستے پر گامزن رہا وہ پانی تک پہنچ جائے گا اور جو شخص راستے سے ہٹ گیا وہ گمراہ ہو جائے گا۔"

اس کے بعد امیر المومنینؑ منبر سے نیچے اتر آئے۔

امام عالی مقام کے اس فرمان میں ارباب دانش کے لیے ایک عظیم لمحہ فکریہ موجود ہے۔ اس میں آئمہ طاہرینؑ کے نظام کے ساتھ مربوط رہنے کی تلقین کی گئی اور ان سے روگردانی و انحراف کرنے کے بارے میں تنبیہ کی گئی ہے۔ یہ اس قدر اہتمام اس وجہ سے ہے تاکہ اہل ایمان کسی فتنہ و آزمائش میں پڑ کر صراط مستقیم سے دائیں بائیں نہ ہو جائیں۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے: الم۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں محض یہ کہنے پر چھوڑ دیا

https://downloadshiabooks.com/

جائے گا کہ ہم ایمان لائے، اور ان کی آزمائش نہ ہوگی ؟! اور بلاشبہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو بھی خوب آزمایا تھا۔ تو ضرور اللہ تعالیٰ (اس آزمائش سے) ان لوگوں کا ثابت کرے گا جو سچے ہیں اور انہیں بھی ثابت کرے گا جو جھوٹے ہیں۔ (سورہ عنکبوت: ۲، ۳)

اسی طرح رسول خدا ﷺ سے مروی ہے: ایاکم و جدال کل مفتون فانہ ملقن حجتہ الی انقضاء مدتہ. فاذا انقضت مدتہ الھبتہ خطئتہ و احرقتہ، "خبردار! ہر فتنہ انگیزی کرنے والے ساتھ بحث و مباحثہ کرنے سے بچتے رہنا، بلاشبہ جب تک اس کو دی گئی مہلت کا عرصہ پورا نہیں ہوتا اسے (شیطان کی طرف سے) اپنے موقف کی دلیل بتا دی جاتی ہے۔ لیکن جب اس کی مدت پوری ہو جائے تو اس کی خطا آگ بن کر اس کے دامن کو لگ جاتی ہے اور اسے جھلسا کر رکھ دیتی ہے۔" (بحار الانوار: ۲/ ۱۳۱)

خدا کی توفیق سے میں نے اس کتاب میں غیبت کے متعلق وہ روایات جمع کی ہیں جنہیں محدثین و شیوخ نے مولا امیر المومنینؑ اور دوسرے آئمہؑ سے نقل کیا ہے۔ اس کتاب کے اندر میں نے وہ تمام حدیثیں پیش نہیں کیں جو میں نے روایت کی تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو ان سب کا جمع کرنا مشکل ہے اور دوسرا اب وہ مجھے صحیح طرح سے یاد بھی نہیں رہیں۔ اس موضوع کی جو روایات دیگر علماء نے نقل کی ہیں وہ میری جمع کردہ روایات کی نسبت زیادہ ہیں۔ میں نے ان روایات کو ابواب کی صورت میں مرتب کیا ہے۔ پہلا باب اسرار آئمہ کو اغیار اور نا اہل افراد کے سامنے پیش نہ کرنے کے بارے میں ہے۔ اغیار میں وہ تمام افراد شامل ہیں جو ناصبی ہیں اور آئمہ طاہرینؑ کے فضائل کا انکار کرتے ہیں اور اُمت کو آئمہ معصومینؑ سے مقدم جانتے ہیں۔ حالانکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ جو حق کی ہدایت کرے وہ قابل اتباع ہے یا وہ کہ جو خود محتاج ہدایت ہے۔ (سورہ یونس: ۳۵) ان لوگوں کو ان کی غلط آراء اور تاریک دلوں نے حق سے دور کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے کہ

یہ (ضد بازی اور حق سے عداوت) نہ صرف آنکھوں کو اندھا بناتی ہے، بلکہ سینوں میں موجود دلوں کو بھی سیاہ کر دیتی ہے۔ (سورۃ حج: ۴۶) ایسے ہی لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے خدا فرماتا ہے: کہہ دیجیے! کیا ہم تمہیں اعمال کے حوالے سے گھاٹا کھانے والے بارے میں خبر نہ دیں۔ جن دنیا میں کی ہوئی ساری کوشش بے کار میں گئی، جبکہ وہ اپنے تئیں بڑے مطمئن تھے کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ (نعوذ باللہ) (سورۃ الکہف: ۱۰۳، ۱۰۴)

یہ لوگ خدا اور رسول ﷺ کی طرف حجت تمام ہونے کے بعد تعصب و عناد میں مبتلا ہوئے ہیں۔ جیسے خدا نے ارشاد فرمایا: واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا، "اور سارے مل کر اللہ کی رسی تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔" (آل عمران: ۱۰۳)

رسول خدا ﷺ نے اپنے فرمان میں ان کی اطاعت کی اس طرح دعوت دی: انھم الھداۃ و سفینۃ النجاۃ۔ "بے شک میرے اہل بیتؑ ہادی اور نجات کے سفینے ہیں۔" یہ ان دو گراں قدر چیزوں میں سے ہیں جن کے بارے میں آپؐ نے ہمیں خبر دی کہ آپ انہیں اپنے پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔

ان کے ساتھ تمسک اختیار کرنے کے بارے میں آپؐ نے فرمایا:

انی مخلف فیکم الثقلین: کتاب اللہ و عترتی اهل بیتی حبل ممدود بینکم و بین اللہ، طرف بید اللہ و طرف بایدیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا

"میں تم میں دو قیمتی چیزیں چھوڑ کر جانے والا ہوں: ایک اللہ کی کتاب اور ایک میری عترت و اہل بیتؑ، یہ تمہارے اور خدا کے درمیان پھیلی ہوئی ایک رسی ہیں جس کا ایک سرا خدا کے پاس اور ایک سرا تمہارے پاس ہے۔ جب تک تم اس کو تھام کے رکھو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔"

https://downloadshiabooks.com/

مگر جب لوگوں نے ان دونوں چیزوں کو ہلکا سمجھا اور ہدایت پر جہالت کو مقدم کیا تو ان پر خدا کی مار پڑ گئی۔ جیسا کہ اس سے قبل باطل پرستوں کا ذکر کلام الٰہی میں اس طرح ہوا ہے۔ اور جب قوم ثمود کو ہم نے ہدایت دی تو انہوں نے ہدایت پر بے بصیرت رہنے کو ترجیح دی۔ (سورہ فصلت: ۱۷) ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: کیا آپؐ نے اس شخص کو دیکھا کہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا تو خدا نے علم کے باوجود اسے گمراہ چھوڑے رکھا۔ (سورہ جاثیہ: ۲۳) یعنی جب اس نے حق سے عداوت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اور حق کے مابین پردہ ڈال دیا اور اسے اس کے باطل راستے پر قائم رکھا۔ بلاشبہ خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ یہ بندے ہی ہیں جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ پس یہ لوگ اہل بیتؑ کے شیعوں اور حق کے پرستاروں سے بیر رکھتے ہیں اہل بیتؑ کی روایات کا انکار کرتے ہیں اور اپنی جہالت و شقاوت کے سبب انکی مقدس ہستیوں کے عیب ڈھونڈتے ہیں۔ یہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے دشمنوں کی کہی باتوں پر عمل کرتے ہیں اور اپنی مرضی اور سمجھ کے قائل ہوتے پر امام بناتے ہیں۔ جبکہ اہل بیتؑ کی شان میں خدا فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے علم کی بنیاد پر انہیں تمام جہانوں پر فضیلت عطا کی۔ مگر یہ لوگ کھاری اور بدمزہ پانی کو میٹھے و خوشگوار چشمے پر فوقیت دیتے ہیں۔ بے شک اللہ کے دین کی حفاظت اور اس کے برگزیدہ اولیاء کے علم کو دشمنان دین سے بچانا بہت بڑا اقدام ہے۔ اور بلاشبہ ان کے امر کی تعمیل بے حد ضروری ہے۔

اس کے بعد ہم نے اس حبل متین کا ذکر کیا ہے جسے تھامنے کا خدا نے حکم دیا تھا۔ وہاں ہم نے اس کے اور امامت کے بارے میں نقل ہونے والی روایات کو جمع کیا۔ نیز یہ کہ امامت کا منصب خدا کی مرضی اور اس کے اختیار سے ملتا ہے۔ لوگوں کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی کو اپنا امام منتخب کرلیں۔ یہ ایک الٰہی عہد ہے جو ایک امام سے دوسرے امام کو منتقل ہوتا ہے۔ بعد ازاں ہم نے وہ روایات نقل کیں کہ جو آئمہ طاہرینؑ کے بارہ ہونے کے بارے

میں ہیں۔ اس باب میں ہم نے قرآن اور دیگر آسمانی کتابوں کی روشنی میں بھی اس کا بیان کیا۔ پھر اسی موضوع کی روایات کو اہل سنت کے طریق سے نقل کیا۔ اس کے بعد ہم نے اس شخص کے ہلاکت خیز انجام کا ذکر کیا جو امام نہ ہو اور امام ہونے کا دعویٰ کرے۔ اسی باب میں ہم نے بتایا کہ قائم آل محمدؑ کے قیام سے قبل جو بھی پرچم بلند ہوگا اس کا اٹھانے والا طاغوت ہوگا۔ بعد ازیں ہم نے اس ضمن میں اہل سنت کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

پھر ان لوگوں کے بارے میں بیان کیا ہے کہ جو آئمہ طاہرینؑ میں سے کسی امام کے بارے میں شک کرے یا امامؑ کی معرفت کے بغیر رات بسر کرے یا اپنا دین امامؑ کے علاوہ کسی واسطے سے لے۔ اس سے آگے وہ روایات درج ہیں جو زمین کے حجت خدا کے وجود سے خالی نہ رہنے کے بارے میں ہیں۔

اس کے بعد ان احادیث کو لکھا ہے جو یہ بتاتی ہیں کہ اگر زمین پر دو افراد بھی باقی رہ جائیں تو ان میں سے ایک حجت ہوگا۔ پھر امام زمانہؑ کی غیبت کے بارے میں روایات نقل کی ہیں۔ اس کا ذکر امیر المومنینؑ اور دوسرے آئمہؑ نے کیا ہے اور اس کے بارے میں تصریح فرمائی ہے۔ اس سے آگے دو باب میں وہ روایات درج ہیں جن میں شیعوں کو غیبت کے زمانے میں صبر کرنے، اپنا ہاتھ روکے رکھنے اور ظہور امامؑ کا انتظار کرنے کا امر دیا گیا ہے۔

اس کے بعد وہ روایات درج کی ہیں جن میں شیعوں کی آزمائش اور تفحص و غربلت میں فرق کیے جانے کا بیان کیا اور بتایا ہے کہ یہ آزمائش اتنی سخت ہوگی کہ حقیقی لوگ بہت ہی کم تعداد میں رہ جائیں گے۔ اس کے بعد قائمؑ کے قیام سے قبل سخت حالات، آپؑ کی سیرت و صفات، آپؑ کی شان میں قرآن کی آیات اور آپؑ کے ظہور سے پہلے ظاہر ہونے والی علامات کو بیان کیا۔ پھر وہ روایات ذکر کیں جو ظہور کا وقت مقرر کرنے اور صاحب الامرؑ کا نام لینے کی ممانعت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ بعد ازاں امام زمانہؑ کا لوگوں کی جاہلیت کا سامنا کرنے کا بیان کیا ہے۔ اس کے بعد قتل، غضب اور ان کی تعداد کا ذکر کیا ہے

https://downloadshiabooks.com/

جو قائم آل محمدؑ کے اصحاب ہیں۔ پھر سفیانی کا ذکر کیا اور بتایا کہ قائم کے قیام سے قبل اس کا خروج حتمی ہے۔ اس کے بعد والے باب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرچم کا ذکر ہوا ہے۔

وارد ہوا ہے کہ جنگ جمل کے بعد سے اب تک اسے کسی میدان میں نہیں لہرایا گیا۔ جب قائم قیام کریں گے تو یہ ان کے ہاتھ میں ہوگا۔ پھر خروج سے پہلے اور بعد میں شیعوں کے حالات کا بیان ہوا ہے اور بتایا گیا ہے کہ قائم آل محمدؑ ایک نئے امر کی دعوت دیں گے اور اسلام پہلے کی طرح اجنبی صورت اختیار کرے گا۔ اس سے آگے والے باب میں امام عصرؑ کی حکومت کا کل عرصہ اور جناب اسماعیل بن جعفر علیہ السلام کی وفات کا بیان درج ہے اور اہل باطل کے دعووں کی رد کی ہے نیز بتایا کہ امامؑ کی معرفت ضروری ہے اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا ہے کہ امامؑ کا ظہور پہلے ہو یا بعد میں۔

خدا کا ابدی و لازوال درود ہو محمد و آل محمدؑ پر جو اس کے برگزیدہ و منتخب کردہ بندے اور اس تک پہنچنے کا محکم ترین وسیلہ ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خلاق عالم ہم سب کو دنیا و آخرت میں صحیح عقیدے پر قائم رکھے، ہماری زندگی و موت اور ہمارا حشر و نشر اپنے دین پر اور اپنے خاص بندوں کے ساتھ کرے کہ جنہیں اس نے اپنے دربار میں خاص مقام و مرتبے سے نوازا، ان کو ہمارے اور اپنے مابین سفیر و واسطہ اور اپنی ساری مخلوق پر حجت بنایا۔

اسی سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ان ذوات مقدسہ پر ایمان رکھنے، ان کے حکم کو تسلیم کرنے اور ان کی منع کردہ باتوں سے اجتناب کرنے کی توفیق عنایت کرے۔ ہمیں ان کے فرمان میں شک کرنے اور ان کی صداقت کے بارے میں شبہ میں پڑنے سے بچائے، ہمیں اپنے ولی کی رکاب میں دین کی نصرت اور دشمنان دین کے خلاف جہاد کرنے کا شرف بخشے۔ دعا ہے کہ خداوند منان جہان ابدی میں بھی ہمیں ان کا ساتھی و ہم نشین قرار دے۔ آن بھر کے لیے بھی ہمارے اور ان کے مابین دوری پیدا نہ کرے۔ بلاشبہ وہ لطف و کرم کرنے والا اور مہربان ہے۔

باب نمبر 1

اسرار آل محمدؑ کو نااہل لوگوں سے بیان کرنے کی ممانعت

﴿حدیث:۱﴾

ابوطفیل عامر بن واثلہ سے مروی ہے کہ مولا علی امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹا سمجھا جائے؟! لہٰذا لوگوں سے ان کی معرفت کے مطابق بات کرو اور جس کی انہیں معرفت نہ ہو، ان کے سامنے اسے بیان نہ کرو۔ (عوالم: ۳/ ۳۱۲)

﴿حدیث:۲﴾

حمید الطویل کہتا ہے کہ میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کے سامنے وہ باتیں بیان مت کرو جن کی انہیں معرفت نہ ہو۔ (ایسا کرکے) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹا قرار دیا جائے۔ (عوالم: ۳/ ۳۱۲)

﴿حدیث:۳﴾

عبدالاعلی بن اعین سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ہمارے امر کا حامل بننے کا مطلب اس کی معرفت حاصل کرنا اور اسے قبول کرنا نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب اس کی حفاظت کرنا اور اسے ایسے شخص کے آگے بیان نہ کرنا ہے کہ جو اس کا اہل نہیں۔ ہمارے شیعوں کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور دعائے رحمت دے

https://downloadshiabooks.com/

کہ یہ پیغام پہنچانا:

رحم الله عبدا استجر مودة الناس الى نفسه والينا بان يظهر لهم مايعرفون. يكف عنهم ماينكرون. ثم قال: ماالناصب لنا اشد حربا باشد مؤونة من الناطق علينا بمانكرهه

"خدا اس شخص پر رحم کرے جو لوگوں کی محبتوں کا رخ اپنی طرف اور ہماری طرف موڑے اور ان کے سامنے وہ باتیں بیان کرے، جن سے وہ آشنائی رکھتے ہوں اور وہ باتیں ذکر نہ کرے جن سے وہ آشنا نہ ہوں۔ پھر فرمایا: ناصبی کا ہم سے جنگ کرنا اس سخت معاملہ نہیں جتنا اُس بولنے والے کا ہے جو ہمارے بارے میں وہ بات کرے جسے ہم پسند نہیں کرتے۔" (عوالم: ۳/۳۱۵، حدیث: ۱۵)

﴿حدیث: ۴﴾

اسحاق بن عمار صیرفی نے عبدالاعلی بن اعین کے واسطہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

ليس هذا الامر ولايته فقط حتى تستره عمن ليس من اهله وبحسبكم ان تقولوا ما قلنا، وتصمتوا عما صمتان، فانكم اذا قلتم ما نقول و سلمتم لنا فيما سكتنا عنه فقد آمنتم بمثل ما آمنا به قال الله تعالى: فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا. قال: على ابن الحسين عليه السلام: حدثوا الناس بما يعرفون. ولا تحملوهم مالا يطيقون فتغرونهم بنا.

"اس امر سے مراد یہ نہیں کہ تم صرف امامؑ کی ولایت کی معرفت حاصل کرلو۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ تم اس ولایت کو اُس شخص سے مخفی رکھو جو اس کا اہل نہیں۔ تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ تم وہ کہو جو ہم کہتے ہیں اور اس متعلق خاموشی اختیار کرو جس کے بارے میں ہم خاموش ہیں۔ سو جب تم وہ کہو گے جو ہم کہتے ہیں اور اس کا معاملہ ہماری طرف لوٹا دو گے کہ جس کے بارے میں ہم نے کچھ نہیں بیان کیا تو تم ایسے ایمان لے آؤ گے جیسے ہم ایمان لائے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: پس اگر وہ اس طرح ایمان لے آئے کہ جیسے تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت یافتہ ہو گئے۔

امام علی زین العابدین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: لوگوں سے اُن کی معرفت کے معیار کے مطابق گفتگو کرو اور انہیں وہ باتیں سننے پر مجبور نہ کرو جنہیں سننا (اور سمجھنا) اُن کے بس میں نہیں۔ اگر تم نے ایسا کیا تو انہیں ہمارے بارے میں دھوکے میں ڈال دو گے۔ (عوالم: ۳/۳۱۵، حدیث: ۱۶)

﴿حدیث: ۵﴾

محمد بن خیاث نے عبدالاعلی بن اعین سے روایت کیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ان احتمال امرنا ليس هو التصديق به و القبول له فقط. ان احتمال امرنا ستره و صيانته عن غير اهله فاقرء هم السلام ورحمة الله يعنى الشيعة. وقل لهم: يقول لكم: رحم الله عبدا استجر مودة الناس الى والى نفسه يحدثهم بما يعرفون. يستر عنهم ماينكرون. ثم قال لى: والله ما الناصبة لنا حربا اشد مؤونة علينا من الناطق علينا بما نكرهه.

https://downloadshiabooks.com/

''ہمارے اَمر کا حامل ہونے کا مطلب صرف اس کی تصدیق کرنا اور اسے قبول کرنا نہیں۔ بلکہ اس سے مراد اسے پوشیدہ رکھنا اور ایسے لوگوں سے بچانا ہے کہ جو اس کے اہل نہ ہوں۔ میرے شیعوں کو میرا اسلام پہنچانا اور اُن سے کہنا کہ امامؑ تم سے کہتے ہیں کہ خدا اُس شخص پر رحم کرے جو لوگوں کا جھکاؤ میری اور اپنی ذات کی طرف کرے۔ ان کے سامنے وہ چیزیں بیان کرے جو اُن کے معیارِ معرفت کے مطابق ہوں اور وہ چیزیں اُن سے مخفی رکھے جن سے وہ آشنائی نہ رکھتے ہوں۔

اس کے بعد امامؑ نے مجھ سے فرمایا:

ناصبی کا ہم سے جنگ کرنا ہمیں اتنی تکلیف نہیں دیتا کہ جتنی وہ بولنے والا دیتا ہے کہ جو ہمارے بارے وہ بات کہے جسے ہم پسند نہ کرتے ہوں۔ (یہ حدیث کافی طویل، یہاں ضرورت کے مطابق اس کا کچھ حصہ نقل کیا گیا ہے۔)(عوالم: ۳/۳۱۵ حدیث: ۱۷)

﴿حدیث: ۶﴾

محمد خزاز سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

من اذاع علینا حدیثنا ھو بمنزلۃ من جحدنا حقنا

''جس نے ہمارے بارے میں ہماری (راز والی) حدیث کو مشہور کیا (یعنی ہر کس و ناکس سے بیان کی) اُس نے گویا ہمارے حق کا انکار کیا۔'' (عوالم: ۳/۳۱۰ حدیث: ۳۰)

﴿حدیث: ۷﴾

حسن بن سری سے روایت کی گئی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: انی لاحدث الرجل الحدیث فینطلق فیحدث بہ عنی کما سمعہ فاستحل بہ لعنہ والبراءۃ منہ

''اگر کسی شخص کو کوئی راز کی بات بتاؤں اور وہ جا کر میری ہی نسبت سے اُسے آگے بیان کر دے کہ اُس نے اسے سنا تو اس (راز کو فاش کرنے) کی وجہ سے میں اُس پر لعنت

اور اُس سے بیزاری کو حلال کر دوں گا۔'' (عوالم: ۳/۳۱۰۔ حدیث: ۳۱)

امامؑ کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ شخص اس حدیث کو کسی شخص کے آگے بیان کرے جو اسے سمجھ نہ سکے اور اُس میں اسے سننے کی تاب نہ ہو۔

امامؑ کے یہ فرمان اس بات پر دلالت ہے کہ جو حدیث پوشیدہ رکھی جانے والی ہو اُسے پوشیدہ ہی رکھنا چاہیے، ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔

﴿حدیث: ۸﴾

ابن مسکان کہتے ہیں: میں نے صادق آل محمد علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

قوم یزعمون انی امامھم. واللہ ما انا لھم بامام. لعنھم اللہ. کلما سترت سترا ھتکوہ. اقول کذا و کذا. فیقولون: انما یعنی کذا و کذا. انما انا امام من اطاعنی

'' کچھ لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ میں اُن کا امام ہوں۔ خدا کی قسم! میں اُن کا امام نہیں۔ خدا اُن پر لعنت کرے! جب بھی میں کوئی راز کی بات کرتا ہوں تو وہ مخفی نہیں رکھتے۔ میں ایسے ایسے کہتا ہوں تو وہ کہتے ہیں: امامؑ کے کہنے کا مطلب ایسے ایسے تھا۔ میں صرف اُسی کا امام ہوں جو میری اطاعت کرے۔'' (عوالم: ۳/۳۱۱ حدیث: ۳۲)

﴿حدیث: ۹﴾

کرام خثعمی کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

(اما واللہ! لو کانت علی افواھکم اوکیۃ لحدثت کل امرئ منکم بما لہ واللہ لو وجدت اتقیاء لتکلمت واللہ المستعان) یرید باتقیاء من یستعمل التقیۃ.

''خدا کی قسم! اگر تمہاری زبانوں پر ڈوری ہوتی (یعنی تم راز کی حفاظت کر سکتے)

https://downloadshiabooks.com/

تو میں تم سے ہر ایک سے اس کی رازداری کے حساب سے حدیثیں بیان کرتا۔ خدا کی قسم! اگر مجھے حدیث کی حفاظت کرنے والے مل جاتے تو حدیثیں بیان کر دیتا۔ میں اس بارے میں خدا ہی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ (راوی کہتا ہے: یہاں اتقیاء سے مراد وہ لوگ ہیں جو حدیث کے بارے میں تقیہ کر سکیں۔)" (عوالم: ۳/۱۵۳، حدیث: ۷)

﴿حدیث: ۱۰﴾

حضرت ابو بصیرؒ سے روایت ہے آپؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ کو فرماتے ہوئے سنا:

سر اسرہ اللہ الی جبرائیل و اسرہ جبرائیل الی محمد و اسرہ محمد الی علی، و اسرہ علی الی من شاء اللہ واحدا بعد واحد ثم انتم تتکلمون بہ فی الطریق.

"ہماری حدیث ایک راز ہوتی ہے جو خدا حضرت جبرائیلؑ کو بتاتا ہے، وہ حضرت محمد ﷺ کو، آپؐ مولا علیؑ کو اور آپؑ ایک ایک کر کے ان لوگوں کو بتاتے ہیں جن کے بارے میں خدا چاہتا ہے۔ اور تم ہو کہ ایسے قیمتی راز گلیوں و چوراہوں میں کہتے پھرتے ہو۔" (عوالم: ۳/۳۰۶، حدیث: ۱۱)

﴿حدیث: ۱۱﴾

ادریس بن زیاد کوفی بیان کرتے ہیں: ہم سے بیان کیا ہمارے ایک استاد نے کہ جناب مفضل بن عمرؒ نے فرمایا: میں تمہارا ہاتھ اس طرح پکڑتا ہوں جس طرح امام صادقؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

اے مفضلؒ! بے شک اس امر کا فقط زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں، خدا کی قسم! کافی نہیں، جب تک کہ مومن اسے یوں محفوظ نہ کر لے کہ جیسے خدا نے اسے محفوظ کیا اور اسے

ایسے عزت و شرف کا مقام نہ دے کہ جیسا خدا نے اس امر کو دیا ہے اور اس کا حق اس طرح ادا نہ کر دے کہ جیسے خدا نے حکم دیا ہے۔ (عوالم العلوم: ۳/۳۰۱، حدیث: ۳۳)

﴿حدیث: ۱۲﴾

حفص بن نسیب فرعان سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ان دنوں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جب معلی بن خنیسؒ کو قتل کیا گیا تھا۔ امامؑ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے حفص! میں نے معلی کو کچھ راز کی باتیں بتائیں جنہیں وہ محفوظ نہ رکھ سکے اور لوگوں میں پھیلا دیا تو تلوار سے قتل ہونا پڑا۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ ہماری ایک حدیث ہے جو ہماری خاطر اسے محفوظ رکھے تو اس کے دین و دنیا دونوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اور جو لوگوں میں پھیلا دے تو خدا اس سے دین و دنیا دونوں سلب کر لیتا ہے۔ اے معلی! جو ہماری مشکل حدیث کو پوشیدہ رکھے اللہ اسے اس کی پیشانی پر نور بنا دیتا ہے اور لوگوں کے درمیان عزت عطا کرتا ہے۔ اور جو شخص ہماری مشکل حدیث پھیلا دے تو اسے اس وقت تک موت نہیں آتی کہ جب تک اسلحہ اسے کاٹ نہ دے۔ یا پھر وہ اپنی موت کے وقت حیرت کے عالم میں ہوتا ہے۔ (نسئل اللہ الامان) (عوالم: ۳/۳۰۱، حدیث: ۳۲)

https://downloadshiabooks.com/

باب نمبر 2

خدا کی رسی

﴿حدیث:۱﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

اہل یمن میں سے کچھ افراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے اپنی محفل میں موجود افراد سے کہا: تمہاری طرف وہ لوگ آ رہے ہیں جن کے چہرے بشاش بشاش ہیں۔ جب وہ آپؐ کے پاس پہنچ گئے تو فرمایا: ان لوگوں کے دل نرم اور ایمان راسخ ہیں۔ انہیں میں ایک شخص منصور ہے جو سات ہزار افراد کو ساتھ لے کر میرے اور میرے وصی کے خلیفہ کی نصرت کرے گا۔ اُن کی تلواروں کے نیام مشک سے بنے ہوئے ہوں گے۔

لوگوں نے سوال کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی کون ہے؟

فرمایا: وہی جس کا دامن پکڑنے کا تمہیں خدا نے اس فرمان میں حکم دیا ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ﴿آل عمران:۱۰۳﴾

''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو۔''

انہوں نے سوال کیا: یا رسول اللہ! اس رسی سے کیا مراد ہے؟ تھوڑی وضاحت فرمایئے؟

فرمایا: اس کا ذکر اسی سورۃ کی اس آیت میں ہوا ہے:

إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ (آل عمران:۱۱۲)

یہاں حبل من اللہ سے مراد اس کی کتاب اور حبل من الناس سے مراد میرا وصی ہے۔

انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کا وصی کون ہے؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ جس کی شان میں خدا نے یہ آیت نازل کی: أَن تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ ''پھر تم میں سے کوئی نفس یہ کہنے لگے کہ ہائے افسوس کہ میں نے جنب اللہ کے حق میں بڑی کوتاہی کی ہے۔'' (الزمر: آیت ۵۶)

لوگوں نے سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہاں جنب سے کیا مراد ہے؟

آپؐ نے جواب دیا:

وہ ہستی جس کے متعلق یہ ارشاد رب العزت ہے:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ''اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کہ کاش میں نے رسول کے ساتھ سبیل کو بھی مان لیا ہوتا۔''

وہی میرے وصی اور میرے بعد (خدا تک پہنچنے کی) سبیل ہیں۔

یہ سن کر انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کو اس ذات کا واسطہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ ہمیں ان کی زیارت کرایئے۔ ان کے فضائل جان کر ہم ان کی زیارت کے مشتاق ہو گئے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ وہی ذات ہے جسے خدا نے اہل بصیرت مومنین کے لیے آیت بنایا۔ اگر تم اسے ایک باشعور اور حضور قلب رکھنے والے شخص کی نگاہوں سے دیکھو تو جان جاؤ گے کہ جیسے میں تمہارا نبی ہوں اسی طرح وہ تمہارے وصی ہیں۔ تو اب تم میرے اصحاب کی

https://downloadshiabooks.com/

صفوں میں داخل ہو جاؤ اور ایک ایک کا چہرہ دیکھتے جاؤ۔ جس کی طرف تمہارے دل جھکنے لگیں تو سمجھ لینا ہے کہ وہی میرا وصی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے : فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم ۔ یعنی اے اللہ! لوگوں کے دل ان (یعنی حضرت ابراہیمؑ اور اُن کی نسل) کی طرف مائل فرما۔

راوی کہتا ہے: یہ سُن کر اشعری قبیلہ سے ابو عامر، خولانیوں میں سے ابو غرہ اور ظبیان، بنی قیس سے عثمان بن قیس اور قبیلہ دوس سے عرنہ دوسی اور لاحق بن علاقہ سامنے آئے صحابہ کرام کی صفوں میں گئے اور ایک ایک صحابی کا چہرہ دیکھنے لگے بالآخر وہ ایک ہستی کو اُن کے دست مبارک سے پکڑ کر رسول خدا ﷺ کے سامنے لائے جن کے سر کے اگلے حصے کے بال جھڑ چکے تھے اور پیٹ کشادہ تھا۔ اور کہا :

یارسول اللہ! ہمارے دلوں نے ان کی طرف جھکاؤ کیا ہے۔

اس پر رسول خدا ﷺ نے اُن سے فرمایا: تم نے میرے وصی کو خود ہی پہچان لیا۔ اس لیے تم خدا کے برگزیدہ ٹھہرے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہیں کیسے پتا چلا کہ میرا وصی یہ ہے؟!

اس سوال پر وہ رونے لگے اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کے تمام اصحاب کو بڑے غور سے دیکھا لیکن ہمارے دل ان میں سے کسی کی طرف بھی مائل نہ ہوئے۔ پھر جب ہم ان کے پاس گئے تو ہمارے دلوں پر لرزہ طاری ہو گیا، ہمارے قلوب و اذہان مطمئن ہونے لگے، ہمارے جگر ٹھنڈے ہو گئے، ہماری آنکھوں سے اشک بہنے لگے اور ہمارے سینوں میں ٹھنڈ پڑ گئی اور ہمیں یہ احساس ہونے لگا کہ وہ ہمارے باپ اور ہم اُن کے بیٹے ہیں۔

یہاں رسول خدا ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ اس کی تاویل خداوند عالم اور وہی لوگ جانتے ہیں جو علم میں راسخ ہیں۔ (آل عمران: ۷) اُن لوگوں کی نسبت تم ایسے ہو کہ تمہاری نیکی خدا کے پاس پہلے پہنچی اور تمہیں جہنم سے نجات دی گئی۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ یہ جن لوگوں کے نام اس حدیث میں ذکر ہوئے ہیں یہ جنگ جمل و صفین میں مولا امیر ؑ کے لشکر کا حصہ بنے اور جہاد کیا اور بالآخر جنگ صفین میں شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ خدا اُن پر اپنی رحمت نازل کرے۔ رسول خدا ﷺ نے انہیں پہلے ہی جنت کی بشارت دے دی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ لوگ علی ابن ابی طالب ؑ کے ہمراہ میدان جنگ میں شہید ہوں گے۔ (بحار الانوار: ۱۷ / ۳۴، ۱۱۲۔ معجم الامام المہدیؑ : ۱ / ۲۹۳)

﴿حدیث: ۲﴾

محمد بن حسین انصاری نے اپنے والد سے، اور انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ امام علی زین العابدین ؑ نے ارشاد فرمایا: ایک دن رسول خدا ﷺ اپنے اصحابؓ کے ہمراہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ابھی اس دروازے سے ایک جنتی شخص تمہارے پاس آئے گا اور مجھ سے ایک مسئلے کا حل دریافت کرے گا جس کی وجہ سے وہ اُلجھن کا شکار ہو گا۔ چنانچہ کچھ دیر کے بعد ایک طویل القامت شخص وہاں آیا جو بنی مُضر کے مردوں سے شباہت رکھتا تھا۔ اُس نے بڑھ کر رسول خدا ﷺ کو سلام کیا اور آپؐ کی محفل میں بیٹھ گیا۔ اُس نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! میں نے خدا کا ایک فرمان سنا ہے جس میں وہ ارشاد فرماتا ہے کہ سارے مل کر خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ بازی مت کرو۔ یارسول اللہ! پوچھنا یہ ہے کہ وہ رسی کون سی ہے جسے تھامنے کا خداوند کریم نے حکم دیا ہے تاکہ میں اُس سے جدا نہ ہوں۔

اُس کا سوال سن کر رسول خدا ﷺ نے اپنا سر مبارک نیچے کر لیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد آپؐ نے اپنا سر اوپر اُٹھایا اور اپنے دست مبارک سے مولائے کائنات ؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

ھذا حبل اللہ الذی من تمسک بہ عصم بہ فی دنیاہ و لم

https://downloadshiabooks.com/

يضل به في آخرته

"یہ اللہ کی وہ رسی ہے جو اسے تھامے رکھے گا وہ دنیا میں گمراہی سے امان میں رہے گا اور آخرت میں بھی گمراہ (سزا اور جہنم) نہ ہوگا۔"

یہ سن کر ایک شخص نے جست لگائی اور پیچھے سے آکر مولائے متقیان کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ وہ کہہ رہا تھا: اعتصمت بحبل الله و حبل رسوله۔

"میں نے اللہ اور اس کے رسول کی رسی کو تھام لیا۔"

اس کے بعد وہ شخص رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی محفل سے اٹھا اور واپس چلا گیا۔ پھر ایک اور شخص اٹھا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے پیچھے جاتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ میرے لیے خدا سے طلب مغفرت کرے؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: تم جاؤ وہ باہر ہی کھڑا ہوگا۔ چنانچہ وہ شخص باہر گیا اور دیکھا کہ وہ وہیں موجود تھا۔ اس نے درخواست کی کہ آپ میرے لیے خدا سے طلب مغفرت کریں۔ تو اس نے جواب دیا: کیا تم نے دیکھا ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے کیا سوال کیا اور انہوں نے اس کا کیا جواب دیا؟

اس نے کہا: جی ہاں!

تو اس دوسرے شخص نے جواب دیا:

اگر تو اس رسی سے متمسک رہا تو خدا تجھے بخش دے گا ورنہ نہیں۔ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اس رسی کے بارے میں ہماری ہدایت نہ کرتے کہ کلام الہی میں جسے پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم تفرقہ بازی سے محفوظ رہیں تو اہل عناد کو اس فرمان الہی کی تاویل کا وسیع میدان ہاتھ آجاتا اور وہ اپنے حسد و عناد کی بنا پر اس حق سے پھیر دیتے کہ جسے خدا نے یہاں مراد لیا اور جس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے نص فرمائی۔ لیکن بحمد اللہ تعالیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس سلسلے میں

کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑا اور حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے مشہور خطبے میں ارشاد فرمایا:

اني فرطكم و انكم الواردون على الحوض. حوضا عرضه ما بين بصرى الى صنعاء، فيه قدحان عدد نجوم السماء، الا و اني مخلف فيكم الثقلين: الثقل الاكبر القرآن و الثقل الاصغر عترتي و اهل بيتي. هما حبل الله ممدود بينكم و بين الله عز و جل ما ان تمسكتم به لن تضلوا سبب منه بيد الله و سبب بايديكم.

وفي رواية اخرى: طرف بيد الله و طرف بايديكم ان اللطيف الخبير قد نبأني انهما لن يفترقا حتى يردا على الحوض كاصبعي هاتين - و جمع بين سبابتيه - و لا اقول: كهاتين - و جمع بين السبابة و الوسطى - فتفضل هذه على هذه.

"میں تم سے پہلے چلا جاؤں گا اور تم حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے۔ یہ ایک حوض ہے جس کا عرض بصریٰ سے صنعاء کے درمیانی علاقے جتنا ہے۔[1] اس میں موجود پیالے تعداد میں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔ سن لو کہ میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان میں ثقل اکبر اللہ کی کتاب ہے اور ثقل اصغر میری عترت و اہل بیت ہیں۔ یہ خدا کی رسی ہیں جو تمہارے اور خدائے عز و جل کے درمیان پھیلی ہوئی ہیں۔ جب تم اسے تھامے رکھو گے گمراہی سے امان میں رہو

[1] صنعاء، یمن کو کہتے ہیں اور بصریٰ سے مراد حوران نامی کا قصبہ ہے جو دمشق شام کے علاقوں میں سے ہے۔ یہ علاقہ پرانے دور میں اہل عرب کے یہاں معروف رہا ہے۔ (از مترجم)

https://downloadshiabooks.com/

گے۔ اس کا ایک سرا خدا کے پاس اور ایک سرا تمہارے پاس ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کا ایک کونہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں۔ خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں (قرآن و اہل بیتؑ) ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے، یہاں تک حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی دونوں شہادت کی انگلیاں ملائیں اور کہا کہ یہ دونوں اس طرح ایک ساتھ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے۔ نہ کہ اس طرح، یہ ظاہر کرنے کے لیے آپؐ نے اپنی شہادت والی اور درمیان والی انگلی کو جمع کیا۔ کیونکہ اس طرح ایک دوسری پر مقدم ہو جاتی ہے۔" (بحار الانوار: ۹۲/ ۱۰۲)

اس حدیث کے بارے میں عبدالواحد کے طرق

ہمیں اس حدیث کے بارے میں عبدالواحد بن عبداللہ بن یونس الموصلی نے خبر دی، وہ کہتا ہے: ہمیں خبر دی محمد بن علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اسے اپنے باپ سے نقل کیا، اس نے اپنے دادا سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپؑ نے اپنے والد گرامی علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آباء کرامؑ سے اور انہوں نے مولا امیر المومنینؑ سے، آپؑ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول خدا ﷺ نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں یہ حدیث بھی بیان فرمائی۔

عبدالواحد بن عبداللہ نے ہمیں خبر دی ہے، انہوں نے محمد بن علی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسن بن محبوب اور حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے علی بن عقبہ سے، اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔

ہمیں خبر دی عبدالواحد نے، انہوں نے نقل کیا محمد بن علی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے علی بن رئاب سے، انہوں نے حضرت ابوحمزہ ثمالیؒ سے، اور انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی اسی کے مثل روایت نقل کی ہے۔

کچھ شک نہیں کہ قرآن، عترت کے ساتھ ہے اور عترت، قرآن کے ساتھ۔ یہ دونوں خدا کی محکم رسی ہیں اور رسول خدا ﷺ کے فرمان کے مطابق بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ قرآن کا علم، اس کی تاویل وتنزیل، اس کے محکم و متشابہ، حلال وحرام اور اس کے خاص و عام کی معرفت انہی ہستیوں کے پاس ہے۔ خدا نے ان کی اطاعت خدا نے فرض کی، انہیں اپنے نبی ﷺ کے بعد اُولی الامر بنایا اور رسول خدا ﷺ نے بحکم خدا انہیں قرآن کا مثل اور قرآن کو ان کی مثل بنایا۔ اللہ نے انہیں اپنے علوم و شرائع اور فرائض وسنن کی تعلیم دی۔ لہٰذا جو بھی دین کے معاملات میں ان کے علاوہ کسی کی طرف رجوع کرے وہ گمراہ ہے اور راہ راست سے ہٹا ہوا ہے۔ ایسا شخص خود بھی ہلاک ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

عترت رسولؐ سے مراد وہ ہستیاں ہیں جن کی مثال آپؐ نے اپنی اُمت کے لیے اس طرح بیان کی ہے:

مثل اهل بیتی کمثل سفینة نوح. من رکبها نجا و تخلف عنها غرق. و قال مثل اهل بیتی فیك کمثل باب حطة فی بنی اسرائیل الذی من دخله غفرت ذنوبه و استحق الرحمة و الزیادة من خالقه. کما قال الله عز و جل: ﴿وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا

https://downloadshiabooks.com/

وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۚ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

"میرے اہل بیتؑ کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے۔ جو اس پر سوار ہوا اُس نے نجات پائی اور جو اس پر سوار نہ ہوا وہ (بحر ضلالت میں) غرق ہو گیا۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

"میرے اہل بیتؑ کی مثال بنی اسرائیل کے باب حطہ جیسی ہے۔[1] جو اس میں داخل ہوا اُس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور وہ اپنے خالق کی طرف سے رحمت اور نعمتوں کی فراوانی کا حق دار بن جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے:

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے کہا کہ اس قریہ میں داخل ہو جاؤ اور جہاں چاہو اطمینان سے کھاؤ اور دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے اور حطہ کہتے ہوئے داخل ہو کہ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور ہم نیک عمل والوں کی جزا میں اضافہ بھی کر دیتے ہیں۔" (سورۃ بقرہ: ۵۸)

امیر المومنین علیہ السلام اپنے ایک مشہور و معروف خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں جسے موافق و مخالف دونوں فریقین کے علماء نے نقل کیا ہے۔ وہ خطبہ یہ ہے:

"جان لو کہ حضرت آدم علیہ السلام جو علم آسمان سے لے کر زمین پر اُترے، اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام نبیوں کو جس علم سے فضیلت بخشی گئی وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت کے پاس ہے۔ تم کس گمراہی میں مبتلا ہو گئے ہو، بلکہ تم کدھر بہکے جا رہے ہو؟! اے نوحؑ کی کشتی پر سوار افراد کے صلبوں سے پیدا ہونے والو! اس کشتی کی مثال تمہارے پاس بھی موجود ہے۔ تو جس طرح کشتی کے سبب کچھ لوگوں کی نجات

[1] حطہ کا معنی، طلب مغفرت کرنا ہے۔ بحوالہ القاموس۔ از مترجم۔

کا سامان ہوا اُسی طرح اس کشتی سے بھی نجات پانے والے نجات حاصل کریں گے۔ بربادی ہو اس شخص کے لیے جو آئمہ اطہارؑ کی حکم عدولی کرے۔

بے شک تمہارے درمیان ہماری مثال اصحاب کہف کی غار اور بنی اسرائیل کے باب حطہ (باب مغفرت) ایسی ہے۔ باب حطہ سلامتی کا دروازہ ہے سو تم سب کے سب اس دروازے سے داخل ہو جاؤ۔"

اسی خطبہ میں مولائے موحدینؑ نے ارشاد فرمایا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم و آثار کو جاننے والے اصحاب سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ میں اور میرے اہل بیت علیہم السلام معصوم ہیں۔ لہٰذا تم ان سے آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے، اُن کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو، ورنہ بھٹک جاؤ گے، اُن کی مخالفت نہ کرو، ورنہ جاہل بن جاؤ گے، انہیں سکھانے کی کوشش مت کرو، کیونکہ وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ وہ ہر چھوٹے و بڑے سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ تمہارا کام حق اور اہل حق کی اتباع کرنا ہے، چاہے وہ کہیں بھی ہو۔ اور باطل و اہل باطل سے اجتناب کرنا ہے، چاہے وہ کہیں بھی ہو۔

مگر لوگوں نے اہل بیت رسولؐ کی ان صفات و مدائح اور اوصاف و کمالات کو در خور اعتنا نہ سمجھا، ان سے روگردانی کی، ان کے خلاف میدان میں آ گئے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا مذاق بنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو فضول و بے معنی سمجھا۔ یوں انہوں نے خدا کے ایک ایسے فریضے کو ترک کر دیا جو اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی ان پر عائد کیا تھا۔ اور وہ تھا ان کی اطاعت ان سے مسائل کا حل معلوم کرنا۔ جیسا کہ درج ذیل فرامین الٰہیہ میں اس کا ذکر آیا ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷﴾

"تو تم لوگ اگر نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کر لو۔" (سورۃ الانبیاء)

https://downloadshiabooks.com/

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ:

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں۔" (سورۃ النساء:۵۹)

چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی راہنمائی فرمائی کہ وہ کن لوگوں کے ساتھ تمسک کرکے ان کے قول کو اپنا کر، ان کے حکم کو تسلیم کرکے ان سے علمی فیض حاصل کرکے اور ان کے نور سے کسب ضیاء کرکے نجات پا سکتے ہیں۔ مگر انہوں نے اہل بیت علیہم السلام کے غیروں کو ان چیزوں کا حامل گردانا، ان سے منہ پھیر کر دوسروں کی طرف چلے گئے اور ان کے بجائے اور لوگوں کو اپنا مختار کار بنا بیٹھے۔ اس مجرمانہ غفلت و جرم عظیم کے سبب خدا نے انہیں علم کی دولت سے محروم رکھا۔ سو ان میں جس کا جو جی چاہا اس نے وہ تاویل کی اور اس خام خیالی میں پڑ گئے کہ اب انہیں اپنی عقل و قیاس آرائی کی موجودگی میں ان آئمہ طاہرین کی ہدایت کی چنداں ضرورت نہیں رہی کہ جنہیں خدا نے اپنی مخلوق کا ہادی بنایا ہے۔ پس خداوند عالم نے اپنے حکم کی خلاف ورزی، اپنے برگزیدہ لوگوں اور ان کی اطاعت سے روگردانی اور اپنے منتخب نمائندوں کی اتباع سے پہلوتہی کرنے کے نتیجے میں انہیں ان کی باطل آراء و عقول کے سپرد کر دیا۔ سو وہ بھٹک گئے اور کھلی گمراہی کا شکار ہوئے۔ انہوں نے اپنے ساتھ اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ اس طرح وہ خود بھی ہلاک ہوئے اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝

"اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم آپ کو ان لوگوں کے بارے میں اطلاع دیں جو اپنے اعمال

پاؤں مسجد سے باہر رکھا مجھے نہیں پتہ چلا کہ وہ کہاں گیا؟

جب میں نے واپس آکر امیر المومنینؑ کو ان کے بارے میں بتایا تو میرے بابا نے مجھ سے پوچھا: ابا محمدؑ! جانتے ہو یہ شخص کون تھا؟

میں نے کہا: اللہ، اس کا رسولؐ اور امیر المومنینؑ ہی بہتر جانتے ہیں۔

تو میرے بابا نے فرمایا: یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ (علل الشرائع)

﴿حدیث:۳﴾

امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آباء کرامؑ کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنینؑ نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا: لیلۃ القدر ہر سال ہوتی ہے۔ اس رات سال کے تمام امور اور فیصلے بھی نازل ہوتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امر کے ذمہ دار اولی الامر ہیں ابن عباسؓ نے پوچھا: یا علیؑ! وہ اُولی الامر کون ہیں؟

فرمایا: میں اور میری صلب سے ہونے والے گیارہ اماموںؑ سے یہ امور بیان کیے جاتے ہیں۔ (الکافی جلد 1، صفحہ 247۔ الخصال، حدیث 48۔ کمال الدین)

﴿حدیث:۴﴾

حضرت اصبغ بن نباتہؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں امیر المومنینؑ کے پاس گیا تو دیکھا کہ آپ کسی سوچ میں بیٹھے زمین کرید رہے ہیں۔

میں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ آپؑ زمین کرید رہے ہیں، کہیں اس سے آپ کا دل تو نہیں لگ گیا؟

فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نے اس (حکومت) سے اور دنیا سے تو لمحہ بھر بھی دل نہیں لگایا۔ البتہ میں اپنی صلب سے ہونے والے گیارہویں بیٹے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ مہدیؑ ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور

https://downloadshiabooks.com/

بارے میں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا دل ایک ظرف میں ہوتا ہے جس پر ایک پردہ سا پڑا ہوتا ہے۔ جب انسان نبی کریم ﷺ پر کامل درود (یعنی اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرج آل محمد) پڑھتا ہے تو وہ پردہ ہٹ جاتا ہے اور انسان کو بھولی ہوئی بات یاد آ جاتی ہے۔

تیرا سوال تو نے یہ کیا ہے کہ انسان کے بچے اپنے ماموؤں اور چچاؤں کے ہم شکل کیوں ہوتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب انسان اپنی بیوی کے پاس سکون قلب، ٹھہری ہوئی رگوں اور غیر مضطرب بدن کے ساتھ جاتا ہے تو نطفہ عورت کے رحم میں ٹھہر جاتا ہے۔ پھر جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اپنے والدین کے مشابہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس کے پاس بلا سکون قلب اور مضطرب رگوں اور مضطرب بدن کے ساتھ جائے تو عورت کے رحم میں نطفہ میں اضطراب پیدا ہوتا ہے اور وہ کسی رگ پر گرتا ہے۔ اگر وہ چچاؤں والی رگوں میں سے کسی رگ پر گرے تو بچہ اپنے چچاؤں کا ہم صورت ہوتا ہے اور اگر وہ ماموؤں والی رگوں میں سے کسی رگ پر جا گرے تو بچہ اپنے ماموؤں کے مشابہ وجود میں آتا ہے۔

یہ جوابات سن کر وہ شخص پکار اٹھا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں ہمیشہ اس گواہی پر قائم رہوں گا اسکے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس گواہی پر بھی میں ہمیشہ قائم رہوں گا۔

پھر اس نے مولا علیؑ کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؑ رسول اللہ ﷺ کے وصی اور ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں اور میں اس گواہی پر بھی قائم رہوں گا۔ پھر اس نے امام حسن علیہ السلام کی طرف نظر کی اور کہا:

https://downloadshiabooks.com/

سے بھر چکی ہوگی۔ ان کے لیے حیرت و غیبت کا ایک زمانہ ہوگا جس میں کچھ قومیں گمراہ ہوں گی اور کچھ ہدایت یافتہ ہو جائیں گی۔

میں نے پوچھا: یا امیر المومنینؑ! اس کا عرصہ کتنا ہوگا؟

تو فرمایا: چھ سال۔

میں نے کہا: کیا یہ ہونے والا ہے؟

فرمایا: ہاں! جیسا کہ اس کی تخلیق ہو چکی ہے۔

میں نے عرض کی: کیا وہ زمانہ میری زندگی میں آئے گا؟

فرمایا: نہیں، اے اصبغ! تمہاری زندگی میں نہیں۔

ان کے ساتھ اس امت کے بہترین افراد اور عترت کے صالح لوگ ہوں گے۔

میں نے پوچھا: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟

فرمایا: اس کے بعد خدا جو چاہے گا کرے گا۔ کیونکہ اس کے کچھ ارادے، مقاصد اور پوشیدہ مصالح ہوتے ہیں۔ [1] (الکافی: ۱/۳۳۸، الہدایۃ الکبری: ۸۸، اثبات الوصیۃ: ۲۲۵، کفایۃ الاثر: ۲۱۹، غیبت طوسی: ۱۱۵)

لوح فاطمہؑ

(حدیث: ۵)

عبدالرحمن بن سالم سے مروی ہے انہوں نے حضرت ابو بصیرؒ کے واسطے سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث نقل کی ہے امامؑ فرماتے ہیں کہ میرے بابا امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت

[1] غیبت طوسی میں اس روایت کے الفاظ معمولی سے مختلف ہیں، بلکہ اسے دیکھ کر اس کا مفہوم صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔ (از مترجم)

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیر المومنینؑ کے وصی اور ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد میں شہادت دیتا ہوں کہ امام حسینؑ آپ کے بعد اپنے باباؑ کے وصی اور ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں۔

پھر میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسینؑ کے بعد حضرت علی زین العابدین علیہ السلام امام حسینؑ کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

پھر میں گواہی دیتا ہوں کہ امام محمد باقر علیہ السلام اپنے باباؑ کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی کے امر کا جاری رکھنے والے ہیں۔

اس کے بعد گواہی دیتا ہوں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے والد کے امر کو قائم کرنے والے ہیں

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام علی رضا علیہ السلام اپنے باباؑ کے امر کا سلسلہ آگے چلانے والے ہیں۔

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام محمد تقی علیہ السلام اپنے بابا کے امر کو قائم کرنے والے ہیں

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام علی نقی علیہ السلام اپنے والد بزرگوار کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

اسکے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے باباؑ کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد میں امام حسین علیہ السلام کی نسل مبارک میں سے ہونے والے اس شخص کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ جسے نام و کنیت سے اُس وقت تک نہیں بلایا جائے گا کہ جب تک اُس کا امر ظاہر نہ ہو اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر نہ کر دے کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اے امیر المومنینؑ! آپ پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اٹھا اور چل دیا۔ جب وہ چلا گیا تو مولائے کائناتؑ نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: ابا محمدؑ! اس کے پیچھے جاؤ، دیکھو وہ کس طرف جاتا ہے۔ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس نے جونہی اپنا

المرتابون فی جعفر، الراد علیه کالراد علی، حق القول منی لاکرمن مثوی جعفر ولاسرنه فی اشیاعه و انصاره و اولیائه اتیحت بعده فتنة عمیاء حندس. الاان خیط فرضی لا ینقطع، و حجتی لا تخفی، و ان اولیائی بالکاس الاوفی یسقون، ابدال الارض، الا و من جحد واحدا منهم فقد جحدنی نعمتی، و غیر آیة من کتابی فقد افتری علی، ویل للمفترین الجاحدین عند انقضاء مدة عبدی موسی و حبیبی و خیرتی ان المکذب به کالمکذب بکل اولیائی، وهو ولی و ناصری، و من اضع علیه اعباء النبوة، و امتحنه بالاضطلاع بها، و بعده خلیفتی علی بن موسی الرضا، یقتله عفریت مستکبر، یدفن فی المدینة التی بناها العبد الصالح ذو القرنین، خیر خلقی یدفن الی جنب اشرار خلقه، حق القول منی لا قرن عینه بابنه محمد و خلیفته من بعدی، و وارث علمی و هو معدنی، و موضع سری، و حجتی علی خلقی، جعلت الجنة مثواه، و شفعته فی سبعین الفا من اهل بیته کلهم استوجبوا النار، و اختم بالسعادة لابنه علی ولی و ناصری، والشاهد فی خلقی و امینی علی وحیی اخرج منه الداعی الی سبیلی، و الخازن لعلمی الحسن ثم اکمل ذلک بابنه رحمة للعالمین، علیه کمال موسیٰ ؑ و بهاء عیسیٰ ؑ و صبر ایوب ؑ، یستذل اولیائی فی زمانه تتهادی رؤوسهم کما تتهادی رؤوس الدیلم و الترک، فیقتلون و یحرقون و یکونون خائفین و جلین مرعوبین، تصبغ الارض من

https://downloadshiabooks.com/

جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے فرمایا: مجھے آپ سے ایک کام ہے، جب آپ کو فرصت ہو تو مجھ سے علیحدگی میں بات کیجیے گا۔ انہوں نے کہا: جس وقت آپ چاہیں، میں آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ چنانچہ ایک دن میرے بابا انہیں علیحدگی میں ملے اور کہا: اے جابرؓ! مجھے اس لوح کے بارے میں بتایئے جو آپؓ نے جناب سیدہؑ کے دست مبارک میں دیکھی۔ نیز یہ بھی بتایئے کہ میری جدہ نے آپ کو اس کے بارے میں کیا بتایا ہے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے؟

جناب جابر نے فرمایا: میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں۔

میں رسول خدا ﷺ کے عہد حیات میں آپ کی والدہ جناب سیدہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں امام حسینؑ کی ولادت کی مبارک دی۔ میں نے ان کے ہاتھ میں سبز رنگ کی ایک لوح دیکھی تو سمجھا کہ شاید یہ زمرد کی ہے۔ میں نے اس میں سفید کتابت دیکھی جو سورج کی روشنی کی مانند تھی۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان! اس لوح کی کیا حقیقت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ لوح خداوند متعال نے اپنے رسول ﷺ کو ہدیہ کی ہے اس میں میرے بابا ﷺ، میرے سرتاج اور میری اولاد میں سے ہونے والے اوصیاءؑ کے اسماء لکھے ہوئے تھے۔ میرے بابا ﷺ نے مجھے بشارت دینے کے لیے یہ لوح میرے سپرد کی۔ پھر انہوں نے وہ لوح مجھے دی اور میں نے اسے پڑھا اور لکھ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا۔

میرے باباؑ نے فرمایا: اے جابرؓ! کیا اب بھی وہ تحریر آپ کے پاس ہے اور مجھے دکھا سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں!

چنانچہ میرے بابا ان کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے اور باریک چمڑے کی ایک دستاویز نکالی اور فرمایا: اے جابر! اپنے لکھے ہوئے کی طرف دیکھو، میں اپنی تحریر تمہارے سامنے پڑھتا ہوں۔ پھر میرے بابا نے وہ تحریر پڑھی اور اس کا ایک حرف بھی جابر کی تحریر کے خلاف نہ تھا۔

https://downloadshiabooks.com/

دمائهم ، و يفشوا الويل و الرنة في نسائهم ، اولئك اوليائي حقا و حق علي ان ارفع عنهم كل عمياء حندس و بهم اكشف الزلازل و ارفع عنهم الآصار و الاغلال أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ

﴿البقرة﴾

"اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ یہ تحریر خداوند عزیز و حکیم کی طرف سے حضرت محمد ﷺ کے نام ہے جو اس کے نبی، نور، حجاب، سفیر اور اس کی توحید کی طرف مخلوق کی ہدایت کرنے والے ہیں۔ اسے روح الامین اللہ رب العالمین کی بارگاہ سے لے کر آئے ہیں۔

اے محمد ﷺ! میرے اسماء کی تعظیم کریں، میری نعمتوں کا شکر ادا کریں، میری نعمتوں کا انکار نہ کریں، میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، میں ظالموں کی کمر توڑنے والا، مظلوموں کی مدد کرنے والا اور قیامت قائم کرنے والا ہوں۔ میں ہی اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی بندگی کے لائق نہیں، تو جس نے میرے غیر کے کرم کی امید رکھی یا میرے غیر کے عدل کا خوف رکھا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا کہ عالمین میں ایسا عذاب کسی کو نہ دوں گا۔ سو آپ ﷺ میری عبادت کریں اور مجھ ہی پر توکل کریں۔ میں نے جو بھی نبی بھیجا اس کے دن اس وقت تک پورے نہ کیے اور اس کی مدت جب تک تمام نہ کی جب تک اس کا کوئی وصی مقرر نہ کیا۔ میں نے آپ ﷺ کو تمام انبیاء پر اور آپؐ کے وصی کو تمام اوصیاء پر فضیلت دی۔

میں نے آپؐ کو حسن و حسین علیہما السلام جیسے دو بیٹے اور نواسے عطا کیے ہیں۔ ان میں سے حسن مجتبیٰؑ کو میں نے ان کے باباؑ کے بعد اپنے علم کا معدن بنایا اور حسین بن علیؑ کو اپنی وحی کا معدن بنایا۔

حضرت جابرؓ نے کہا:

میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے لوحِ فاطمہؑ میں اسی طرح لکھا ہوا پایا وہ تحریر یہ تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم هذا من كتاب الله العزيز الحكيم لمحمد نبيه و نوره و حجابه و سفيره و دليله. نزل به الروح الامين من عند رب العالمين.

يا محمد! عظم اسمائی. و اشكر نعمائی. ولا تجحد آلائی. انی انا الله لا اله الا انا قاصم الجبارين و مديل المظلومين و ديان يوم الدين. و انی انا الله لا اله الا انا. من رجا غير فضلی. او خاف من غير عدلی عذبته عذابا لا اعذبه احدا من العالمين. فاياى فاعبد و علی فتوكل. انی لم ابعث نبيا فاكملت ايامه و انقضت مدته الا جعلت له وصيا وانی فضلتك علی الانبياء، و فضلت وصيك علی الاوصياء، و اكرمتك بشبليك و سبطيك الحسن و الحسين. فجعلت الحسن معدن علمی بعد انقضاء مدة ابيه. و جعلت حسينا معدن وحيی. فاكرمته بالشهادة و ختمت له بالسعادة. فهو افضل من استشهد فی و ارفع الشهداء درجة عندی. جعلت كلمتی التامة معه. و حجتی البالغة عنده. بعترته اثيب و اعاقب

اولهم علی سيد العابدين و زين اولياىی الماضين. و ابنه شبه جده المحمود محمد الباقر لعلمی و المعدن لحكمتی. سيهلك

کا ٹھکانہ بہشت میں بناؤں گا اور اُن کے اہل بیت میں سے 70,000 ایسے افراد کی شفیع بناؤں گا کہ جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ میں ان کے بیٹے امام علی تقیؑ کے لیے سعادت کی انتہا کر دوں گا۔ جو میرے ولی و ناصر، میری مخلوق میں گواہ اور میری وحی کے امین ہیں۔ پھر میں انہیں حسنؑ نام کا ایک بیٹا عطا کروں گا جو میری راہ کی طرف بلانے والے اور میرے علم کے خازن ہوں گے۔ ان کے بعد میں اس سلسلۂ امامت کو ان کے بیٹے پر تمام کروں گا جو رحمۃ للعالمین ہوں گے۔ ان میں حضرت موسیٰؑ کا کمال، حضرت عیسیٰؑ کا خوش مزاجی اور حضرت ایوبؑ جیسا صبر موجود ہوگا۔ ان کے زمانہ (غیبت) میں میرے اولیاء کی قدر نہ کی جائے گی۔ ان کے سروں کو ترک و دیلم کے سروں کی مانند تحفے میں بھیجا جائے گا۔ انہیں مارا جائے گا اور زندہ آگ میں ڈالا جائے گا۔ وہ اپنی زندگیاں خوف، اضطراب اور بے چینی کے عالم میں بسر کریں گے۔ ان کے خون سے زمین سرخ ہو جائے گی اور ان کی مستورات کا گریہ و بکا عام ہوگا۔ یہ میرے سچے اولیاء ہیں۔ مجھ پر لازم ہے کہ ان پر چھائے والی ہر اندھیری رات کو ان سے دور کروں، ان کی بے چینیوں کا ازالہ کروں، اور ان سے مصائب زمانہ کے طوق و زنجیریں ہٹا دوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کا درود ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔" (سورۃ البقرہ: ۱۵۷)

اس کے بعد جناب ابو بصیرؓ نے مجھ سے کہا: اگر تم نے اپنی زندگی میں فقط یہی حدیث سنی ہوتی تو تمہارے لیے کافی تھی۔ تو اب اسے کسی نااہل کے آگے مت بیان کرنا۔

(الکافی ۱/ ۵۲۷، اکمال الدین ۱/ ۳۰۸، عیون اخبار الرضا ۱/ [illegible]، الاحتجاج ۱/ [illegible]، غیبت طوسی ۹۸، مناقب ابن شہر آشوب ۱/ ۲۹۶)

https://downloadshiabooks.com/

انہیں شہادت کا مرتبہ عطا کر کے عزت بخشی اور ان کا خاتمہ سعادت و نیکی پر کیا۔ لہٰذا وہ میری راہ میں شہید ہونے والے تمام افراد سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں اور ان کا درجہ میرے یہاں بہت بلند ہے۔ میں نے اپنا کلمہ تامہ ان کے ساتھ اور اپنی بالغ حجت ان کے پاس قرار دی۔ ان کی عترت کے سبب ہی میں لوگوں کو جزا و سزا دوں گا۔

اُن میں سب سے پہلے علی علیہ السلام ہیں جو سیّد العابدین اور میرے سابقہ اولیاء کے لیے باعث زینت ہیں، ان کے بعد ان کے بیٹے محمد باقر علیہ السلام ہیں جو اپنے جد محمود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم نام، میرے علم کو پھیلانے والے اور میری حکمت کا معدن ہیں۔

(ان کے بعد) جعفر صادق علیہ السلام میں شک کرنے والے ہلاکت میں پڑیں گے۔ اُن کی بات کو ٹھکرانے والا ایسا ہے کہ اُس نے گویا میری بات کو ٹھکرایا۔ اور میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ انہیں بلند ترین مقام عطا کروں اور اُن کے شیعوں اور ساتھیوں کے بارے میں انہیں خوش کروں گا

اس کے بعد ظلمتوں اور تاریکیوں کا ایک فتنہ ظاہر ہوگا، لیکن اس کے باوجود بھی میرے فرض کی ڈور ٹوٹے گی اور نہ میری حجت مخفی ہوگی۔ بلکہ میرے اولیاء کو بھرے ہوئے جاموں سے سیراب کیا جائے گا، اور وہ زمین میں "ابدال" ہوں گے۔ [1]

---

[1] طریحی نے مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ ابدال، وہ نیک و صالح افراد ہوتے ہیں جو ہمیشہ دنیا میں موجود رہتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی دنیا سے جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا آ جاتا ہے یہ معروف اصطلاح کے مطابق اگرچہ ابدال کچھ مخصوص طبقے سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ لیکن حقیقت میں تمام ایسے عناوین کا اول اور مقدم ترین مصداق ائمہ طاہرینؑ ہیں۔ چنانچہ اس حدیث میں اسی اعتبار سے ان ذوات مقدسہ کو ابدال کہا گیا ہے۔ اس کی تائید دیگر اخبار و آثار سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ اصول کافی کتاب الحجہ میں اس موضوع کی کئی ایک روایات موجود ہیں۔ (از مترجم)

https://downloadshiabooks.com/

﴿حدیث: ۶﴾

ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آباء کرامؑ کے واسطہ یہ حدیث بیان کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے اہل بیتؑ میں بارہ محدث ہیں۔ [1] وہاں سننے والوں میں عبداللہ بن زید بھی موجود تھا جو کہ امام علی زین العابدین کا رضاعی بھائی تھا اس نے کہا: سبحان اللہ! محدث؟ اس کے بولنے کے انداز سے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ گویا اس حدیث (کو نہ سمجھنے کے سبب اس) کا انکار کر رہا ہے۔ تو امامؑ نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا: اللہ کی قسم! آپؑ کے رضاعی بھائی یعنی سید سجاد علیہ السلام بھی محدث تھے۔ [2] (بحار الانوار: ۲۶ ص ۷۲ / ۲۷۲)

﴿حدیث: ۷﴾

ہمیں خبر دی محمد بن ہمام نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا میرے والد اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا:

احمد بن محمد بن ہلال نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عمیر نے ۲۰۳ ہجری میں، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا سعید بن غزوان نے، انہوں نے نقل کیا حضرت ابو بصیرؓ سے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباء کرامؑ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] ائمہ معصومینؑ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محدث اسے کہا جاتا جس کے پاس آئیں اور اس کے ساتھ ہم کلام ہوں۔ (از مترجم)

[2] واضح رہے کہ ائمہ معصومینؑ کے احوال میں جہاں ان کا کسی کے ساتھ رضاعت کا رشتہ بیان کیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ امامؑ اور اس نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ بلکہ پہلے میں اگر کسی کنیز کو ان کی دیکھ بھال کا شرف ملتا تو اس کنیز کے بچوں کو ان کا رضاعی کہا جاتا تھا۔ جیسا کہ کتب مقاتل میں جناب عبداللہ بن بقطر کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ یہ امام حسین علیہ السلام کے رضاعی بھائی کہلاتے تھے۔ اس کا ذکر شیخ سماوی کی کتاب ابصار العین ۱۲۶ پر موجود ہے۔ (از مترجم)

جس نے میری کسی ایک حجت کا بھی انکار کیا اس نے میرا کفران نعمت کیا اور جس نے میری کتاب کی کسی آیت کو بدلا اس نے مجھ پر افترا کیا۔ ہلاکت ہو ان افترا کرنے والوں کے لیے جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی مدت کے پورا ہونے کے وقت انکار کرے، کہ جو میرا بندہ، حبیب اور منتخب کردہ ہے۔

ان کی تکذیب کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے میرے تمام اولیاء کی تکذیب کی ہو۔ وہ میرے ولی و ناصر ہیں۔ وہ وہ ہیں (یعنی اس قابل ہیں) کہ میں ان پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت (تبلیغ شریعت وغیرہ) کا بوجھ رکھوں گا اور انہیں اس کے ذریعے آزماؤں گا۔ [1]

ان کے بعد میرے خلیفہ علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام ہوں گے انہیں ایک خونخوار درندہ شہید کرے گا۔ وہ اس شہر میں دفن ہوں گے جسے میرے نیک بندے جناب ذوالقرنینؑ نے آباد کیا۔ وہ تمام خلائق سے بہتر ہوں گے مگر ان کی تدفین میری مخلوق میں سب سے بدترین شخص کے قریب ہوگی۔ میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ ان کے بیٹے امام محمد تقی علیہ السلام سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کروں گا جو ان کے خلیفہ اور علم کی وارث ہوں گے۔ وہ میرے علم کا معدن، میرے راز کا مقام، اور میری مخلوق پر حجت ہوں گے میں ان

---

[1] یہاں سے کوئی سوء استفادہ کرتے ہوئے یہ نہ سمجھے کہ معاذ اللہ شیعہ امام کو نبی مانتے ہیں۔ کیونکہ تمام اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ تو یہاں جو نبوت کا بوجھ رکھنے کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد اسلامی معاشرے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کردار پیش کرنا، آپ کی نیابت میں معاشرے کی ہدایت و اصلاح کا فریضہ انجام دینا اور خدا کے دین کی ترویج و استحکام کے لیے ہر مشکل کا ذات کر مقابلہ کرنا ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ میرا فریضہ علی ہی انجام دے سکتے ہیں۔ اس کی مزید تفصیل عقائد کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ واللہ العاصم (از مترجم)

بهم الظهر .ثم قال : ايها الناس ! ان الله مولاى . و انا مولى المومنين ، و انا اولى بهم منهم بانفسهم . من كنت مولاه فعلى ﷺ مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه .

"بے شک اللہ عزوجل علاؤلا نے مجھے ایک پیغام دے کر بھیجا جس سے میرا دل تنگ ہوا اور میں نے سمجھا کہ یہ حکم سن کر لوگ میری تکذیب کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں ہر صورت اس حکم کو پہنچا دوں یا پھر وہ مجھے عذاب دے۔

تو اے علیؑ اپنی جگہ سے اٹھیے!

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کا حکم دیا کہ نماز باجماعت ادا ہوگی۔ چنانچہ آپؐ نے نماز ظہر پڑھائی اور اس کے بعد بلند آواز میں لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! کچھ شک نہیں اللہ میرا مولا ہے اور میں مومنوں کا مولا ہوں اور ان کی جانوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں۔ تو جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کے علیؑ مولا ہیں۔

اے اللہ! جو علیؑ کے ساتھ ہو اُسے اپنا دوست بنا اور جو اس کے ساتھ دشمنی کرے، تو اس کے ساتھ دشمنی کر۔

پھر جناب سلمانؓ اپنی جگہ سے اُٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب جا کر پوچھا: یا رسول اللہ! اس ولاء کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا: جس جس کی جان پر میں زیادہ حق تصرف رکھتا ہوں اس اس کی جان پر علیؑ بھی خود اس شخص سے زیادہ تصرف کا حق حاصل ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے تکمیل دین کی بشارت نازل کی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ

https://downloadshiabooks.com/

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ایک حصے کو پسند کیا۔ پوری زمین میں سے شہر مکہ کو، اس سے مسجد الحرام کو اور اس سے مقامِ کعبہ کو۔ جانوروں میں سے مونث کو، مگر بھیڑ کے مذکر کو۔ دنوں میں سے جمعہ کو، مہینوں میں سے رمضان کو اور راتوں میں سے شبِ قدر کو۔ تمام لوگوں میں سے بنی ہاشم کو، ان سے مجھے اور علیؑ کو اور ہم میں سے حسن و حسین علیہما السلام اور اولادِ حسینؑ میں سے باقی ائمہ کو۔ ان میں نواں ان کا باطن ہوگا، وہی ان کا ظاہر ہوگا، وہی ان میں افضل ہوگا، اور وہی ان کا قائم ہوگا۔

عبداللہ بن جعفر کے طریق سے نقل ہونے والے طریق میں ہے: وہ ان سے غالیوں کی تحریف، اہلِ باطل کی آراء اور جاہلوں کی تاویل کی نفی کریں گے۔

ہمیں خبر دی محمد بن ہمام اور محمد بن حسن بن محمد بن جمہور نے، انہوں نے حسن بن محمد جمہور سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا احمد بن ہلال نے، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا محمد بن ابی عمیر نے، انہوں نے نقل کیا سعید بن غزوان سے، اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ آگے وہی حدیث ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔

(اثبات الوصیۃ: ۲۲۵؛ کمال الدین؛ دلائل الامامۃ: ۲۴۰؛ کفایۃ الاثر: ۹؛ غیبت طوسی: ۱۰۳؛ الاستبصار: ۸؛ المختصر: ۱۵۹)

سلیم بن قیس الہلالیؓ کی کتاب سے ولایت کی تبلیغ، خدا کا اٹل فیصلہ

(حدیث: ۸)

سلیم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ جنگِ صفین میں ہم مولا علی علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ اس اثنا میں معاویہ نے حضرت ابودرداء اور ابوہریرہ کو طلب کیا اور انہیں ایک پیغام

https://downloadshiabooks.com/

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ

"آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کیا، تم پر اپنی نعمتیں تمام کیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے۔" (المائدہ: آیت ۳)

جناب سلمانؓ نے پوچھا:

یا رسول اللہؐ! کیا یہ آیات مولا علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں؟

فرمایا: جی ہاں! نا صرف اُن کی شان، بلکہ میرے تمام اوصیاء کی شان میں جو قیامت تک (مرحلہ وار) آئیں گے۔

اُنہوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے بتایئے، اُن کے اسماء کیا ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُن میں ایک تو علیؑ ہیں جو میرے بھائی، وصی، داماد، وارث، میری اُمت میں خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کے وَلی ہیں۔ اور گیارہ دوسرے امامؑ ہیں جو میری نسل سے ہی ہوں گے۔ اُن میں پہلے میرے بیٹے حسنؑ ہیں، پھر میرے بیٹے حسینؑ، اور اُن کے بعد اُن کی اولاد میں سے نو افراد ہیں جو یکے بعد دیگرے آئیں گے۔ وہ قرآن کے ساتھ ہوں گے اور قرآن اُن کے ساتھ ہوگا۔ وہ اس سے جدا نہ ہوں گے اور وہ ان سے جدا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ اسی طرح حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔

یہ سُن کر بارہ بدری صحابی اُٹھے اور کہنے لگے: اے امیرالمومنینؑ!

"ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے یہ حدیث رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح سنی ہے، نہ اس سے کم نہ زیادہ۔ ان کے علاوہ جو بدری صحابی صفین میں مولاؑ کے ہم رکاب تھے۔ اُنہوں نے کہا: یہ حدیث جو آپؑ نے ہمارے سامنے بیان کی ہے۔ یہ پوری تو ہم سے یاد

بارے میں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا دل ایک ظرف میں ہوتا ہے جس پر ایک پردہ سا بنا ہوتا ہے۔ جب انسان نبی کریم ﷺ پر کامل درود (یعنی اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرج آل محمد) پڑھتا ہے تو وہ پردہ ہٹ جاتا ہے اور انسان کو بھولی ہوئی بات یاد آ جاتی ہے۔

تیرا سوال تو نے یہ کیا ہے کہ انسان کے بچے اپنے ماموؤں اور چچاؤں کے ہم شکل کیوں ہوتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب انسان اپنی بیوی کے پاس سکون قلب، ٹھہری ہوئی رگوں اور غیر مضطرب بدن کے ساتھ جاتا ہے تو نطفہ عورت کے رحم میں ٹھہر جاتا ہے۔ پھر جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اپنے والدین کے مشابہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس کے پاس بلا سکون قلب اور مضطرب رگوں اور مضطرب بدن کے ساتھ جائے تو عورت کے رحم میں نطفہ میں اضطراب پیدا ہوتا ہے اور وہ جا کر کسی رگ پر گرتا ہے۔ اگر وہ چچاؤں والی رگوں میں سے کسی رگ پر گرے تو بچہ اپنے چچاؤں کا ہم صورت ہوتا ہے اور اگر وہ ماموؤں والی رگوں میں سے کسی رگ پر جا گرے تو بچہ اپنے ماموؤں کے مشابہ وجود میں آتا ہے۔

یہ جوابات سن کر وہ شخص پکار اٹھا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں ہمیشہ اس گواہی پر قائم رہوں گا اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس گواہی پر بھی میں ہمیشہ قائم رہوں گا۔

پھر اس نے مولا علیؑ کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؑ رسول اللہ ﷺ کے وصی اور ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں اور میں اس گواہی پر بھی قائم رہوں گا۔ پھر اس نے امام حسن علیہ السلام کی طرف نظر کی اور کہا:

https://downloadshiabooks.com/

دے کر امیر المومنینؑ کی طرف بھیجا۔ جب وہ مولا امیرؑ کے پاس پہنچے اور آپؑ کو معاویہ کا پیغام دیا تو مولاؑ نے فرمایا:

تم معاویہ کا پیغام لے کر میرے پاس آئے ہو۔ اب جو میں کہہ رہا ہوں اسے توجہ سے سنو اور جا کر معاویہ کو بتا دو۔

انہوں نے عرض: جی ارشاد فرمایئے!

پھر مولائے کائناتؑ نے اس کا ایک تفصیلی جواب دیا۔ حتی کہ اس میں مقام غدیر پر اعلان ولایت کا ذکر بھی کیا کہ جب رسول خدا ﷺ نے آپؑ کو بحکم خدا ہر مومن و مومنہ کا مولاؑ قرار دیا تھا۔ الغرض امیر المومنینؑ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ پر آیت ولایت (اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝) نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا یہ آیت کچھ خاص مومنین کی شان میں ہے یا تمام اہل ایمان کی شان میں؟ تو اللہ تعالی نے تمہارے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ لوگوں کو بتا دیں کہ یہ ان ہستیوں کی ولایت کا ذکر ہے جن کی ولایت کا خود اس نے حکم دیا ہے۔ نیز خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ جس طرح آپؐ نے لوگوں کو نماز، زکوۃ، روزہ اور حج کی تفصیل بتائی اسی طرح انہیں ولایت کی تفسیر بھی بتایئے اور اس کی جزئیات کی وضاحت کیجیے۔

پھر رسول خدا ﷺ نے غدیر خم کے مقام پر ولایت و امامت کے منصب پر فائز کیا اور ارشاد فرمایا:

ان الله عز و جل ارسلني برسالة ضاق بها صدري و ظننت ان الناس يكذبوني. فاوعدني لابلغنها او ليعذبني. قم يا علي ؑ! ثم نادى باعلى صوته بعد امر ان ينادى بالصلاة جامعة. فصلى

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ امیر المومنینؑ کے وصی اور ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد میں شہادت دیتا ہوں کہ امام حسنؑ آپؑ کے بعد اپنے باباؑ کے وصی اور ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں۔

پھر میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسینؑ کے بعد حضرت علی زین العابدینؑ امام حسینؑ کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

پھر میں گواہی دیتا ہوں کہ امام محمد باقرؑ اپنے باباؑ کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام جعفر صادقؑ اپنے والد گرامی کے امر کا جاری رکھنے والے ہیں۔

اس کے بعد گواہی دیتا ہوں کہ امام موسیٰ کاظمؑ اپنے والد کے امر کو قائم کرنے والے ہیں

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام علی رضاؑ اپنے باباؑ کے امر کا سلسلہ آگے چلانے والے ہیں۔

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام محمد تقیؑ اپنے بابا کے امر کو قائم کرنے والے ہیں

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام علی نقیؑ اپنے والد بزرگوار کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

اسکے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسن عسکریؑ اپنے باباؑ کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد میں امام حسینؑ کی نسل مبارک میں سے ہونے والے اس شخص کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ جسے نام و کنیت سے اُس وقت تک نہیں بلایا جائے گا کہ جب تک اُس کا امر ظاہر نہ ہو اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر نہ کردے کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اے امیر المومنینؑ! آپؑ پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اٹھا اور چل دیا۔ جب وہ چلا گیا تو مولائے کائنات نے امام حسنؑ سے فرمایا: ابا محمدؑ! اس کے پیچھے جاؤ، دیکھو وہ کس طرف جاتا ہے۔ امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ اس نے جونہی اپنا

پاؤں مسجد سے باہر رکھا مجھے نہیں پتہ چلا کہ وہ کہاں گیا؟

جب میں نے واپس آکر امیر المومنینؑ کو ان کے بارے میں بتایا تو میرے بابا نے مجھ سے پوچھا: ابا محمدؑ! جانتے ہو یہ شخص کون تھا؟

میں نے کہا: اللہ، اس کا رسولؐ اور امیر المومنینؑ ہی بہتر جانتے ہیں۔

تو میرے بابا نے فرمایا: یہ حضرت خضرؑ تھے۔ (علل الشرائع)

(حدیث: ۳)

امام محمد باقرؑ نے اپنے آباء کرامؑ کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنینؑ نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا: لیلۃ القدر ہر سال ہوتی ہے۔ اس رات سال کے تمام امور اور فیصلے بھی نازل ہوتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امر کے ذمہ دار اولی الامر ہیں ابن عباسؓ نے پوچھا: یا علیؑ! وہ اولی الامر کون ہیں ؟

فرمایا: میں اور میری صلب سے ہونے والے گیارہ اماموںؑ سے یہ امور بیان کیے جاتے ہیں۔ (الکافی جلد 1 صفحہ 247۔ الخصال حدیث 48۔ کمال الدین)

(حدیث: ۴)

حضرت اصبغ بن نباتہؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں امیر المومنینؑ کے پاس گیا تو دیکھا کہ آپؑ کسی سوچ میں بیٹھے زمین کرید رہے ہیں۔

میں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ آپؑ زمین کرید رہے ہیں، کہیں اس سے آپ کا دل تو نہیں لگ گیا؟

فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نے اس (حکومت) سے اور دنیا سے تو لحظہ بھر بھی دل نہیں لگایا۔ البتہ میں اپنی صلب سے ہونے والے گیارہویں بیٹے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ مہدیؑ ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور

https://downloadshiabooks.com/

سے بھر چکی ہو گی۔ اس کے لیے حیرت و غیبت کا ایک زمانہ ہو گا جس میں کچھ قومیں گمراہ ہوں گی اور کچھ ہدایت یافتہ ہو جائیں گی۔

میں نے پوچھا: یا امیر المومنین! اس کا عرصہ کتنا ہو گا؟

تو فرمایا: چھ سال،

میں نے کہا: کیا یہ ہونے والا ہے؟

فرمایا: ہاں! جیسا کہ اس کی تخلیق ہو چکی ہے۔

میں نے عرض کی: کیا وہ زمانہ میری زندگی میں آئے گا؟

فرمایا: نہیں، اے اصبغ تمہاری زندگی میں نہیں۔

ان کے ساتھ اس امت کے بہترین افراد اور عترت کے صالح لوگ ہوں گے۔

میں نے پوچھا: پھر اس کے بعد کیا ہو گا؟

فرمایا: اس کے بعد خدا جو چاہے گا کرے گا۔ کیونکہ اس کے کچھ ارادے، مقاصد اور پوشیدہ مصالح ہوتے ہیں۔ [1] (الکافی: ۱/۳۳۸؛ الہدایۃ الکبریٰ: ۸۸؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۵؛ کفایۃ الاثر: ۲۱۹؛ غیبت طوسی: ۱۱۵)

لوحِ فاطمہؑ

(حدیث: ۵)

عبدالرحمن بن سالم سے مروی ہے انہوں نے حضرت ابو بصیرؒ کے واسطے سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث نقل کی امامؑ فرماتے ہیں کہ میرے بابا امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت

[1] غیبت طوسی میں اس روایت کے الفاظ معمولی سے مختلف ہیں، ملاحظہ کرکے دیکھ کر اس کا مفہوم صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔ (از مترجم)

جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے فرمایا: مجھے آپ سے ایک کام ہے جب آپ کو فرصت ہو تو مجھے تنہائی میں ملاقات کیجیے گا۔ انہوں نے کہا: جس وقت آپ چاہیں، میں آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ چنانچہ ایک دن میرے بابا ان سے تنہائی میں ملے اور کہا: اے جابر! مجھے اس لوح کے بارے میں بتائیے جو آپ نے جناب سیدہؑ کے دست مبارک میں دیکھی۔ نیز یہ بھی بتائیے کہ میری جدہ نے آپ کو اس کے بارے میں کیا بتایا ہے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے؟

جناب جابر نے فرمایا: میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں۔

میں رسول خدا ﷺ کے عہد حیات میں آپ کی والدہ جناب سیدہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں امام حسینؑ کی ولادت کی مبارک دی۔ میں نے ان کے ہاتھ میں سبز رنگ کی ایک لوح دیکھی تو سمجھا کہ شاید یہ زمرد کی ہے۔ میں نے اس میں سفید کتابت دیکھی جو سورج کی روشنی کی مانند تھی۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اس لوح کی کیا حقیقت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ لوح خداوند متعال نے اپنے رسول ﷺ کو ہدیہ کی ہے اس میں میرے بابا ﷺ، میرے سرتاج اور میرے بیٹوں میں سے ہونے والے اوصیاء کے اسماء لکھے ہوئے ہیں۔ میرے بابا ﷺ نے مجھے بشارت دینے کے لیے یہ لوح مجھے ہدیہ کی۔ پھر انہوں نے وہ لوح مجھے دی جس میں نے اسے پڑھا اور لکھ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا۔

میرے بابا نے فرمایا: اے جابرؓ! کیا اب بھی وہ تحریر آپ کے پاس ہے اور مجھے دکھا سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں!

چنانچہ میرے بابا ان کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے اور باریک چمڑے کی ایک دستاویز نکالی اور فرمایا: اے جابر! اپنے لکھے ہوئے کی طرف دیکھو، میں اپنی تحریر تمہارے سامنے پڑھتا ہوں۔ پھر میرے بابا نے وہ تحریر پڑھی اور اس کا ایک حرف بھی جابر کی تحریر کے خلاف نہ تھا۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت جابرؓ نے کہا:

میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے لوح فاطمہؑ میں اسی طرح لکھا ہوا پایا وہ تحریر یہ تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم هذا من كتاب الله العزيز الحكيم لمحمد نبيه و نوره و حجابه و سفيره و دليله. نزل به الروح الامين من عند رب العالمين.

يا محمد! عظم اسمائى، و اشكر نعمائى، و لا تجحد آلائى. انى انا الله لا اله الا انا قاصم الجبارين و مديل المظلومين و ديان يوم الدين. و انى انا الله لا اله الا انا. من رجا غير فضلى. او خاف من غير عدلى عذبته عذابا لا اعذبه احدا من العالمين. فاياى فاعبد و على فتوكل. انى لم ابعث نبيا فاكملت ايامه و انقضت مدته الا جعلت له وصيا و انى فضلتك على الانبياء و فضلت وصيك على الاوصياء، و اكرمتك بشبليك و سبطيك الحسن و الحسين. فجعلت الحسن معدن علمى بعد انقضاء مدة ابيه. و جعلت حسينا معدن وحيى. فاكرمته بالشهادة و ختمت له بالسعادة. فهو افضل من استشهد فىّ و ارفع الشهداء درجة عندى. جعلت كلمتى التامة معه. و حجتى البالغة عنده. بعترته اثيب و اعاقب

اولهم على سيد العابدين و زين اوليائى الماضين. و ابنه شبه جده المحمود محمد الباقر لعلمى و المعدن لحكمتى. سيهلك

المرتابون فى جعفر. الراد عليه كالراد على. حق القول منى لاكرمن مثوى جعفر و لاسرنه فى اشياعه و انصاره و اوليائه اتيحت بعده فتنة عمياء حندس. الا ان خيط فرضى لا ينقطع. و حجتى لا تخفى. و ان اوليائى بالكاس الاوفى يسقون. ابدال الارض. الا و من جحد واحدا منهم فقد جحدنى نعمتى. و غير آية من كتابى فقد افترى علىّ. ويل للمفترين الجاحدين عند انقضاء مدة عبدى موسى و حبيبى و خيرتى ان المكذب به كالمكذب بكل اوليائى. وهو ولى و ناصرى. و من اضع عليه اعباء النبوة. و امتحنه بالاضطلاع بها. و بعده خليفتى على بن موسى الرضا. يقتله عفريت مستكبر. يدفن فى المدينة التى بناها العبد الصالح ذو القرنين. خير خلقى يدفن الى جنب اشرار خلقه. حق القول منى لا قرن عينه بابنه محمد و خليفته من بعده. و وارث علمى و هو معدنى. و موضع سرى. و حجتى على خلقى. جعلت الجنة مثواه. و شفعته فى سبعين الفا من اهل بيته كلهم استوجبوا النار. و اختم بالسعادة لابنه على ولى و ناصرى. والشاهد فى خلقى و امينى على وحيى اخرج منه الداعى الى سبيلى. و الخازن لعلمى الحسن ثم اكمل ذلك بابنه رحمة للعالمين. عليه كمال موسىؑ. و بهاء عيسىؑ. و صبر ايوبؑ. يستذل اوليائى فى زمانه. تتهادى رؤوسهم كما تتهادى رؤوس الديلم و الترك. فيقتلون و يحرقون و يكونون خائفين و جلين مرعوبين. تصبغ الارض من

https://downloadshiabooks.com/

دمائهم . و يغشوا الويل و الرنة فى نسائهم . اولئك اولياى حقاً و حق على ان ارفع عنهم كلم عمياء حندس و بهم اكشف الزلازل و ارفع عنهم الآصار و الاغلال أولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿البقرة: ١٥٧﴾

"اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ یہ تحریر خدائے عزیز و حکیم کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام ہے جو اس کے نبی، نور، حجاب، سفیر اور اس کی توحید کی طرف مخلوق کی ہدایت کرنے والے ہیں۔ اسے رُوح الامین اللہ رب العالمین کی بارگاہ سے لے کر آئے ہیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے اسماء کی تعظیم کریں، میری نعمتوں کا شکر ادا کریں، میری نعمتوں کا انکار نہ کریں، میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، میں ظالموں کی کمر توڑنے والا، مظلوموں کی مدد کرنے والا اور قیامت قائم کرنے والا ہوں۔ میں ہی اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی بندگی کے لائق نہیں، تو جس نے میرے غیر کے کرم کی اُمید رکھی یا میرے غیر کے عدل کا خوف رکھا تو میں اُسے ایسا عذاب دُوں گا کہ عالمین میں ایسا عذاب کسی کو نہ دُوں گا۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عبادت کریں اور مجھ ہی پر توکل کریں۔ میں نے جو بھی نبی بھیجا اس کے دن اُس وقت تک پورے کیے اور اس کی مدت تب تک تمام نہ کی جب تک اس کا کوئی وصی مقرر نہ کیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاءؑ پر اور آپؐ کے وصی کو تمام اوصیاءؑ پر فضیلت دی۔

میں نے آپؐ کو حسن و حسین علیہما السلام جیسے دو بیٹے اور نواسے عطا کیے ہیں۔ ان میں سے حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو میں نے ان کے باباؑ کے بعد اپنے علم کا معدن بنایا اور حسین بن علی علیہ السلام کو اپنی وحی کا معدن بنایا۔

انہیں شہادت کا مرتبہ عطا کر کے عزت بخشی اور ان کا خاتمہ سعادت و نیکی پر کیا۔ لہٰذا وہ میری راہ میں شہید ہونے والے تمام افراد سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں اور ان کا درجہ میرے یہاں بہت بلند ہے۔ میں نے اپنا کلمۂ تامہ ان کے ساتھ اور اپنی بالغ حجت ان کے پاس قرار دی۔ ان کی عترت کے سبب ہی میں لوگوں کو جزا و سزا دوں گا۔

ان میں سب سے پہلے علی علیہ السلام ہیں جو سید العابدین اور میرے سابقہ اولیاء کے لیے باعث زینت ہیں، ان کے بعد ان کے بیٹے محمد باقر علیہ السلام ہیں جو اپنے جد محمود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم نام، میرے علم کو پھیلانے والے اور میری حکمت کا معدن ہیں۔

(ان کے بعد) جعفر صادق علیہ السلام میں شک کرنے والے ہلاکت میں پڑیں گے۔ اُن کی بات کو ٹھکرانے والا ایسا ہے کہ اُس نے گویا میری بات کو ٹھکرایا۔ اور میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ انہیں بلند ترین مقام عطا کروں اور اُن کے شیعوں اور ساتھیوں کے بارے میں انہیں خوش کروں گا

اس کے بعد ظلمتوں اور تاریکیوں کا ایک فتنہ ظاہر ہو گا، لیکن اس کے باوجود بھی میرے فرض کی ڈور ٹوٹے گی اور نہ میری حجت مخفی ہو گی۔ بلکہ میرے اولیاء کو بھرے ہوئے جاموں سے سیراب کیا جائے گا، اور وہ زمین میں "ابدال" ہوں گے۔ [1]

---

[1] طریحی نے مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ ابدال، وہ نیک و صالح افراد ہوتے ہیں جو ہمیشہ دنیا میں موجود رہتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی دنیا سے جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا آ جاتا ہے۔ معروف اصطلاح کے مطابق اگرچہ ابدال کچھ مخصوص طبقے سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ لیکن حقیقت میں تمام ایسے عناوین کا اول اور مقدم ترین مصداق ائمہ طاہرینؑ ہیں۔ چنانچہ اس حدیث میں اسی اعتبار سے ان ذوات مقدسہ کو ابدال کہا گیا ہے۔ اس کی تائید دیگر اخبار و آثار سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ اصول کافی کتاب الحجہ میں اس موضوع کی کئی ایک روایات موجود ہیں۔ (از مترجم)

https://downloadshiabooks.com/

جس نے میری کسی ایک حجت کا بھی انکار کیا اس نے میرا کفران نعمت کیا اور جس نے میری کتاب کی کسی آیت کو بدلا اس نے مجھ پر افتراء کیا۔ ہلاکت ہو ان افتراء کرنے والوں کے لیے جو امام موسیٰ کاظم ؑ کی مدت کے پورا ہونے کے وقت انکار کرے، کہ جو میرا بندہ، حبیب اور منتخب کردہ ہے۔

ان کی تکذیب کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے میرے تمام اولیاء کی تکذیب کی ہو۔ وہ میرے ولی و ناصر ہیں۔ وہ وہ ہیں (یعنی اس قابل ہیں) کہ میں ان پر نبی ﷺ کی نبوت (تبلیغ شریعت وغیرہ) کا بوجھ رکھوں گا اور انہیں اس کے ذریعے آزماؤں گا۔ [1] ان کے بعد میرے خلیفہ علی بن موسیٰ رضا ؑ ہوں گے انہیں ایک خونخوار درندہ شہید کرے گا۔ وہ اس شہر میں دفن ہوں گے جسے میرے نیک بندے جناب ذوالقرنینؑ نے آباد کیا۔ وہ تمام خلائق سے بہتر ہوں گے مگر ان کی تدفین میری مخلوق میں سب سے بدترین شخص کے قریب ہوگی۔ میں یہ فیصلہ کرچکا ہوں کہ ان کے بیٹے امام محمد تقی ؑ سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کروں گا جو ان کے خلیفہ اور علم کی وارث ہوں گے۔ وہ میرے علم کا معدن، میرے راز کا مقام، اور میری مخلوق پر حجت ہوں گے میں ان

[1] یہاں سے کوئی سوء استفادہ کرتے ہوئے یہ نہ سمجھے کہ معاذ اللہ شیعہ امامؑ کو نبی مانتے ہیں۔ کیونکہ تمام اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ تو یہاں جو نبوت کا بوجھ رکھنے کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد اسلامی معاشرے میں نبی ﷺ کا کردار پیش کرنا، آپ کی نیابت میں معاشرے کی ہدایت و اصلاح کا فریضہ انجام دینا اور خدا کے دین کی ترویج و استحکام کے لیے ہر مشکل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ میرا فریضہ علیؑ ہی انجام دے سکتے ہیں۔ اس کی مزید تفصیل عقائد کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ واللہ العالم (از مترجم)

کا ٹھکانہ بہشت میں بناؤں گا اور ان کے اہل بیت میں سے 70,000 ایسے افراد کی شفیع بناؤں گا کہ جن کے لیے جہنم واجب ہوچکی ہوگی۔ میں ان کے بیٹے امام علی نقی ؑ کے لیے سعادت کی انتہا کردوں گا۔ جو میرے ولی و ناصر، میری مخلوق میں گواہ اور میری وحی کے امین ہیں۔ پھر میں انہیں حسن ؑ نام کا ایک بیٹا عطا کروں گا جو میری راہ کی طرف بلانے والے اور میرے علم کے خازن ہوں گے۔ ان کے بعد میں اس سلسلہ امامت کو ان کے بیٹے پر تمام کروں گا جو رحمۃ للعالمین ہوں گے۔ ان میں حضرت موسیٰ ؑ کا کمال، حضرت عیسیٰ ؑ کا خوش مزاجی اور حضرت ایوب ؑ جیسا صبر موجود ہوگا۔ ان کے زمانہ (غیبت) میں میرے اولیاء کی قدر نہ کی جائے گی۔ ان کے سر دیلمی و ترک غلاموں کی مانند جھکے ہوئے ہوں گے۔ انہیں مارا جائے گا اور زندہ آگ میں ڈالا جائے گا۔ وہ اپنی زندگیاں خوف، اضطراب اور بے چینی کے عالم میں بسر کریں گے۔ ان کے خون سے زمین سرخ ہوجائے گی اور ان کی مستورات کا گریہ و بکاء عام ہوگا۔ یہ میرے سچے اولیاء ہیں۔ مجھ پر لازم ہے کہ ان پر چھانے والی ہر تاریک رات سویرے سے بدلوں، ان کی بے چینیوں کا ازالہ کروں، اور ان سے مصائب زمانہ کے طوق و زنجیریں ہٹادوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کا درود ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔" (سورۃ البقرۃ: ۱۵۷)

اس کے بعد جناب ابوبصیرؒ نے مجھ سے کہا: اگر تم نے اپنی زندگی میں فقط یہی حدیث سنی ہوتی تو تمہارے لیے کافی تھی۔ تو اب اسے کسی نااہل کے آگے مت بیان کرنا۔

(الکافی: ۱/۵۲۷؛ کمال الدین: ۱/۳۰۸؛ عیون اخبار الرضا: ۱/۳۱؛ الاختصاص: ۲۱۰؛ غیبت طوسی: ۹۸؛ مناقب ابن شہر آشوب: ۱/۲۹۶)

https://downloadshiabooks.com/

﴿حدیث: ۶﴾

ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آباء و کرام کے واسطہ یہ حدیث بیان کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے اہل بیتؑ میں بارہ محدث ہیں۔ [1] وہاں بیٹھنے والوں میں عبداللہ بن زید بھی موجود تھا جو کہ امام علی زین العابدین کا رضاعی بھائی تھا اس نے کہا: سبحان اللہ! محدث؟ اس کے بولنے کے انداز سے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ گویا اس حدیث (کو نہ سمجھنے کے سبب اس) کا انکار کر رہا ہے۔ تو امامؑ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: اللہ کی قسم آپ کے رضاعی بھائی یعنی سید سجاد علیہ السلام بھی محدث تھے۔ [2] (بحار الانوار: ۲۶: ص ۲۷۲)

﴿حدیث: ۷﴾

ہمیں خبر دی محمد بن ہمام نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا میرے والد اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا:

احمد بن محمد بن ہلال نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عمیر نے ۲۰۳ ہجری میں وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا سعید بن غزوان نے انہوں نے نقل کیا حضرت ابو بصیرؓ سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباء و کرام سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] ائمہ معصومینؑ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محدث اسے کہا جاتا ہے جس کے پاس آکر فرشتے اس کے ساتھ ہم کلام ہوں۔ (از مترجم)

[2] قابل غور ہے کہ ائمہ معصومینؑ کے احوال میں جہاں ان کا کسی کے ساتھ رضاعت کا رشتہ بیان کیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ امام اور اس نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ بلکہ پہلے میں اگر کسی کنیز کو ان کی دیکھ بھال کا شرف ملتا تو اس کنیز کے بچوں کو ان کا رضاعی کہا جاتا تھا۔ جیسا کہ کتب مقاتل میں جناب عبداللہ بن یقطر کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ یہ امام حسین علیہ السلام کے رضاعی بھائی کہلاتے تھے۔ اس کی تخریج ابصار العین ۱۲۹ پر موجود ہے۔ (از مترجم)

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ایک حصے کو پسند کیا۔ پوری زمین میں سے شہر مکہ کو اس سے مسجد الحرام کو اور اس سے مقام کعبہ کو۔ جانوروں میں سے مونث کو۔ مگر بھیڑ کے مذکر کو۔ دنوں میں سے جمعہ کو۔ مہینوں میں سے رمضان کو اور راتوں میں سے شب قدر کو۔ تمام لوگوں میں سے بنی ہاشم کو۔ ان سے مجھے اور علیؑ کو اور ہم میں سے حسن و حسین علیہما السلام اور اولاد حسینؑ میں سے باقی ائمہ کو۔ ان میں نواں ان کا باطن ہوگا وہی ان کا ظاہر ہوگا۔ وہی ان میں افضل ہوگا اور وہی ان کا قائم ہوگا۔

عبداللہ بن جعفر کے طریق سے نقل ہونے والے طریق میں ہے: وہ ان سے غالیوں کی تحریف، اہل باطل کی آراء اور جاہلوں کی تاویل کی نفی کریں گے۔

ہمیں خبر دی محمد بن ہمام اور محمد بن حسن بن محمد بن جمہور نے، انہوں نے حسن بن محمد بن جمہور سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا احمد بن ہلال نے وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا محمد بن ابی عمیر نے، انہوں نے نقل کیا سعید بن غزوان سے، اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ آگے وہی حدیث ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔

(اثبات الوصیہ: ۲۲۵؛ کمال الدین و اکمال النعمہ: ۲۳۰؛ کفایۃ الاثر: ۹؛ غیبت طوسی: ۱۰۳؛ الاستبصار: ۸؛ المختصر: ۱۵۹)

سلیم بن قیس الہلالیؒ کی کتاب سے
ولایت کی تبلیغ خدا کا اٹل فیصلہ

﴿حدیث: ۸﴾

سلیم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ صفین میں ہم مولا علی علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ اس اثنا میں معاویہ نے حضرت ابودرداء اور ابوہریرہ کو طلب کیا اور انہیں ایک پیغام

https://downloadshiabooks.com/

دے کر امیر المومنینؑ کی طرف بھیجا۔ جب وہ مولا امیرؑ کے پاس پہنچے اور آپؑ کو معاویہ کا پیغام دیا تو مولاؑ نے فرمایا:

تم معاویہ کا پیغام لے کر میرے پاس آئے ہو۔ اب جو میں کہہ رہا ہوں اُسے توجہ سے سنو اور جا کر معاویہ کو بتا دو۔

انہوں نے عرض کی: جی ارشاد فرمایئے!

پھر مولائے کائنات نے اس کا ایک تفصیلی جواب دیا۔ حتیٰ کہ اس میں مقام غدیر پر اعلان ولایت کا ذکر بھی کیا کہ جب رسول خدا ﷺ نے آپؑ کو بحکم خدا ہر مومن و مومنہ کا مولاؑ قرار دیا تھا۔ الغرض امیر المومنینؑ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ پر آیت ولایت (إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿﴾) نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا یہ آیت کچھ خاص مومنین کی شان میں ہے یا تمام اہل ایمان کی شان میں؟ تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ لوگوں کو بتا دیں کہ یہ اُن ہستیوں کی ولایت کا ذکر ہے جن کی ولایت کا خود اس نے حکم دیا ہے۔ نیز خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ جس طرح آپؐ نے لوگوں کو نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کی تفصیل بتائی اسی طرح انہیں ولایت کی تفسیر بھی بتایئے اور اس کی جزئیات کی وضاحت کیجیے۔

پھر رسول خدا ﷺ نے غدیر خم کے مقام پر ولایت و امامت کے منصب پر فائز کیا اور ارشاد فرمایا:

ان اللہ عز و جل ارسلنی برسالۃ ضاق بها صدری و ظننت ان الناس يكذبونی. فاوعدنی لابلغنها او ليعذبنی. قم يا علی ؑ! ثم نادی باعلی صوته بعد امر ان ينادی بالصلاة جامعة. فصلی

بهم الظهر. ثم قال: ايها الناس! ان الله مولای. و انا مولی المومنين. و انا اولی بهم منهم بانفسهم. من كنت مولاه فعلیؑ مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه.

"بے شک اللہ عزوجل ﷻ نے مجھے ایک پیغام دے کر بھیجا جس سے میرا دل تنگ ہوا اور میں نے سمجھا کہ یہ حکم سن کر لوگ میری تکذیب کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں ہر صورت اس حکم کو پہنچا دوں یا پھر وہ مجھے عذاب دے۔

تو اے علیؑ! اپنی جگہ سے اُٹھیے!

پھر آپ ﷺ نے منادی کا حکم دیا کہ نماز باجماعت ادا ہو گی۔ چنانچہ آپؐ نے نماز ظہر پڑھائی اور اس کے بعد بلند آواز میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! کچھ شک نہیں اللہ میرا مولا ہے اور میں مومنوں کا مولا ہوں اور ان کی جانوں پر خود اُن سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں۔ تو جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کے علیؑ مولا ہیں۔

اے اللہ! جو علیؑ کے ساتھ ہو اُسے اپنا دوست بنا اور جو اس کے ساتھ دشمنی کرے، تو اس کے ساتھ دشمنی کر۔

پھر جناب سلمانؓ اپنی جگہ سے اُٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے قریب جا کر پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ اس ولاء کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا: جس جس کی جان پر میں زیادہ حق تصرف رکھتا ہوں اس اس کی جان پر انہیں بھی خود اس شخص سے زیادہ تصرف کا حق حاصل ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تکمیل دین کی بشارت نازل کی:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

https://downloadshiabooks.com/

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

"آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کیا تم پر اپنی نعمتیں تمام کیں اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے۔" (المائدہ: آیت ۳)

جناب سلمانؓ نے پوچھا:

یا رسول اللہؐ! کیا یہ آیات مولا علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں؟

فرمایا: جی ہاں! نہ صرف اُن کی شان، بلکہ میرے تمام اوصیاء کی شان میں جو قیامت تک (مرحلہ وار) آئیں گے۔

انہوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بتایئے اُن کے اسماء کیا ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اُن میں ایک تو علیؑ ہیں جو میرے بھائی، وصی، داماد، وارث، میری اُمت میں خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔ اور گیارہ دوسرے امامؑ ہیں جو میری نسل سے ہی ہوں گے۔ اُن میں پہلے میرے بیٹے حسنؑ ہیں، پھر میرے بیٹے حسینؑ، اور اُن کے بعد اُن کی اولاد میں سے نو افراد ہیں جو یکے بعد دیگرے آئیں گے۔ وہ قرآن کے ساتھ ہوں گے اور قرآن اُن کے ساتھ ہوگا۔ وہ اس سے جدا نہ ہوں گے اور وہ ان سے جدا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ اسی طرح حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔

یہ سُن کر بارہ بدری صحابی اُٹھے اور کہنے لگے: اے امیر المومنینؑ!

"ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے یہ حدیث رسول خدا ﷺ سے اسی طرح سنی ہے، نہ اس سے کم نہ زیادہ۔ ان کے علاوہ جو بدری صحابی صفین میں مولاؑ کے ہم رکاب تھے۔ انہوں نے کہا: یہ حدیث جو آپؑ نے ہمارے سامنے بیان کی ہے۔ یہ پوری تو ہم سے یاد

نہ ہو سکی لیکن اس کا بیشتر حصہ ہم نے یاد کر لیا۔ یہ جن بارہ افراد نے ہم سے پہلے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سننے کی گواہی دی ہے یہ ہم میں سب سے افضل اور پائے کے افراد ہیں۔

اس پر مولائے کلؑ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔ یہ حدیث ہر کوئی یاد نہیں کر سکتا بلکہ کچھ ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں سے گوئے سبقت لے جاتے ہیں۔

پھر ان بارہ بدری صحابیوں میں سے چار افراد حضرت ابوالہیثم التیہانؓ، حضرت ابوایوبؓ، حضرت عمار یاسرؓ اور حضرت خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتینؓ اٹھے اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد ہے اللہ کی قسم اس دن رسول خدا ﷺ کھڑے تھے اور ان کے پہلو میں علی ابن ابی طالبؑ بھی کھڑے تھے۔ تب آپ ﷺ اس طرح خطبہ ارشاد فرما رہے تھے:

یا ایها الناس! ان الله امرنی ان انصب لکم اماما یکون وصی فیکم، و خلیفتی فی اهل بیتی و فی امتی من بعدی. والذی فرض الله طاعته علی المومنین فی کتابه و امرکم فیه بولایته. فقلت: یا رب خشیت طعن اهل النفاق و تکذیبهم. فاوعدنی لابلغها اولیعاقبنی

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لیے ایک امام مقرر کر دوں جو تمہارے درمیان میرا وصی، میرے اہل بیتؑ و اُمت میں میرا خلیفہ ہو۔ وہ جس کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اہل ایمان پر فرض کیا۔ اور اس پر کاربند رہنے کا حکم دیا۔

جب مجھے از جانب پروردگار یہ حکم ہوا تو میں نے عرض کی

https://downloadshiabooks.com/

اے پروردگار! میں خائف ہوں کہ کہیں اہلِ نفاق اس کے بارے میں چہ میگوئیاں نہ کریں اور اس کو جھٹلا نہ دیں ؟

تو اس نے مجھے دھمکی وتہدید کی کہ ہر حال میں اس حکم کو پہنچاؤں، نہیں تو وہ مجھے عذاب دے گا۔"

ایها الناس! ان الله عز وجل امر کم فی کتابه بالصلاة، و قد بینتها لکم و سننتها لکم، و الزکاة و الصوم فبینتهما. وقد امرکم الله فی کتابه بالولایة، وانی اشهد کم ایها الناس! انها خالصة لهذا ولاوصیائی من ولدی و ولده، اولهم ابنی الحسن، ثم الحسین، ثم تسعة من ولد الحسین لا یفارقون الکتاب حتی یردوا علی الحوض. (صلوات الله علیهم اجمعین)

اے لوگو! بے شک اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں تمہیں نماز کا حکم دیا مگر اس کی تفصیل وطریقہ کار میں نے تمہیں بتایا۔ اسی طرح اُس نے زکوٰۃ اور روزے کا حکم دیا اور اس کی تفصیل بھی میں نے ہی بیان کی۔ بلاشبہ اُن چیزوں کے ساتھ اُس نے تمہیں ولایت کے بارے میں حکم صادر فرمایا ہے۔ تو اَب میں تم سب لوگوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ یہ صرف ان (مولا علی ابن ابی طالبؑ) کا اور اُن اوصیاء کا حق ہے جو ان کی اور میری اولاد سے وصی بنیں گے۔ ان میں سرفہرست میرا بیٹا حسنؑ، پھر حسینؑ اور ان کی اولاد سے نو افراد ہیں۔ یہ ہستیاں اُس وقت تک کتاب اللہ سے جدا نہ ہوں گی جب تک حوضِ کوثر پر میرے پاس نہ پہنچ جائیں۔"

یا ایها الناس! انی قد اعلمتکم، مفزعکم بعدی، و

امامکم و ولیکم و هادیکم بعدی، وهو علی ابن ابی طالب ﷺ اخی، وهو فیکم بمنزلتی، فقلدوه دینکم و اطیعوه فی جمیع امورکم، فان عنده جمیع ما علمنی الله عز و جل، امرنی الله عز و جل ان اعلمه ایاه و ان اعلمکم انه عنده، فاسألوه، و تعلموا منه و من اوصیائه ولا تعلموهم ولا تقدموا علیهم ولا تتخلفوا عنهم فانهم مع الحق، و الحق معهم، لا یزایلهم ولا یزایلونه

"اے لوگو! میں تمہیں آگاہ کر چکا ہوں کہ میرے بعد تمہاری جائے پناہ، امام، ولی اور ہادی علی ابن ابی طالبؑ ہوں گے۔ تمہارے درمیان ان کا مقام وہی ہے جو میرا ہے۔ سو اپنے دینی امور میں ان کی تاسی کرو اور ان کے تمام احکام کی اطاعت کرو۔ بے شک جو جو باتیں خدا نے مجھے تعلیم کیں ان سب کا علم اُنکے پاس ہے خدائے عزوجل نے مجھے حکم دیا کہ وہ باتیں انہیں سکھا دوں اور تمہیں آگاہ کر دوں کہ اُن سب چیزوں کا علم ان کے پاس موجود ہے۔ لہٰذا تم ان سے پوچھو، ان سے اور اُن کے اوصیاءؑ سے سیکھو، انہیں سکھانے کی کوشش نہ کرو۔ اور نہ ان سے آگے بڑھو اور نہ ان کے حکم کی خلاف ورزی کرو، بلاشبہ وہ حق کے ساتھ اور حق ان کے ساتھ ہے۔ وہ اُن سے جدا نہ ہوا اور وہ اُس سے جدا نہ ہوں گے۔"

اس کے بعد مولا علیؑ نے حضرت ابودرداءؓ، حضرت ابوہریرہ اور اپنے پاس موجود دیگر افراد سے کہا:

اے لوگو!

کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

https://downloadshiabooks.com/

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾

"اے اہل بیتؑ بے شک خدا کا یہی ارادہ ہے کہ ہر قسم کی ناپاکی تم سے دور رکھے اور تمہیں ایسے طہارت عطا کرے جیسے اس کا حق ہے۔" (الاحزاب)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا ﷺ نے مجھے، جناب سیدہؑ، اور حسنؑ و حسینؑ کو ایک چادر کے نیچے جمع کیا اور ارشاد فرمایا:

اللهم هؤلاء احبتي و عترتي . ثقلي . خاصتي . اهل بيتي . فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا .

"اے میرے اللہ! یہ میرے پیارے، میری عترت کے افراد، میرا قیمتی سرمایہ، میرے خاص لوگ اور میرے اہل بیتؑ ہیں، پس تو ناپاکی کو ان سے دور رکھ اور انہیں کمال طہارت پر قرار فرما۔" (الاحزاب: ۳۳)

اس پر جناب ام سلمہؓ نے عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ! کیا میں آپؐ کے اہل بیتؑ سے نہیں؟!

تو رسالت مآبؐ نے فرمایا: تم اچھائی پر ہو۔ البتہ یہ آیت خاص طور پر میرے، میرے بھائی علیؑ، میری نور نظر فاطمہؑ، میرے شہزادوں حسنؑ و حسینؑ اور اولاد حسینؑ میں سے نو اماموں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

اس میں کوئی دوسرا ہمارے ساتھ شریک نہیں۔

یہ حدیث سن کر کچھ افراد اپنی جگہ سے اٹھے اور برملا کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ جناب ام سلمہؓ نے ہمارے سامنے یہ حدیث بیان کی۔ جب ہم نے رسول خدا ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے بھی بالکل وہی کچھ ارشاد کیا جو جناب ام سلمہؓ نے

بیان کیا تھا۔

پھر مولا امیرؑ نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل کی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۩ ﴿۷۷﴾ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ

"اور اللہ کے بارے میں اس طرح جہاد کرو جو جہاد کرنے کا حق ہے کہ اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور دین میں کوئی زحمت نہیں قرار دی ہے یہی تمہارے بابا ابراہیم ؑ کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گزار رکھا ہے تاکہ رسول ﷺ تمہارے اوپر گواہ رہے اور تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو۔" (الحج: ۷۷، ۷۸)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت سلمانؓ نے کھڑے ہو کر رسول خدا ﷺ سے سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں جن پر آپؐ گواہ ہیں اور وہ دوسرے لوگوں پر گواہ ہیں؟ اور خدا نے انہیں برگزیدہ کیا اور دین میں کوئی تنگی پیدا نہیں کی؟ تو سرکار ختمی مرتبتؐ نے فرمایا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تیرہ انسانوں کی بات کی ہے۔ وہ میں، میرا بھائی علیؑ اور اس کی اولاد سے گیارہ افراد ہیں۔"

اس پر بھی حاضرین نے کہا: ہم خدا کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ یہ بات بعینہ اسی طرح ہے۔ اور ہم نے اسے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے

اس کے بعد مولائے متقیانؑ نے فرمایا:

میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے

https://downloadshiabooks.com/

اپنے آخری خطبے میں یہ بات ارشاد فرمائی:

ایها الناس! انی قد ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما ان تمسکتم بهما: کتاب الله عز و جل، و اهل بیتی. فان اللطیف الخبیر قد اخبرنی و عهد الی انهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض!!

"اے لوگو! میں تمہارے درمیان 2 اَمر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں کے ساتھ مربوط رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ 2 اَمر اللہ عزوجل کی کتاب اور میرے اہل بیتؑ ہیں۔ خدائے لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی اور بتایا کہ جب تک یہ دونوں حوضِ کوثر پر میرے پاس آ نہ جائیں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی ؟!"

انہوں نے کہا: ہاں! ہم خدا کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ ہم نے ارشاد فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

اس کے بعد ان میں سے بارہ افراد اُٹھے اور کہا:

"ہم شہادت دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے دن جب یہ خطاب کیا تو حضرت عمر غصے کی حالت میں اٹھے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا شرف آپؐ کے تمام اہل بیت کا ہے؟ تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں، یہ شرف میرے خانوادے کے تمام افراد کا نہیں، بلکہ صرف میرے اوصیاءؑ کا ہے۔ ان میں ایک علی ابن ابی طالبؑ ہیں جو میرے وزیر، وارث، میری امت میں خلیفہ، میرے بعد ہر مومن و مومنہ کے مولا، ان میں سب سے اوّل اور سب سے افضل ہیں۔ پھر امام حسن ؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ان کے بعد یہ وصی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے امام حسین ؑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

ان کے بعد یہ وصی ہیں۔ پھر میرے وہ بیٹے وصی ہیں جو میرے بھائی کے ہم نام ہیں۔ پھر وہ وصی ہیں جو میرے ہم نام ہیں۔ پھر ان کے اولاد میں سے سات افراد وصی ہیں جو یکے بعد دیگرے آئیں گے۔ (یہ تا قیامت یونہی چلتا رہے گا) یہاں تک کہ وہ سب کے سب حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ وہ خدا کی زمین پر گواہ اور اس کی مخلوق پر حجت ہوں گے۔ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

اس پر ستر بدری صحابی اور اتنے ہی مہاجرین اُٹھے اور کہا: تم لوگوں نے تو ہمارے سامنے وہ حدیث بیان کر دی جسے ہم بھلا چکے تھے۔

اس کے بعد حضرت ابودرداءؓ اور حضرت ابوہریرہ اٹھے اور معاویہ کے پاس جا کر اسے مولا علی ؑ کا جواب سنایا جس پر لوگوں نے بھی شہادت دی تھی۔ اسے سن کر معاویہ نے کوئی جواب نہ دیا اور وہاں موجود لوگوں نے بھی گواہی دی کہ یہ تمام باتیں حق ہیں۔ (کتاب سلیم بن قیس: ۱۳۸؛ کمال الدین: ۲۷۴؛ بحار الانوار: ۱۵۹/۳۳؛ الیتیمه الدرة الثمینه: ۵۷)

(حدیث: ۹)

سلیم سے ہی مروی ہے کہ ہم مولا امیرؑ کے ہمراہ جنگ سے پلٹ کر آ رہے تھے۔ جب ہم نے دیرِ راہب کے قریب قیام کیا تو ایک شخص دیر سے نکل کر ہماری طرف آیا۔ وہ بہت خوب رو اور حسین تھا۔ اس نے ایک کتاب بھی ساتھ اٹھائی ہوئی تھی۔ جب وہ امیر المومنین کے پاس پہنچا تو اس نے آپؑ کو سلام کیا اور کہا: میں حضرت عیسیٰ ؑ کے اس حواری کی نسل سے ہوں جو ان کے بارہ حواریوں میں سب سے افضل اور جناب مسیح ؑ کے محبوب و منظورِ نظر تھے۔ فرزندِ مریم نے انہیں اپنا وصی بنایا، اپنی کتابیں ان کے سپرد کیں اور انہیں اپنی حکمت کی تعلیم دی۔ ہمارا گھرانہ شروع سے ان کے دین پر ہے اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کر رہا

https://downloadshiabooks.com/

ہے۔ اس خاندان نے نہ تو ان کا انکار کیا، نہ ان کے دین سے مرتد ہوئے اور نہ اس میں کوئی کمی بیشی کی۔ وہ کتابیں میرے پاس حضرت عیسیٰ ؑ کی املاء شدہ اور ہمارے جد امجد کے ہاتھ سے لکھی ہوئی موجود ہیں۔ ان کتابوں میں وہ تمام باتیں ذکر ہیں کہ جو لوگوں سے سرزد ہوں گی۔ وہاں جناب مسیح ؑ کے بعد آنے والے بادشاہ کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔

نیز ان کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ خداوند متعال عرب میں حضرت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ ؑ کی نسل سے ایک ہستی کو تہامہ نامی قریہ میں مبعوث کرے گا۔ یہ ایک قریہ ہے جس کا نام مکہ ہے۔ اس ہستی کو احمد کہا جائے گا اور اس کے بارہ اسماء ہوں گے۔ اس کے علاوہ ان کتابوں میں اس ہستی ﷺ کی بعثت، ولادت اور ہجرت، اس کے مقابل صف آراء ہونے والوں، اس کی مدد کرنے والوں، اس کے حالات زندگی اور نزول عیسیٰ تک اس کی امت کو پیش آنے والے تمام واقعات کا ذکر ہے۔

اس کتاب میں اولاد اسماعیلؑ سے ہونے والے ان تیرہ افراد کا ذکر آیا ہے کہ جو خدا کی تمام مخلوق سے افضل اور سب سے زیادہ اس کے محبوب ہیں۔ خدا اس کا دوست ہے جو ان کا دوست ہے، اور اس کا دشمن ہے جو ان کا دشمن ہے جس نے ان کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔ ان کی اطاعت خدا کی اطاعت اور ان کی معصیت خدا کی معصیت ہے۔ ان کے اسماء وانساب اور اوصاف وکمالات کے بارے میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ ان میں سے کوئی کتنا عرصہ دنیا میں گزارے گا؟ وہ کیسے بعد دیگرے آئیں گے، اسی طرح یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ان میں کون اپنا دین پوشیدہ رکھے گا اور اپنی قوم پر ظاہر نہ کرے گا اور کون وہ ہے کہ جو اپنا دین ظاہر کرے گا اور لوگ ان کے آگے سرنگوں ہوں گے؟ یہاں تک کہ ان میں سے آخری فرد کے پاس حضرت عیسیٰ ؑ نازل ہوں گے اور اس کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے اُس وقت فرزند مریمؑ کہیں گے:

"آپ (آل محمدؐ) امام ہیں اور کسی کو حق نہیں کہ وہ آپؑ کے آگے کھڑا ہو۔"

چنانچہ وہ آگے بڑھ کر نماز ادا کریں گے اور دوسرے لوگ بمع فرزند مریمؑ کے ان کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہوں گے۔

اُن تیرہ افراد میں سب سے پہلے، سب سے افضل و برتر، جسے ان (باقی بارہ ہستیوں) اور ان کے تمام اطاعت گزاروں اور ان کے وسیلے سے ہدایت پانے والوں کے جیسا اجر عطا کیا جائے گا۔ اور وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے اسماء یہ ہیں: محمد، عبداللہ یس، الفتاح، الخاتم، الحاشر، العاقب، الماحی، القائد، نبی اللہ، صفی اللہ اور حبیب اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

جہاں جہاں خدا کا ذکر ہوگا ساتھ ان کا بھی ہوگا وہ خدا کے یہاں اس کی ساری مخلوق سے زیادہ عزت کے حامل اور محبوب ہیں خدا نے کسی مکرم فرشتے یا فرستادہ پیغمبر کو خلق نہیں کیا کہ جو اس کے دربار میں ان کی نسبت زیادہ فضیلت والا اور محبوب ہو۔ چاہے وہ حضرت آدمؑ ہوں یا کوئی دوسرا پیغمبرؑ۔ روز قیامت خدا انہیں اپنے عرش پر بٹھائے گا اور وہ جس کی سفارش کریں گے، خدا ان کی شفاعت کو قبول کرے گا۔

لوح محفوظ پر قلم اُن کے نام محمد رسول اللہ ﷺ اور حشر اکبر کے دن لواء الحمد اُٹھانے والے ان کے بھائی حضرت علی ابن ابی طالب ؑ کے نام کے ساتھ حرکت میں آئی جو ان کے وصی، وزیر، ان کی اُمت میں خلیفہ اور خدا کی نظر میں ان کے بعد سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ جو اپنی والدہ اور والد دونوں کے لحاظ سے ان کے چچازاد اور ان کے بعد ہر مومن کے ولی ہیں پھر وہ گیارہ ہستیاں نگاہ قدرت میں معزز و مکرم ہیں جو ان دونوں کی نسل سے ہیں۔ ان میں پہلے دو ہیں جو جناب ہارون ؑ کے بیٹوں شبر و شبیر کے ہم نام ہیں۔ اور نو دوسرے ہیں جو ان دونوں میں سے چھوٹے (شبیرؑ) کی نسل سے ہیں۔۔۔

https://downloadshiabooks.com/

کے بعد دیگرے آئیں گے اور ان میں سب سے آخری وہ ہوں گے جن کی اقتداء میں حضرت عیسیٰ ابن مریم "نماز" ادا کریں گے۔

(سلیم کی کتاب میں یہاں سے آگے بھی ہے، ہم اس میں سے صرف ضرورت کی مقدار نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے)

(کتاب سلیم: [illegible]، اثبات الہداۃ: [illegible]، بحار الانوار: [illegible])

حدیث بیان کرنے والوں کی چار قسمیں

(حدیث: ۱۰)

سلیم بن قیس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے مولا امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کی: میں نے جناب سلمان، مقداد اور ابوذر علیہم السلام سے قرآن کی تفسیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ ایسی احادیث سنی ہیں جو لوگوں میں مشہور و رائج تفسیر و احادیث سے مختلف تھیں۔ میں نے چاہا کہ انہیں آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ ان کے بیان کی تصدیق ہو جائے۔ میں نے لوگوں کو دیکھا ہے وہ قرآن کی بیشتر تفسیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ وہ سب باطل ہیں۔ اس بارے آپ کیا کہتے ہیں، کیا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں اور قرآن کی تفسیر اپنی آراء سے کرتے ہیں؟ (یا اس امر میں وہ معذور ہیں۔)

اس پر مولائے کائنات میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تو نے سوال کیا ہے تو میرا جواب اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو۔

لوگوں کے ہاتھوں میں حق بھی ہے اور باطل بھی، سچ بھی ہے اور جھوٹ بھی، ناسخ بھی ہے اور منسوخ بھی، عام بھی ہے اور خاص بھی، محکم بھی ہے اور متشابہ بھی، یاد کیا ہوا بھی ہے اور وہم بھی۔ جہاں تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولے جانے کا بیان

ہے تو پیغمبر اکرم کے دور میں بھی اور حتی کہ انہوں نے لوگوں کو خطاب کیا اور ارشاد فرمایا:

ایها الناس قد كثرت علی الكذابة، فمن كذب علی متعمدا فليتبوأ مقعده من النار

"اے لوگو! مجھ پر جھوٹ بولنے والے بہت زیادہ ہو گئے ہیں، تو جس شخص نے بھی میری طرف جھوٹی بات منسوب کر دے اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے۔"

لیکن اس کے بعد بھی ان پر جھوٹ بولا گیا۔ جو بھی تمہارے پاس کوئی حدیث لے کر آئے وہ ان چار اقسام میں سے کسی ایک قسم کا فرد ہو گا (اس کی الگ کوئی پانچویں قسم نہیں)

۱) وہ منافق ہو گا۔ ایمان ظاہر کرنے والا، زبان سے تصنع اور بناوٹ کے طور پر اسلام کی سمت لگنے والا، خود کو گناہگار نہ سمجھنے والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولنے سے حرج کے ساتھ اجتناب کرنے والا ظاہر کرے گا۔ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص منافق ہے اور جھوٹ کہہ رہا ہے تو وہ اس کی بیان کردہ حدیث کو قبول نہ کریں اور نہ اس کی تصدیق کریں لیکن وہ (لوگ) جواب دیتے ہیں کہ وہ (اس کے سبب لوگ حسن ظن سے کام لیتے ہوئے) کہتے ہیں: اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف ملا ہے۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور ان سے احادیث سنی ہیں۔

چنانچہ وہ اس کی بات کو قبول کر لیتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اس کے حال کی خبر نہیں ہوتی۔ اور خداوند عالم نے تو بڑے واضح الفاظ میں تم لوگوں کو منافقین کی عادات و صفات کے بارے میں بتایا، جیسے وہ فرماتا ہے:

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ

"اور جب آپ انہیں دیکھیں گے تو ان کے جسم بہت اچھے لگیں گے اور بات کریں گے تو اس طرح کہ آپ سنتے رہیں۔" (المنافقون: ۴)

https://downloadshiabooks.com/

یہ منافق لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد زندہ رہے اور اپنے جھوٹ اور دروغ گوئی اور بہتان بازی کے سبب ائمہ ضلال اور داعیان جہنم کے مقرب بارگاہ ٹھہرے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان منافقوں کو سرکاری عہدوں پر فائز کر کے لوگوں کی گردنوں پر مسلط کیا اور ان کے ذریعے دنیا کو مال و دولت جمع کیا۔ اور یہ تو ایک مسلم حقیقت ہے کہ لوگ ہمیشہ اپنے بادشاہوں اور دنیا کے ساتھ ہوتے ہیں۔ سوائے ان چند افراد کے جنہیں خدا اس سے بچائے۔ تو یہ ان چار اقسام میں سے ایک ہے۔

۲۔ وہ شخص جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بات سنی تو ہے لیکن اسے پوری طرح یاد نہیں کر سکا اس نے کچھ سنا۔ سو وہ اس بات میں وہم کا شکار ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمداً جھوٹ نہیں بولتا۔ یہی بات اور روایت اس کے پاس ہوتی ہے وہ اس کا قائل ہوتا ہے اس پر عمل کرتا ہے اور اسے آگے بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ اس روایت میں وہم کا شکار ہے تو اس کی روایت قبول نہ کریں۔ اور اگر خود اسے بھی معلوم ہو جائے کہ وہ اس حدیث میں وہم کر رہا ہے تو وہ اسے چھوڑ دے۔

۳۔ وہ شخص جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز سنی جس کا آپ نے حکم دیا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع کر دیا۔ لیکن اسے ممانعت کا علم نہ ہو سکا۔ یا اس نے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز سے منع فرما رہے ہیں۔ لیکن بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اور اسے اس حکم کی خبر نہ ہو سکی۔ اس طرح وہ منسوخ کو یاد رکھتا ہے اور اسے ناسخ یاد نہیں ہوتا۔ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ یہ منسوخ ہو چکا ہے تو وہ اسے ترک کر دے۔ جیسے اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص جو بیان کر رہا ہے وہ منسوخ ہو چکا ہے تو وہ اسے چھوڑ دیں۔

۴۔ وہ شخص جو جھوٹ سے نفرت، خدا کے خوف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے پیش نظر خدا اور رسول پر جھوٹ نہ بولتا ہو اور نہ اسے بھول نسیان کا عارضہ ہو۔ بلکہ وہ حدیث کو

پوری طرح یاد رکھتا ہے اور جیسے سنتا ہے ویسے ہی آگے بیان کر دیتا ہے۔ نہ کمی کرتا ہے اور نہ اضافہ۔ وہ ناسخ و منسوخ کو یاد رکھتا ہے۔ اور ناسخ پر عمل کر کے منسوخ کو چھوڑ دیتا ہے۔ بے شک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر و نہی کی مثال قرآن جیسی ہے۔ اس میں بھی ناسخ و منسوخ، خاص و عام، محکم و متشابہ تمام اقسام پائی جاتی ہیں۔ اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی دو دو صورتیں ہوتی ہیں۔ یعنی وہ قرآن کی مانند عام بھی ہوتا ہے اور خاص بھی۔ اسی وجہ سے خلاق عالم اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

"اور جو کچھ بھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دے دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کر دے اس سے رک جاؤ۔" (سورۃ الحشر: ۷)

الغرض رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام تو وہ بھی سن لیتا ہے کہ جسے یہ سمجھ نہیں ہوتی کہ یہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا کیا چاہتے ہیں اور اس سے خدا کی مشیت کیا ہے؟!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ ایسے نہ تھے کہ وہ آپؐ سے سوال کرتے اور آپؐ کا جواب سن کر اسے اچھی طرح سمجھ لیتے۔ کیونکہ ان میں ایسے افراد بھی تھے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی سوال تو کر دیتے مگر اس کا جواب سمجھنے کی زحمت نہ کرتے۔ حتی کہ بعض تو اس بات کو پسند کرتے کہ کوئی بدو یا کوئی اور آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرے اور وہ بھی سن لیں۔ جب کہ میں نے دن اور رات کا ایک ایک حصہ مخصوص کیا ہوا تھا جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاتا تو وہ مجھے علیحدگی میں لے جاتے۔ پھر میں نے ان سے جس چیز کے متعلق چاہتا، سوال کرتا۔ اصحاب رسول اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے میرے کسی کے ساتھ اتنا وقت نہیں گزارتے تھے زیادہ تر یہ [illegible] نشست میرے گھر میں ہی ہوتی۔ اس کے علاوہ بھی

https://downloadshiabooks.com/

میں میرے یہاں تشریف فرما ہوتے۔ جب میں آنحضرت ﷺ کے بیت الشرف میں جاتا تو آپؐ مجھے دوسروں سے الگ بٹھاتے اور اپنی عورتوں کو میرے پاس سے اٹھا دیتے۔ چنانچہ اس دوران کوئی دوسرا ہمارے ساتھ نہ ہوتا۔

مگر آپؐ میرے ساتھ خلوت کے لیے ہمارے گھر تشریف لاتے تو جناب سیدہؑ یا میرے بچوں میں سے کسی کو بھی نہ اٹھاتے۔ (بلکہ میرے ساتھ علمی گفتگو میں انہیں بھی شریک کرتے۔) جب میں سوال کرتا تو آپؐ جواب دیتے اور جب میں خاموش ہو جاتا اور میرے سوالات ختم ہو جاتے تو آپ خود سے بیان فرمانے لگتے۔ رسول اللہ ﷺ نے خدا سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے یاد رکھنے اور سمجھنے کی قوت عطا کرے۔ تو آپ ﷺ کی دعا سے مجھے کبھی کوئی چیز نہ بھولی۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! جب سے آپؐ نے دعا فرمائی ہے مجھے آپؐ کی تعلیم کردہ اور املاء کرائی ہوئی چیزوں میں سے کوئی چیز نہیں بھولی۔ آپ ﷺ مجھے یہ چیزیں لکھنے کا کیوں کہتے ہیں، کیا آپ ﷺ کو یہ اندیشہ تو نہیں کہ میں کچھ بھول جاؤں گا؟

اس کے جواب میں رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جانِ برادر! مجھے آپؑ کے بارے میں بھول جانے یا جہالت کا کوئی اندیشہ نہیں۔ کیونکہ خداوند عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ اس نے آپؑ اور اس اَمرِ امامت میں آپ کے شرکاء کے حق میں میری دعا قبول کر لی ہے۔ لکھنے کا حکم صرف اس لیے ہے تاکہ یہ علم ان (بعد میں آنے والے آئمہؑ) تک بھی پہنچ جائے۔

میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس امر میں میرے شریک کون ہیں؟

فرمایا: وہ جن کی اطاعت کو خدا نے اپنی اطاعت کے ساتھ ملایا ہے۔

جیسا کہ وہ ارشاد فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

"ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں۔" (سورۃ نساء: ۵۹)

تو اگر تمہیں کسی چیز میں تنازع کا خوف ہو تو اسے خدا اور رسول اور اولی الامر کی طرف لوٹاؤ (اور اس کا فیصلہ ان سے کراؤ)۔ [1]

میں نے عرض کی: یا رسول اللہؐ! اولی الامر کون ہیں؟

فرمایا: اُولی الامر اوصیاءؑ ہی ہیں یہاں تک کہ وہ حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں۔ وہ سب ہدایت کرنے اور ہدایت یافتہ ہیں۔ اگر کوئی ان کا ساتھ چھوڑ دے تو اس سے ان کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ قرآن کے ساتھ اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔ وہ اسے چھوڑتے ہیں نہ وہ ان سے جدا ہوتا ہے۔ انہی کے طفیل میری اُمت کی مدد کی جاتی ہے اور ان پر بارانِ رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ انکی مستجاب ہونے والی دُعاؤں کے سبب لوگوں کی پریشانیوں اور مشکلات کو دور کرتا ہے۔

میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ان کے اسماء کیا ہیں؟

فرمایا: اس پر رسالت مآب ﷺ نے اپنا دستِ رحمت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے سرِ مبارک پر رکھا اور فرمایا: ایک یہ میرا بیٹا۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ امام حسین علیہ السلام کے سرِ اقدس پر رکھا اور فرمایا: حسنؑ کے بعد میرا یہ بیٹا وصی ہوگا۔ پھر اس کا ایک بیٹا ہوگا جو علی علیہ السلام آپ کا ہم نام ہوگا۔ پھر اس کا ایک بیٹا جسے محمد بن علی علیہ السلام کہا جائے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ امام

---

[1] ممکن ہے یہاں کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ اس آیت میں تو خدا و رسول ﷺ کی رجوع کرنے کا حکم ہے تو مولا علیؑ نے ان کے ساتھ اولی الامر کی طرف رجوع کرنا کہاں سے اخذ کر لیا تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ اولاً تو مولا علیؑ بزبانِ رسول حق اور قرآن کے ساتھ ہیں۔ لہٰذا ان کے کسی فرمان پر انگلی اٹھانا اپنے ایمان کو ضائع کرنے کے مترادف ہے، اور ثانیاً یہ کہ اسی سورۃ کی آیت ۸۳ میں اولی الامر کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اولی الامر سے مراد آلِ محمدؑ ہی ہیں۔ کوئی اور نہیں۔ واللہ ...

https://downloadshiabooks.com/

حسین ؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کچھ عرصے بعد محمد بن علی ؑ آپ کی نسل میں پیدا ہوگا۔ آپ اسے میرا سلام کہہ دیجیے گا۔ اس کے بعد تم بارہ آئمہ کی تکمیل کر لو گے۔

میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ان کے بھی نام بتا دیجیے تو آپ نے ایک ایک کر کے مجھے تمام آئمہ کے نام بتا دیے۔

یہاں امیر المومنین ؑ نے راوی کو مخاطب کر کے فرمایا: اے بنی ہلال کے سردار! اللہ کی قسم! ان بارہ آئمہ میں اس امت کا مہدی بھی ہے۔ وہ کہ جو زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

﴿حدیث: ۱۱﴾

سلیم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مولا امیر المومنین ؑ نے طلحہ کو مخاطب کر کے کہا: اے طلحہ! کیا تو اس وقت موجود نہیں تھا کہ جب رسول خدا ﷺ نے ہم سے کہا کہ کوئی بازو کی ہڈی لا کر دو تا کہ اس میں وہ تحریر لکھ دیں کہ جس کے بعد امت کے افراد گمراہی سے بچے رہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف نہ کریں اس وقت تیرے ساتھی نے کہا:

معاذ اللہ! رسول خدا ﷺ کو ہذیان ہو گیا ہے۔

اس پر رسول خدا ﷺ غضبناک ہو گئے اور وہ تحریر نہ لکھی؟! [1]

طلحہ نے کہا: ہاں، کیوں نہیں۔ اس وقت میں وہاں موجود تھا۔

مولاؑ نے فرمایا: جب تم لوگ وہاں سے چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے

---

[1] ممکن ہے کسی شخص کو یہ اشتباہ ہو یہاں بازو کی ہڈی کا کیا مطلب ہے۔ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اس زمانے میں جن چیزوں پر لکھا جاتا تھا ان میں کاغذ کے علاوہ درختوں کے پتے، ٹہنیاں، ان کی چھال اور حلال گوشت حیوانات کی ہڈیاں بھی استعمال کی جاتی تھیں۔ اور بازو کی ہڈی کافی چوڑی ہوتی ہے اور اس پر جو تحریر ہوتی ہے اس کے باقی رہنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ واللہ العالم (از مترجم)

بتایا کہ آپؐ کیا لکھنا چاہتے تھے اور لوگوں کو اس پر گواہ بنانا چاہتے تھے۔ آپؐ نے مجھے بتایا کہ جبرائیل امینؑ ان کے پاس یہ خبر لے کر آئے ہیں کہ عنقریب آپ کی امت اختلاف کا شکار ہوگی اور تفرقہ میں پڑ جائے گی۔ پھر رسول خدا ﷺ نے ایک کاغذ منگوایا اور وہ تحریر مجھے املا کرا دی جو آپؐ بازو کی ہڈی پر لکھنا چاہتے تھے۔ رسالت مآب ﷺ نے اس پر تین افراد جناب سلمان، ابوذر اور مقداد ؓ کو گواہ بنایا اور پھر ان آئمہ ہدیٰ کے اسماء تحریر کیے کہ جن کی اطاعت کا خدا نے قیامت تک حکم دیا ہے۔ آپؐ نے ان میں سر فہرست میرا نام لکھا، پھر میرے اس بیٹے حسن کا، پھر میرے اس بیٹے حسین کا، اور اس کے بعد اولاد حسین علیہ السلام میں سے ہونے والے 9 آئمہ طاہرینؑ کے نام لکھے۔

پھر مولا امیر ؑ نے جناب ابوذر اور جناب مقداد ؓ کو مخاطب کر کے کہا: بتاؤ، کیا میں سچ کہہ رہا ہوں؟ ان دونوں نے جواب دیا:

ہم رسول اللہ ﷺ کے متعلق اس بیان کی گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے اسی طرح ارشاد فرمایا تھا۔

یہ سن کر طلحہ نے بھی خود ساختہ کہہ دیا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ آپؐ جناب ابوذرؓ کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے کہ زمین نے کسی شخص کا بوجھ اٹھایا نہ آسمان نے کسی پر سایہ کیا کہ جو ابوذرؓ سے زیادہ صادق اللہجہ اور اپنی قسم کو پورا کرنے والا ہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ دونوں حق بات کی ہی گواہی دے سکتے ہیں۔ اور جہاں تک آپ کی بات ہے تو میری نظر میں آپ دونوں سے زیادہ سچے اور اپنی قسم کو پورا کرنے والے کوئی نہیں۔ (یہ حدیث مہاجرین و انصار کے مفاخرات پر مشتمل ہے اور کافی طویل ہے۔ ہم نے اس کا صرف وہی حصہ نقل کیا ہے جو ہمارے موضوع سے تعلق رکھتا تھا۔) (بحار الانوار: ۳۶ ص ۲۷۷، عوالم العلوم: ۳ ص ۲۱۰)

https://downloadshiabooks.com/

﴿حدیث: ۱۲﴾

سلیم بن قیس سے روایت ہے کہ مولا امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

ایک دن میں ایک شخص کے پاس سے گزرا تو اُس نے مجھے میرے نام سے بلایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرتے ہوئے کہا:

محمدؐ کی مثال اُس کھجور کی سی ہے جو گندگی پر اُگتی ہے۔ (معاذ اللہ)

چنانچہ میں فوراً رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ کو اُس کی گستاخی کے بارے میں بتایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت غضب ناک ہوئے اور اُسی حالت میں منبر پر تشریف لے گئے جب انصار نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصے کی حالت میں دیکھا تو فوراً اپنے گھروں سے اپنے جنگی ہتھیار اُٹھالائے۔ منبر پر جا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خطاب کیا: ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ میرے قرابت داروں پر طعن کرتے ہیں۔

حالانکہ وہ میری زبان سے سن چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کیسے کیسے فضائل عطا کیے ہیں، اور کس طرح انہیں خصوصیت کے ساتھ ہر قسم کی ناپاکی سے دُور رکھا اور کمال طہارت پر فائز کیا؟ وہ لوگ یہ بھی سن چکے ہیں کہ میں نے اپنے اہل بیتؑ اور وصی کی شان میں کیا کیا ارشاد فرمایا اور خدا نے انہیں کیسے کیسے فضائل و کمالات سے آراستہ کیا اور انہیں اسلام کی طرف سبقت، اس میں آزمائش اور مجھ سے قرابت عطا کی۔ اور یہ کہ انہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو جناب ہارونؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی۔ لیکن اس سب کے باوجود ایک شخص میرے اہل بیتؑ کے پاس سے گزرتا ہے تو یہ کہنے لگتا ہے میرے اہل بیتؑ میں میری مثال اس کھجور کی سی ہے جو گندگی پر پروان چڑھتی ہے (خاک بدہن قائل)

سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو خلق کیا تو ان کے دو فرقے بنائے اور مجھے اُن سے افضل فرقے میں قرار دیا۔ پھر اُس نے اس فرقے کو تین قبیلوں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں سب

سے افضل قوم و قبیلے کا فرد بنایا۔ پھر اس نے اپنی مخلوق کے گھر بنائے اور مجھے ان میں سب سے افضل گھر میں قرار دیا۔ یہاں تک کہ تمام اچھائیاں میرے اہل بیتؑ و عترت کے افراد میں، مجھ میں اور میرے بھائی علیؑ میں سمٹ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام زمین والوں کی طرف نظر کی تو ان میں سے مجھے منتخب کیا۔ پھر ایک بار اور نظر کی تو میرے بھائی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو منتخب کیا۔ وہ میرے وزیر، وارث، وصی، میری اُمت میں خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔

جس نے انہیں اپنا ولی بنایا اس نے خدا کو ولی بنایا۔ جس نے ان کے ساتھ دشمنی کی اس نے خدا کے ساتھ دشمنی کی۔ جس نے ان سے محبت کی اُس نے خدا سے محبت کی۔ جس نے ان سے بغض رکھا اُس نے خدا سے بغض رکھا۔ ان سے فقط وہی شخص محبت کرے گا جو مومن ہوگا۔ اور وہی شخص ان سے بغض رکھے گا جو کافر ہوگا۔ میرے بعد وہی زمین کے قائم و ساکن کا سبب ہیں۔ وہی کلمۂ تقویٰ اور عروۃ الوثقیٰ ہیں۔ [لوگ تو یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نُور کو پھونکوں سے خاموش کر دیں، لیکن خدا یہی چاہتا ہے کہ اپنے نور کو تمام کرے۔] [1] اس فرمان الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ دشمنانِ خدا میرے بھائی کے نُور کو بجھانا چاہتے ہیں، مگر خدا کا ارادہ یہ ہے کہ وہ ان کے نُور کو بجھنے نہ دی۔

اے لوگو! تم میں جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ اسے ان تک پہنچا دیں جو ابھی یہاں نہیں ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: اے اللہ! ان پر گواہ رہنا

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف ایک تیسری نظر کی تو میرے اہل بیتؑ کو منتخب کیا۔ وہ میری اُمت کے سب سے بہترین افراد ہیں۔ وہ گیارہ امام ہیں جو میرے بعد ایک کے بعد ایک ترتیب وار آئیں گے۔ جب بھی ان میں سے کوئی دُنیا سے جائے تو اُس کی جگہ دوسرا آجائے گا۔ میرے اہل بیتؑ میں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ستاروں کی آسمان میں ہے۔

[1] يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ (التوبہ)

https://downloadshiabooks.com/

تو جب بھی کوئی ستارہ غروب ہوتا ہے تو اُس کی جگہ دوسرا روشن ہو جاتا ہے۔ بے شک وہ آئمہ ہدیٰ ہیں اور انہیں میری طرف سے ہدایت کا منصب دیا گیا ہے۔ جو ان کے ساتھ کوئی چال چلے یا ان کا ساتھ چھوڑے تو اس سے ان کا کچھ نہیں جاتا۔ بلکہ وہ ان کا کیا خود انہی پر آتا ہے۔ وہ زمین میں خدا کی حجت، اور اس کی مخلوق پر شاہد ہیں۔ جس نے ان کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی، جس نے ان کی معصیت کی اُس نے خدا کی معصیت کی۔ وہ قرآن کے ساتھ اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔ وہ اُن سے جدا نہیں ہوتا اور وہ اس سے جدا نہیں ہوتے۔ حتیٰ کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آ جائیں۔ ان آئمہ میں سب سے پہلے میرے بھائی علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ وہ ان میں سب سے افضل ہیں۔ ان کے بعد میرے بیٹے حسن مجتبیٰ علیہ السلام، پھر میرے بیٹے حسین علیہ السلام اور پھر ان کی نسل سے نو افراد ہیں۔ (صلوات اللہ علیہم اجمعین)۔ (یہ حدیث اس سے آگے بھی ہے، لیکن ہم اس سے فقط اتنے پر ہی اکتفا کیا جو ہمارے موضوع سے متعلق تھا۔) (بحار:۳۶/۲۷۸؛ عوالم العلوم:۳/۲۰۹)

(حدیث:۱۳)

حضرت مفضل بن عمرؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: اس فرمانِ الٰہی: بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾ کا کیا معنی ہے؟

تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینے بنائے، رات و دن کی بارہ بارہ ساعتیں اور ہم آلِ محمدؐ میں بارہ محدث بنائے اور امیر المومنین ان ساعات میں سے ایک ہیں۔ (جس کی تکذیب کرنے والے کے لیے جہنم کا عذاب تیار ہے۔)

(تفسیر البرہان:۳/۱۵۷؛ ینابیع:۱۵۳؛ بحار:۳۶/۳۹۸؛ عوالم العلوم:۳/۲۷۲)

(حدیث:۱۴)

حضرت ابوبصیرؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ نے فرمایا کہ ہم میں بارہ محدث ہیں۔[1]

(بحار الانوار:۳۶/۳۹۹؛ عوالم:۳/۲۷۲)

(حدیث:۱۵)

ابوسائب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: رات و دن کی بارہ ساعتیں ہیں، مہینوں کی تعداد بارہ ہے، امام بارہ ہیں اور نقباء کی تعداد بھی بارہ ہے۔ اور ہمارے بابا علی ابن ابی طالب علیہ السلام بارہ ساعتوں میں سے ایک ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے:

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾

(مصدر سابق)

(حدیث:۱۶)

دو سندوں کے ساتھ زید شحام سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکار صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ میں سے کون افضل ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: ہمارے اوّل کی فضیلت آخر کے ساتھ ملحق ہوتی ہے اور آخر کی اول کے ساتھ۔ اس طرح ہم سب کی فضیلت ایک جیسی ہے۔

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کی: قربان جاؤں! تھوڑی اور وضاحت کیجیے۔ میں نے طلبِ حق کی نیت سے آپؑ سے سوال کیا ہے۔

اس پر امامؑ نے فرمایا: ہم ایک شجرہ سے ہیں اور خدا نے ہمیں ایک ہی طینت سے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا ہماری فضیلت و علم از جانب خدا ہے۔

[1] اخبار معصومینؑ میں وارد ہوا ہے کہ محدث اسے کہتے ہیں جس کے پاس فرشتے آئیں اور اس کے ساتھ ہم کلام ہوں۔ (از مترجم)

https://downloadshiabooks.com/

ہم مخلوق خدا پر اُس کے امین، اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے اور اس کے اور اس کی مخلوق کے درمیان پردہ ہیں۔

پھر امام نے مجھے مخاطب کر کے کہا:

اے زید! کیا اور وضاحت کی ضرورت ہے؟

میں نے عرض کی: جی ہاں!

تو امامؑ نے فرمایا: ہم سب کی خلقت ایک ہے، ہم سب کا علم ایک ہے، ہم سب کی فضیلت ایک جیسی ہے اور ہم سب خدائے عزوجل کی طرف سے ایک ہیں۔

میں نے کہا: مجھے اپنی تعداد کے بارے میں بھی بتائیں؟

فرمایا: ہم بارہ ہیں اور اپنی ابتدائے خلقت سے اسی طرح خدا کے عرش کے گرد رہے ہیں۔ ہمارا پہلا بھی محمد ہے، درمیان والا بھی محمد ہے اور آخری بھی محمد ہے۔

(بحار: ۳۶ ص ۳۹۹: عوالم العلوم: ۳ ص ۲۷۳)

(حدیث: ۱۷)

حضرت ابو حمزہ ثمالیؒ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں موجود تھا۔ جب امام کے پاس سے باقی لوگ اُٹھ گئے تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو حمزہؒ! خدا کے نزدیک ہمارے قائم عجل اللہ فرجہ الشریف کا قیام ایسا حتمی فیصلہ ہے کہ اس میں کوئی رد و بدل ممکن نہیں۔ جو میری اس بات میں شک کرے وہ کافر و منکر بن کر خدا سے ملاقات کرے گا۔ پھر فرمایا: میرے ماں باپ اس پر قربان! جو میرا ہم نام و ہم کنیت ہے اور میرے بعد ساتواں امامؑ ہے۔ میرے ماں باپ اس پر قربان! جو زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اے ابو حمزہؒ! جو ان سے ملے اور ان کے حکم کو تسلیم نہ کرے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے میرے نانا رسول خداؐ اور بابا علی مرتضیٰؑ کے حکم کو تسلیم نہ کیا۔ خدا نے ایسے

شخص پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ ظالموں کے لیے بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ (بحار: ۲۳ ر ۲۴۱؛ ۲۴ ص ۲۴۳: ۵۱ ر ۱۴۳: عوالم العلوم: ۳ ص ۲۶۷)

بحمد اللہ اس سے واضح ترین یہ فرمان الٰہی ہے: إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ (خدا کے نزدیک اس کی کتاب میں شہور کی تعداد بارہ ہے۔ یہ اس دن سے ہیں جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو خلق کیا۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ یہی محکم دین ہے۔ سو تم ان میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ سورۂ توبہ: ۳۶)

محرم، صفر اور سال کے دیگر مہینوں اور اسی طرح ان میں حرمت والے چار مہینوں (رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم) کی معرفت دین محکم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تمام یہودی، نصرانی، مجوسی اور دیگر ادیان و مذاہب کے لوگ اور اپنے و بیگانے سب ان کی معرفت رکھتے ہیں اور انہیں ان کے ناموں سے شمار کرتے ہیں۔ لہٰذا یہاں شہور سے مراد آئمہ طاہرینؑ ہیں جو دین خدا کی مضبوطی و استحکام کا ذریعہ ہیں۔ اور أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ سے مراد مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ ہیں جن کا نام خدا کے نام علی سے مشتق ہے۔ جس طرح رسول خداؐ کا نام اللہ کے نام محمود سے مشتق ہے۔

نیز اولادِ علیؑ میں وہ تین ائمہ بھی اس کا مصداق ہیں جن کے نام علی ہیں: امام علی زین العابدینؑ، امام علی رضاؑ اور امام علی نقیؑ۔ یہ نام خدا کے نام سے مشتق ہونے کی وجہ محترم ہے۔

وصلی اللہ علی محمد و آلہ المکرمین المحترمین بہ۔

(حدیث: ۱۸)

داؤد بن کثیر رقیؒ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں گیا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: داؤد! کیا وجہ ہے، بڑے دنوں کے بعد یہاں آئے ہو؟ میں نے عرض کی: مولا! مجھے کوفہ میں ایک کام پڑ گیا اس لیے آپؑ کے پاس حاضر نہ ہو سکا۔ امام نے کہا: بتاؤ! وہاں کے حالات کیسے ہیں؟ میں نے بتایا کہ میں نے

https://downloadshiabooks.com/

آپؑ کے چچا جناب زید علیہ السلام کو دیکھا وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور تلوار حمائل کی ہوئی تھی۔ وہ برسرِعام یہ دعویٰ کر رہے ہے:

سلونی سلونی قبل ان تفقدونی فبین جوانحی علم جم. قد عرفت الناسخ من المنسوخ و المثانی و القرآن العظیم وانی العلم بین الله بینکم

"پوچھو! پوچھو مجھ سے قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان نہ رہوں۔ میرے پہلوؤں میں علم کا سمندر ہے جو ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ناسخ کیا اور منسوخ کیا؟ میں جانتا ہوں کہ مثانی کیا اور قرآن عظیم کیا ہے؟ میں تمہارے اور خدا کے درمیان ایک نشانی ہوں۔"

یہ سن کر امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے داؤد! تو دوسری راہوں پہ چل پڑا ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے جناب سماعہ بن مہرانؓ سے کہا کہ کھجوروں کا طشت ادھر لے آؤ۔ جب کھجوروں کا طشت لے کر آئے تو امامؑ نے اس میں سے ایک کھجور اٹھا کر تناول کی اور اس کی گٹھلی نکال کر زمین میں دبائی تو وہ پھٹی اور اس سے کھجور کا ایک گھنا درخت پیدا ہو گیا۔ اس کی شاخیں نکل آئیں اور اس پر خوشے لگ گئے۔ امام علیہ السلام نے ایک خوشے کو توڑا اور اس کے بیچ میں سے سفید رنگ کی باریک سی تختی نکالی۔ اور اسے کھول کر مجھے دیا کہ اسے پڑھو۔ جب میں نے اسے دیکھا تو اس میں یہ دو سطریں لکھی ہوئی تھیں:

سطر اول:

لا اله الا الله محمد رسول الله

سطر ثانی:

ان عدة الشهور عند الله اثنا شهرا فی کتاب الله یوم خلق السموات و الارض منها اربعة حرم ذالك الدین القیم

امیر المومنین علی ابن ابی طالب، الحسن بن علی، الحسین بن علی، علی ابن الحسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسیٰ بن جعفر، علی بن موسیٰ، محمد بن علی، علی ابن محمد الحسن بن علی، الخلف الحجة

اس کے بعد امامؑ نے مجھ سے فرمایا:

اے داؤد! جانتے ہو یہ تحریر کب سے لکھی ہوئی ہے؟

میں نے عرض کی: اللہ، اس کے رسولؐ اور آپ اہل بیتؑ ہی بہتر جانتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔

(مقتضب الاثر: ۴۰، مناقب ابن شہر آشوب: ۱/۳۰۷، تاویل الآیات: ۱/۲۰۳، بحار الانوار: ۲۳/۳۶۶، ۲۴۳/۳۰۰، ۴۷/۱۳۱)

(حدیث: ۱۹)

زیاد القندی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے نور کا ایک گھر بنایا جس کے چار ستون بنائے اور ان پر یہ چار اسماء لکھے: تبارک، سبحان، والحمد اور اللہ۔ پھر اللہ نے ان چار سے چار اور نام خلق کیے اور ان چار سے مزید چار نام خلق کیے۔ پھر فرمایا: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا

(حدیث: ۲۰)

داؤد بن کثیر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: قربان جاؤں! آپ بتائیے کہ اس فرمان میں خدا کیا کہنا چاہتا ہے: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝﴾

یہ فرمان خدا نے اس روز صادر کیا تھا جب اس نے عالم میں تخلیق سے

https://downloadshiabooks.com/

جمانی ربوبیت لیا۔ یہ مخلوق کے پیدا کیے جانے سے دو ہزار سال پہلے کی بات ہے۔

داؤد کہتے ہیں: میں نے عرض کی: اس کی تھوڑی وضاحت کیجیے تو امام نے فرمایا: جب خدا نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے انہیں مٹی سے خلق کیا۔ پھر ان کے سامنے آگ روشن کی اور کہا: اس میں داخل ہو جاؤ تو سب سے پہلے جو لوگ اس آگ میں داخل ہوئے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنینؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اور دوسرے نو ائمہ تھے، جو باترتیب ایک ایک کر کے آئیں گے۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے ان کے شیعہ بھی اس آگ میں داخل ہو گئے۔ پس خدا کی قسم یہی لوگ سبقت کرنے والے ہیں۔

(مختصر البصائر: ۱۷۵، تاویل الآیات: ۲/ ۶۳۳، تفسیر البرہان: ۴/ ۲۷۵، بحار الانوار: ۲۵/ ۳۳۳، ۳۵/ ۲۰۱)

(حدیث: ۲۱)

داؤد کرخی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابھی میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام وہاں تشریف فرما ہوئے۔ وہ امام کا لڑکپن کا زمانہ تھا۔ میں نے اٹھ کر ان کو بوسہ دیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا، تو امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے کہا: اے ابو ابراہیم! میرے بعد یہ تم لوگوں کے امام ہوں گے۔ ان کے بارے میں کچھ لوگ ہلاکت میں پڑیں گے اور کچھ سعادت مند ہوں گے۔ خدا ان کے قاتل پر لعنت کرے اور اس کی روح کے عذاب میں بہت زیادہ اضافہ کرے۔ خداوند متعال ان کی صلب سے ایسی ہستی کو پیدا کرے گا جو اپنے زمانے میں سب سے افضل، اپنے جد کی ہم نام اور ان کے علم، احکام اور فیصلوں کی وارث ہو گی۔ وہ ہستی امامت کا معدن اور حکمت کی اساس ہو گی۔ انہیں بنی عباس کا ظالم و جابر حاکم شہید کرے گا۔ اور اس کی وجہ حسد ہو گی جو ان کے بعض معجزات دیکھنے کے بعد اس کے سینے میں جنم لے گا۔ لیکن خدا اپنے امر کو پورا کرے

گا، چاہے مشرکوں کو یہ بات اچھی نہ بھی لگے۔ ان کی صلب سے خدا اس امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کو پیدا کرے گا جو بارہ آئمہؑ کے عدد کو مکمل کرے گا۔ (خدا نے ان آئمہ کو اپنی کرامت کے ساتھ مخصوص کیا اور اپنے مقدس گھر میں سکونت عطا کی۔) وہ امام منتظر دیکھنے والوں میں ہوں گے۔ ان کے سامنے تلوار اٹھا کر جہاد کرنے والا ایسا ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تلوار اٹھا کر جہاد کر رہا ہو اور ان کا دفاع کر رہا ہو۔

ابھی امام کی گفتگو جاری تھی کہ بنی امیہ کے ہوا خواہوں میں سے ایک شخص آیا تو امام نے اپنے کلام کو روک دیا۔ اس کے بعد میں گیارہ مرتبہ امام عالی مقام علیہ السلام کی خدمت میں گیا تا کہ آپؑ نے اپنی جہاں چھوڑی تھی وہاں سے آگے بیان کریں۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ پھر جب دوسرے سال میں امام کے پاس گیا تو آپؑ بیٹھے ہوئے تھے۔ [1] آپؑ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: اے ابو ابراہیم! وہ (بارہویں امام) اپنے شیعوں سے مشکلات دور کرنے والے ہیں، جبکہ وہ اس وقت سخت تنگی، لمبی آزمائش، ظلم و جور (بروایت بحار بھوک) اور خوف و دہشت کا سامنا کر چکے ہوں گے۔ مبارک ہو اس شخص کو جسے وہ زمانہ نصیب ہو، اے ابو ابراہیم! تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

ابراہیم کرخی کہتے ہیں: میں اس حدیث سے بڑھ کر اور کوئی چیز لے کر واپس نہیں آیا جو میرے دل کو خوش اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے والی ہو۔

(بحار الانوار: ۳۶/ ۴۰۹، عوالم العلوم: ۳/ ۲۷۵)

[1] آئمہؑ کے ادوار میں جو اہل ایمان سفر حج پر جاتے تو وہ مدینہ میں اپنے وقت کے امام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے مسائل کا حل دریافت کرتے اور اپنی علمی تشنگی کا سامان کرتے۔ دور دراز علاقوں کے مومنین کو امام سے ملاقات کا یہ شرف ہر سال حج کے دنوں میں نصیب ہوتا۔ جیسا کہ اس روایت کے راوی کی صورت حال بھی ایسی ہی ...
(... مترجم)

https://downloadshiabooks.com/

﴿حدیث: ۲۲﴾

صادق آل محمدؑ نے اپنے بابا سرکار باقر العلومؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے حمران کو دیکھا تو آپؑ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ اور آپؑ نے فرمایا: اے حمران! لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کیسے غافل ہو گئے یا بھول گئے۔ یا لاپرواہی کی اور بالآخر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو بالکل ہی فراموش کر دیا جو آپؐ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بیماری کی حالت میں ارشاد فرمایا تھا۔

اس کا بیان اس طرح ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری کا سن کر آپؐ کی عیادت کے لیے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کر کے بیٹھ گئے حتی کہ آپؐ کے چاہنے والوں سے پورا گھر بھر گیا۔ پھر مولا علیؑ آئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا مگر لوگوں کے ہجوم کے باعث آپؐ کے پاس نہ پہنچ پائے اور نہ لوگوں نے آپؑ کو راستہ دیا۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ علی ابن ابی طالبؑ تشریف لائے ہیں مگر انہیں مجھ تک پہنچنے کے لیے راستہ نہیں مل رہا تو اپنا تکیہ اٹھا کر کہا: یا علی! ادھر میرے قریب آ جائیں۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولا کو اپنی طرف بلا رہے ہیں تو بعض نے بعض کو دھکیلا اور آپؑ کے لیے راستہ بنا دیا۔ چنانچہ آپؑ رسول خدا کے پاس پہنچے اور انہوں نے آپؑ کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور لوگوں سے اس طرح خطاب کیا:

ایها الناس! هذا انتم تفعلون باهل بیتی فی حیاتی ما اری. فکیف بعد وفاتی؟! والله! لا تقربون من اهل بیتی قربة الا قربتم من الله منزلة، و لا تباعدون عنهم خطوة وتعرضون عنهم الا اعرض الله عنکم. ثم قال: ایها الناس! اسمعوا ما اقول لکم. الا ان الرضا و الرضوان والجنة لمن احب علیا و تولاه. ائتم به و بفضله، و اوصیائی بعده. وحق علی ربی ان یستجیب لی فیهم. انهم اثنا عشر

وصیا. و من تبعه فانه منی. انی من ابراهیم و ابراهیم منی، و دینی دینه، و دینه دینی، و نسبتی نسبته، و نسبته نسبتی، و فضلی فضله، و انا افضل منه و لا فخر. یصدق قولی قول ربی: ﴿ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

"اے لوگو! میں دیکھ رہا ہوں کہ میری زندگی میں تو تم میرے اہل بیت کا بہت احترام کر رہے ہو، لیکن بتاؤ میرے دنیا سے جانے کے بعد ان کے ساتھ کس طرح سے پیش آؤ گے؟! اللہ کی قسم! تم میرے اہل بیت کے قریب نہ ہو گے مگر یہ کہ خدا کے بھی قریب ہو جاؤ گے۔ اور میرے اہل بیت سے کوئی قدم پیچھے نہ ہٹاؤ گے یا ان سے روگردانی نہ کرو گے مگر یہ کہ خدا تم سے اپنی رحمت روک لے گا۔

پھر فرمایا: اے لوگو! میری بات غور سے سنو! خدا کی رضا و خوشنودی اور جنت اس شخص کے لیے ہے جو علیؑ سے محبت و ولایت رکھے، انہیں اپنا امام مانے اور ان کی اور ان کے بعد میرے اوصیاء کی فضیلت و برتری کا اقرار کرے۔ میں حق رکھتا ہوں کہ خدا ان کے بارے میں میری دعا قبول کرے۔ وہ بارہ اوصیاء ہیں۔ جس نے علیؑ (اور دوسرے اوصیاء) کی اتباع کی وہ میری جماعت سے ہے۔ میں حضرت ابراہیمؑ سے ہوں اور حضرت ابراہیمؑ مجھ سے ہیں۔ میرا دین ان کا دین ہے اور ان کا دین میرا دین ہے۔ میری نسبت ان کی نسبت ہے اور ان کی نسبت میری نسبت ہے۔ میری فضیلت ان کی فضیلت ہے اور میں ان سے افضل ہوں۔ لیکن میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ میری بات کی تصدیق اس فرمان الٰہی سے ہوتی ہے: یہ ایک نسل ہے جس میں بعض کا تعلق بعض سے ہے اور اللہ خوب سننے والا اور علم والا ہے۔" (سورۂ آل عمران)

(بحار الانوار: ۳۶ / ۲۷۹ / ۲؛ عوالم العلوم: ۳ / ۲۳۳)

﴿حدیث: ۲۳﴾

اسحاق بن عمار سے روایت نقل ہوئی ہے وہ کہتے ہیں ...

https://downloadshiabooks.com/

داؤد بن عیسیٰ نے، ان کا بیان ہے کہ میں نے عیسیٰ بن موسیٰ سے پوچھا کہ تم نے کسے تابعین کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہنے لگا: مجھے تمہارے سوال کی پوری طرح سمجھ نہیں آئی کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ البتہ میں کوفہ میں تھا۔ وہاں میں نے جامع مسجد میں ایک شخص کو دیکھا جو محمد کے واسطے سے ایک روایت نقل کر رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے امیر المومنین کی زبان مبارک سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ رسول خدا ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

یا علی! آپ کے گیارہ بیٹے آئمہ برحق ہیں۔ وہ از جانب خدا ہدایت یافتہ اور معصوم ہیں۔ ان کے پہلے امام آپ اور آخری وہ ہیں کہ جو میرے ہم نام ہیں۔ وہ جس وقت خروج کریں گے تو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ ان کے پاس مال و دولت کے ڈھیر لگے ہوں گے۔ جب کوئی شخص ان سے مانگے گا تو وہ کہیں گے: جتنا چاہتے ہو خود ہی یہاں سے لے لو۔

(غیبت طوسی: ۹۵؛ اثبات الہداۃ ۱: ۲/۷۰ ۵۳، ۶۲۳؛ بحار الانوار ۳۶: ۲۵۹)

(حدیث: ۲۴)

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب معراج خدائے عزوجل نے میری طرف وحی کی اے محمد! زمین میں اپنے پیچھے کس کو چھوڑ کر آئے ہو؟ (حالانکہ خداوند عالم اسے خود بھی جانتا تھا)

میں نے عرض کی: اے پروردگار! اپنے بھائی کو۔

آواز قدرت آئی: اے محمدؐ! علی ابن ابی طالبؑ کو؟

میں نے کہا: ہاں، اے خدا!!

اس پر خداوند عالم نے فرمایا: اے محمدؐ! میں نے زمین پر ایک مرتبہ نگاہ ڈالی تو آپ کو منتخب کیا۔ لہٰذا جب تک آپ کا ذکر نہ کیا جائے میرا ذکر ہو ہی نہیں سکتا۔ سو میں محمود ہوں اور آپ محمد ہیں۔ پھر میں نے ایک دوسری مرتبہ زمین پر نگاہ ڈالی تو آپ کے بھائی علی ابن ابی طالب کو منتخب کیا اور انہیں آپ ﷺ کا وصی بنایا۔ اسی وجہ سے آپؑ سید

الانبیاء ہیں اور علی سید الاوصیاء ہیں۔ پھر میں نے اپنے اسماء میں سے ان کے لیے ایک نام مشتق کیا۔ چنانچہ میں اعلیٰ ہوں اور وہ علی ہیں۔

اے محمدؐ! میں نے علی، فاطمہ، حسن، حسین اور (باقی نو) ائمہ اطہار علیہم السلام کو ایک نور سے خلق کیا۔ پھر میں نے ان کی ولایت کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔ تو جس نے اسے قبول کیا وہ مقربین میں سے ہو گیا اور جس نے اس کا انکار کیا وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

اے محمدؐ! اگر کوئی شخص اس قدر میری عبادت کرے کہ اس کی زندگی کی سانسیں ختم ہو جائیں۔ لیکن وہ ان ذوات مقدسہ کی ولایت کے انکار کے ساتھ میرے پاس آئے تو میں اسے جہنم میں داخل کروں گا۔ پھر فرمایا: اے محمدؐ! کیا آپ انہیں دیکھنا چاہتے ہیں؟

میں نے کہا: ہاں۔

تو خدائے عزوجل نے فرمایا: تھوڑا آگے بڑھو۔

جب میں تھوڑا آگے گیا تو دیکھا کہ وہاں علی ابن ابی طالب، حسن بن علی، حسین بن علی، علی بن الحسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسیٰ بن جعفر، علی بن موسیٰ، محمد بن علی، علی بن محمد، حسن بن علی اور حجت قائم عجل اللہ فرجہ موجود ہیں۔ قائم آل محمد ان آئمہ کے درمیان روشن ستارے کی مانند چمک رہے تھے۔

میں نے پوچھا: خدایا! یہ کون لوگ ہیں؟

آواز قدرت آئی: یہ آئمہ ہیں۔ ان کے درمیان یہ (جن کا نور بہت نمایاں ہے) قائم ہیں۔ یہ میرے حلال کو حلال اور میرے حرام کو حرام کرنے والے اور میرے دشمنوں سے انتقام لینے والے ہیں۔ اے محمدؐ! آپ اس سے محبت کریں۔ کیونکہ میں خود ان سے اور ان کو چاہنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔ (بحار ۳۶: ۲۸۰؛ عوالم ۳: ۳۵)

(حدیث: ۲۵)

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: امام حسین علیہ السلام کے بعد نو امام ہیں۔ جن میں نواں ان کے قائم ہیں۔ (الخصال: ۴۱۹؛ غیبت طوسی: ۹۷؛ مناقب

https://downloadshiabooks.com/

ابن شہر آشوب: ۱/ ۲۹۶؛ بحار: ۹۱/ ۳۴۲)

(حدیث: ۲۶)

اصول کافی میں شیخ کلینی نے اپنی اسناد کے ساتھ کرام سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے قسم کھائی کہ جب تک قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف قیام نہیں کرتے میں دن کے وقت کھانا نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ ایک دن میں امام صادق ؑ کے پاس گیا اور عرض کی: آپ کا ایک شیعہ ہے اس نے خدا کی قسم اٹھائی ہے کہ جب تک قائم آل محمد قیام نہیں کرتے وہ دن کے وقت کھانا نہیں کھائے گا؟

تو امام نے فرمایا: اے کرام! عیدین، ایام تشریق اور حالت سفر کے علاوہ باقی روزہ رکھو۔ جب امام حسین ؑ کو شہید کیا گیا تو آسمانوں، زمین اور ان پر موجود فرشتوں نے بہت گریہ کیا اور بارگاہ ایزدی میں عرض کی: پروردگار! اگر تو ہمیں اجازت دے تو ہم اس مخلوق کو ہلاک کر دیں، زمین کو الٹا کر انہیں ماریں اور انہیں ریزہ ریزہ کر دیں۔ کیونکہ انہوں نے تیری حرمت کا پاس نہیں رکھا اور تیرے برگزیدہ بندے کو قتل کیا۔ تو خدا نے ان کی طرف وحی کی: اے میرے ملائکہ، اے میرے آسمانو، اے میری زمین! تحمل سے کام لو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پردوں میں سے ایک پردہ ہٹایا تو انہوں نے دیکھا کہ اس کے پیچھے رسول اللہ ﷺ اور ان کے بارہ اوصیاء موجود ہیں۔ پھر رسول خدا ﷺ نے ان میں سے ایک ہستی کا ہاتھ پکڑا تو خدا نے تین مرتبہ کہا: میں اس ہستی کی مدد سے ان لوگوں سے انتقام لوں گا۔

یہ روایت اصول کافی کے علاوہ کتابوں میں موجود ہے اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: میں ان اوصیا کی مدد سے انتقام لوں گا، اگرچہ کچھ عرصے کے بعد ہی لوں۔

(اصول کافی: ۱/ ۴۶۳؛ ... من لا یحضرہ الفقیہ: ۲/ ۱۴۳؛ ح: ۱۹۲۵؛ الاستبصار: ۲/ ۹۷؛ تہذیب الاحکام: ۴/ ۱۸۳)

(حدیث: ۲۷)

سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار ؑ سے سنا، انہوں نے کہا: میں، امام حسن ؑ، امام حسین ؑ، عبداللہ بن عباسؓ، عمر بن ام سلمہؓ اور اسامہ بن زید معاویہ کے پاس موجود تھے اور ہمارے درمیان کچھ بحث و تکرار ہوئی تو میں نے معاویہ سے کہا: میں نے رسول خدا ﷺ کی زبان مبارک سے سنا، آپؐ نے ارشاد فرمایا: میں اہل ایمان کی جانوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں، پھر میرے بھائی علی بن ابی طالب ؑ مومنین کے جانوں پر ان سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ ان کی شہادت ہو جائے گی تو ان کے بیٹے حسن مجتبیٰ ؑ مومنوں کی جانوں کے ان سے زیادہ مختار ہوں گے۔ پھر میرا بیٹا حسین ؑ مومنوں کی جان میں تصرف کا خود ان سے زیادہ حق دار ہوگا۔ جب ان کی شہادت ہو جائے گی تو ان کے بیٹے علی بن الحسین ؑ ایمان والوں کی جان کے خود ان سے زیادہ مالک ہوں گے۔

(یہاں رسول خدا ﷺ نے مولا امیر المومنین کو مخاطب کر کے کہا: اے علی! آپ ان کا زمانہ دیکھیں گے۔) ان کے بعد ان کے بیٹے محمد بن علی ؑ مومنوں کی جان کے ان سے زیادہ مالک و مختار ہوں گے۔ (یہاں رسول خدا ﷺ نے امام حسینؑ کو مخاطب کیا اور فرمایا: یا حسینؑ! وہ آپ کی زندگی میں ہی دنیا میں آئیں گے۔) ان کے بعد اسی طرح بارہ امام مکمل ہوں گے جن میں سے نو امام حسین ؑ کی اولاد سے ہوں گے۔

اس کے بعد جناب عبداللہؓ نے کہا: اب میں تمہارے سامنے امام حسنؑ، امام حسینؑ، عبداللہ بن عباسؓ، عمر بن ام سلمہؓ اور اسامہ بن زید سے اس بات کی گواہی لیتا ہوں۔ انہوں نے بھی گواہی دی اور اس بات کی تصدیق کی۔

سلیم کہتے ہیں کہ یہ روایت میں نے حضرت سلمان فارسی، حضرت مقداد اور

https://downloadshiabooks.com/

حضرت ابوذر ؓ سے بھی سنی ہے۔ ان سب نے ذکر کیا کہ ہم نے یہ حدیث خود رسول خدا ﷺ کی زبان مبارک سے سنی ہے۔ (بحار الانوار: ۳۶/۲۳۱؛ عوالم: ۳/۱۰۱)

﴿حدیث: ۲۸﴾

محمد بن عبد اللہ بن جعفر الحمیری نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا: محمد بن عیسی بن عبید بن یقطین نے، انہوں نے نقل کیا نضر بن سوید سے، انہوں نے یحیی حلبی سے اور انہوں نے علی بن ابو حمزہ سے، وہ کہتے ہیں: میں جناب ابو بصیرؒ کے ساتھ تھا۔ ہمارے پاس امام محمد باقر ؑ کے ایک غلام بھی تھے۔ وہ کہتے ہیں: میں نے امامؑ کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے کہ ہم آل محمدؐ میں بارہ محدث ہیں۔ میری اولاد میں سے ساتویں قائم ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت ابو بصیرؒ اٹھے اور اس غلام کی طرف دیکھ کر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں مسلسل چالیس سال سے سرکار باقر ؑ کی زبان مبارک سے یہ حدیث سن رہا ہوں۔ (بحار: ۳۶/۲۹۵؛ عوالم: ۳/۱۰۱)

ابو الحسن شجاعی کہتے ہیں: یہ دو حدیثیں ابو عبد اللہ علیہ الرحمۃ نے بعد میں ذکر کیں۔ اور اس وقت ان کی کتاب لکھی جا چکی تھی۔

﴿حدیث: ۲۹﴾

رسول خدا نے پروردہ جناب عمر بن ابی سلمہ اور ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل ہوئی ہے، یہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر کی وفات ہوئی تو ہم اس کے جنازے میں شریک ہوئے۔ جس وقت ہم حضرت عمر کے پاس بیٹھے تھے اور لوگ ان کی بیعت کے لیے آرہے تھے تو وہاں مدینہ کے یہودیوں میں سے ایک جوان آیا۔ اس کا باپ مدینہ میں یہودیوں کا عالم اور ان کا مذہبی پیشوا تھا۔ وہ خود کو حضرت ہارون ؑ کی اولاد میں سے سمجھتے تھے۔ اس نے حضرت عمر کو سلام کیا اور کہا: اے امیر المومنین! آپ مسلمانوں

میں کون ایسا ہے جو کتاب وسنت کو سب سے بہتر طور پر سمجھتا ہے؟

حضرت عمر نے کہا: مولائے کائنات ؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا: یہ ہم سب سے زیادہ کتاب وسنت کا علم رکھتے ہیں۔

تو وہ مولائے امیر کائنات ؑ کے پاس آیا اور بولا: کیا واقعی آپؑ ان میں سب سے بڑے عالم ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! پوچھو، کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

اس جوان نے کہا: میں آپؑ سے تین چیزوں، پھر تین چیزوں اور پھر ایک چیز کے بارے میں سوال کروں گا۔

امامؑ نے فرمایا: یہ کیوں نہیں کہتے کہ میں نے سات چیزوں کے متعلق پوچھنا ہے؟

اس نے کہا: نہیں۔ میں پہلے آپؑ سے تین چیزوں کے متعلق سوال کروں گا اگر آپؑ نے ان کا جواب صحیح دیا تو میں تین مزید سوال کروں گا۔ اور اگر آپؑ نے ان تینوں کا بھی صحیح جواب دے دیا تو ایک اور سوال کروں گا۔ لیکن اگر آپؑ پہلے ہی تین سوالات میں الجھ گئے تو میں خاموش ہو جاؤں گا اور آگے کوئی سوال نہیں کروں گا۔

امامؑ نے فرمایا: اے یہودی! یہ بتا کہ اگر میں نے تجھے ان سوالات کے صحیح اور حق پر مبنی جوابات دے دیے تو تم جان لو گے کہ میں نے صحیح کہا یا غلط؟!

اس نے کہا: ہاں، کیوں نہیں۔

امامؑ نے فرمایا: اچھا مجھے خدا کی قسم دو کہ اگر میں نے سوالات کے ٹھیک ٹھیک جوابات دے دیے تو تم یہودی مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لو گے۔

اس نے کہا: ہاں! میں آپؑ کے سامنے خدا کی قسم اٹھاتا ہوں کہ اگر آپؑ نے میرے سوالات کے صحیح جوابات دے دیے تو میں کلمہ اسلام پڑھ لوں گا اور یہودی مذہب چھوڑ دوں گا۔

https://downloadshiabooks.com/

امام نے فرمایا: پوچھو، کیا سوال ہے تمہارا؟

اس نے کہا: مجھے بتایئے کہ زمین پر سب سے پہلے کون سا پتھر رکھا گیا، اس میں سب سے پہلے کون سا درخت اگا، اور اس میں سب سے پہلے کون سا چشمہ جاری ہوا؟

اس کے جواب میں وارث منبر سلونی نے ارشاد فرمایا: اے یہودی! تم یہودیوں کے بقول جو پتھر زمین پر سب سے پہلے رکھا گیا وہ وہ پتھر ہے جو بیت المقدس میں موجود ہے لیکن یہ جھوٹ ہے، بلکہ وہ پتھر حجر اسود ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اسے جنت سے لے کر آئے اور کعبے کے ایک رکن کے پاس رکھا۔ اہل ایمان اسے بوسہ دیتے ہیں تاکہ خدا کے عہد و میثاق کو پورا کرنے کی تجدید کریں اور اسے پورا کرنے میں پرعزم رہیں۔ پہلا درخت جو زمین پر اگا وہ تم لوگ کے مطابق زیتون ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ بلکہ وہ درخت عجوہ کھجور کا ہے۔ حضرت آدم اس درخت کو اس کی مادہ کے ہمراہ جنت سے لے کر آئے تھے۔ لہٰذا تمام اقسام کی کھجوروں کی اصل عجوہ ہے۔

رہی بات زمین پر سب سے پہلے پھوٹنے والے چشمے کی تو یہودیوں کی رائے ہے کہ یہ وہ چشمہ ہے جو ایک چٹان کے نیچے ہے۔ لیکن وہ یہاں بھی جھوٹے ہیں۔ بلکہ وہ چشمہ آب حیات کا ہے۔ جس میں مردے ڈالا جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ یہ وہی چشمہ ہے جس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھونی ہوئی مچھلی گم ہوئی تھی۔ کیونکہ جب اس مچھلی پر آب حیات کے قطرے پڑے تو اس میں جان آگئی اور اس نے سمندر کی راہ لی۔ پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کا ساتھی [1] اسے ڈھونڈنے گئے تو اُن کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی۔

امام کا جواب سن کر اس یہودی جوان نے کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نے بالکل حق اور سچ کہا ہے۔ یہ کتاب مجھے اپنے آباؤاجداد سے وراثت میں ملی ہے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی املاء شدہ اور حضرت ہارون علیہ السلام کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے۔ اس میں سات چیزیں لکھی ہوئی

[1] غالباً یہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون تھے۔ (از مترجم)

ہیں (جن کے بارے میں میں آپ سے سوال کر رہا ہوں۔) اللہ کی قسم! اگر آپ نے اسی طرح باقی سوالات کے جوابات ٹھیک دیئے تو میں اپنا مذہب چھوڑ کر آپ کے دین پر آجاؤں گا۔

مولاؑ نے فرمایا: پوچھو۔

اس نے کہا: مجھے بتائیں اس امت کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ائمہ ہدیٰ کتنے ہیں۔ جنہیں کسی کا ساتھ چھوڑ جانے جیسی رقابت نقصان نہیں پہنچا سکتی؟ یہ بتایئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنت میں کون سا مقام ہے؟ نیز بتائیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ان کے مقام میں کتنے افراد ہوں گے؟

مولاؑ نے جواب دیا: اس اُمت کے بارہ امام ہیں جنہیں خدا کی طرف منصب ہدایت دے کر بھیجا گیا۔ وہ سارے ہی ہادی و ہدایت یافتہ ہیں۔ کسی ساتھ چھوڑنا اور بے وفائی کرنا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام جنت عدن کے سب سے افضل و اشرف اور خدا کے نزدیک ترین ہے۔ رہا معاملہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ان کے درجے میں رہنے والے افراد کا تو وہ وہی بارہ امام ہیں جنہیں منصب ہدایت پہ فائز کیا گیا ہے۔

یہ جوابات سن کر یہودی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے حق اور سچ کہا۔ اللہ کی قسم! اگر آپ یونہی میرے اس آخری سوال کا بھی جواب دے دیں تو آپ کے ہاتھوں پہ اسلام لے آؤں گا اور یہودی مذہب چھوڑ دوں گا۔

امام المتقین و آخرینؑ نے فرمایا: پوچھو، کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: مجھے بتایئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفۂ برحق ان کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے گا؟ نیز بتایئے کہ ان کی وفات ہوگی یا شہید کیے جائیں گے ؟

امام نے فرمایا: وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تیس سال زندہ رہیں گے۔ پھر امام نے اپنی ریش مبارک کو پکڑا اور اپنے سر اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ اس سر کے خون سے خضاب ہوگی۔

https://downloadshiabooks.com/

یہ جواب سنا تھا کہ جوان پکار اُٹھا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ، وان محمدا رسول اللہ و انک خلیفۃ رسول اللہ علی الامۃ.

ومن تقدم کان مفتر

"میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپؑ اس اُمت پر رسولؐ کے خلیفہ ہیں۔

جو آپؑ سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے وہ جھوٹا ہے۔"

یہ کہہ کر وہ جوان وہاں سے چلا گیا۔ (الکافی: ۱ر۵۲۹؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۸؛ کمال الدین: ۲۹۴؛ الخصال: ۶ر ۴۷؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱ر۵۲)

﴿حدیث: ۳۰﴾

ابوایوب مؤدب سے روایت ہے۔ (یہ شخص امام صادق علیہ السلام کے کسی بیٹے کا بھی استاد تھا) اس کا بیان ہے کہ جب رسول خدا ﷺ کی وفات ہوئی تو جناب داؤد علیہ السلام کی اولاد سے ایک شخص مدینہ میں داخل ہوا تو یہودی مذہب کا پیروتھا۔ جب اس نے مدینے کی گلیوں میں ویرانی دیکھی تو کسی سے پوچھا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟! آج اس شہر میں اتنی اداسی کیوں ہے؟!

اس نے کہا: ہمارے رسول ﷺ دنیا سے چلے گئے ہیں!

یہ سن کر یہودی نے کہا: بے شک جس روز تمہارے رسول ﷺ کی وفات ہوئی، ہماری کتاب میں بھی ان کی وفات کا دن وہی لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد اس نے پوچھا لوگ کہاں جمع ہیں؟

اسے بتایا گیا کہ مسجد میں۔ چنانچہ وہ مسجد میں آیا تو وہاں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت ابوعبیدہ جراح اور دوسرے لوگ موجود تھے۔ مسجد لوگوں اس طرح بھری ہوئی تھی کہ قدم رکھنے کی جگہ ملنا بھی محال تھا۔ بہرکیف اس

نے لوگوں سے کہا کہ تھوڑا ساتھ ساتھ ہو جائیں تا کہ میں اندر آسکوں۔ مجھے بتاؤ کہ تمہارے نبی ﷺ نے اپنا خلیفہ کسے بنایا ہے؟ تو لوگوں نے اسے ابوبکر کے پاس بھیج دیا۔ اس نے ابوبکر سے کہا: میں حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے ہوں اور یہودی مذہب کی پیروی کرتا ہوں۔ میں تم سے چار حرفوں کے متعلق سوال کرتا ہوں۔ اگر تم نے مجھے ان کا جواب دے دیا تو میں اسلام قبول کرلوں گا۔ ابوبکر نے کہا: تھوڑا صبر کرو۔

اتنے میں امیرالمومنین علیہ السلام مسجد کے کسی دروازے سے داخل ہوئے۔ تو لوگوں نے کہا: اس جوان کے پاس چلے جاؤ۔ لہٰذا وہ اٹھ کر امامؑ کے پاس گیا اور کہنے لگا: کیا آپ علی ابن ابی طالبؑ ہیں؟

آگے سے مولاؑ نے فرمایا: کیا تم فلاں بن فلاں بن داؤد ہو؟

اس نے کہا: جی ہاں!

پھر امامؑ نے اس یہودی کو ہاتھ سے پکڑا اور ابوبکر کے پاس لے گئے۔ تو اس نے مولاؑ سے کہا: میں نے ان لوگوں سے چار حرفوں کے بارے میں سوال کیا تو انہوں آپؑ کی طرف میری راہنمائی کی۔ کہ جا کر آپؑ سے پوچھوں۔

امامؑ نے فرمایا: پوچھو، کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: خدا نے شب معراج رسول خدا ﷺ کے ساتھ سب پہلے جو کلام کیا وہ کیا تھا؟ مجھے بتائیں وہ کون سا فرشتہ ہے جس کا گزر رسول خدا ﷺ کے پاس سے ہوا مگر اس نے آپؐ کو سلام نہ کیا؟ وہ چار افراد کون ہیں جن سے جہنم کے داروغہ مالک نامی فرشتے نے آگ کا ایک پردہ ہٹایا اور انہوں نے تمہارے نبی ﷺ سے کوئی بات نہ کی؟ اپنے نبی ﷺ کے منبر کے بارے میں بتاؤ کہ وہ جنت میں کس مقام پر ہے؟

اس کے جواب میں امیرالمومنینؑ نے فرمایا: سب سے پہلے خدا نے اپنے رسول ﷺ

https://downloadshiabooks.com/

سے جو کلام کیا وہ یہ ہے: آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ

اس نے کہا: میں نے یہ نہیں پوچھا۔

مولائے کائناتؑ نے فرمایا: کیا تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ شب معراج رسول خدا نے خدا سے کیا کلام کیا؟ تو وہ یہ ہے: وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

اس نے کہا: نہیں، میں نے یہ بھی نہیں پوچھا۔

امامؑ نے فرمایا: اچھا اسے مخفی ہی رہنے دو۔

اس نے کہا: مجھے بتایئے! کیا آپؑ وہ تو نہیں؟

امامؑ نے فرمایا: اگرچہ تم نے پہلی دو باتوں کا انکار کر دیا ہے۔ لیکن یہ جو تم نے سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب رسول خدا ﷺ اپنے رب کی ملاقات واپس آ رہے تھے اور ابھی آپؐ کے لیے حجابات اٹھے ہوئے تھے اور آپؐ حضرت جبرائیلؑ کے مقام (سدرۃ المنتہیٰ) سے پیچھے کہ ایک مَلَك نے ندا دی: یا احمد!

آپؐ نے کہا: لبیك!

اس نے کہا: خدا آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ [اَلسَّيِّدُ الْوَلِيُّ] کو ہمارا سلام دیجیے گا۔

رسول خدا ﷺ نے کہا: اَلسَّيِّدُ الْوَلِيُّ کون ہے؟

اس ملک نے کہا: علی ابن ابی طالب علیہ السلام

یہ سن کر اس یہودی نے کہا: خدا کی قسم! میں نے اپنے والد کی کتاب میں بھی یہ بات اسی طرح پڑھی ہے۔

پھر امامؑ اس کے باقی سوالات کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا جواب ارشاد فرمایا۔

امامؑ نے فرمایا: جو فرشتہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا وہ ملک الموت تھا۔ وہ

اس وقت دنیا میں ایک ظالم شخص کے پاس سے ہو کر آیا تھا جس نے بہت ہی سخت بات کہی۔ اس پر خداوند عالم اس سے غضب ناک ہو گیا۔ چنانچہ وہ اسی حالت میں رسول خدا ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپؐ کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ پھر جبرائیلؑ نے اس سے کہا: اے ملک الموت یہ رسول خدا ہیں، احمد حبیب خدا ﷺ۔ تو وہ واپس آ کر آپ ﷺ سے لپٹ گیا اور معذرت خواہی کرنے لگا۔ اس کے بعد عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایک جبار و سرکش آدمی کے پاس سے ہو کر آ رہا ہوں۔ اس نے بڑی کفریہ بات کہی جس پر میں غصے میں آ گیا اور آپ کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ تو رسول خدا ﷺ نے اس کی معذرت قبول کر لی۔

وہ چار فرد جن سے جہنم کے داروغہ نے آگ کا پردہ ہٹایا اور انہوں نے رسول خدا ﷺ سے بات کی۔ تو ان کا ذکر یوں ہے کہ رسول خدا ﷺ جہنم کے نگہبان فرشتے کے پاس سے گزرے جس کا نام "مالک" تھا۔ وہ جب سے خلق ہوا ہے کبھی نہیں ہنسا۔ لیکن اس وقت جبرائیلؑ نے کہا: اے مالک! یہ نبی رحمت محمد ﷺ ہیں۔ اس پر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ اس کے علاوہ وہ کسی کے لیے بھی نہیں ہنسا۔ رسول خدا ﷺ نے جبرائیلؑ سے فرمایا: اسے کہو کہ جہنم کا ایک طبق ہٹائے۔ جب اس نے وہ طبق ہٹایا تو وہاں قابیل، نمرود، فرعون اور ہامان عذاب میں گرفتار تھے۔ انہوں نے کہا: اے محمدؐ! اپنے رب سے کہیں کہ وہ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجے تا کہ ہم اعمال صالح بجالائیں۔ یہ سن کر حضرت جبرائیلؑ کو غصہ آ گیا۔ چنانچہ وہ اپنے ایک پر کے سہارے پر اٹھے اور ان پر جہنم کا وہ طبق دوبارہ بند کر دیا۔

رہا سوال آنحضرت ﷺ کے منبر کا تو آپؐ کا مسکن جنت عدن میں ہے۔ اسے خدا نے اپنے دست قدرت سے خلق کیا ہے۔ وہاں آپؐ کے ہمراہ بارہ اوصیاء بھی ہوں گے۔ اس کے اوپر ایک قبہ ہے جسے قبہ رضوان کہتے ہیں۔ اس کے اوپر ایک منزل ہے جسے وسیلہ کہا جاتا ہے۔ پوری جنت میں اس جیسی کوئی دوسری منزل نہیں۔ وہی رسول خدا ﷺ کا منبر ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

یہ جوابات سُن کر وہ یہودی بول اٹھا: اللہ کی قسم! آپ نے بالکل سچ کہا۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ وہ کتاب وراثتاً منتقل ہوتے ہوتے اب میرے پاس آئی ہے۔ چنانچہ اس نے وہ کتاب باہر نکالی اور وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی۔ پھر اس نے مولاؑ سے عرض کی: اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ بعد ازاں اس نے یہ شہادت دی:

اشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله و انه الذی بشر به موسی علیہ السلام، و اشهد انك عالم هذه الامة و وصی رسول الله

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے وہی رسول ہیں جن کی آمد کی خوشخبری حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اس امت کے سب سے بڑے عالم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں۔"

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے اسلام لانے کے بعد امیر المومنینؑ نے اسے دین کے احکام و شرائع کی تعلیم دی۔ (بحار الانوار: ۱۰ / ۲۳، حدیث: ۱۳)

اے شیعان آل محمدؑ! خدا تم لوگوں پر رحم کرے۔ ان آیات و روایات معصومین میں خوب غور و فکر کرو کہ جو آئمہ طاہرینؑ کے ذکر و فضائل پر مشتمل ہیں۔ یہ روایات متواتر اسانید کے ساتھ معتبر راویوں کی زبان سے نقل ہوئی ہیں۔ ان روایات میں غور کرنے سے زنگ آلود اور تاریک دلوں کا جلا ملتی ہے، شک زائل ہوتا ہے اور انسان ابلیس کے مکر و فریب سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

علماء اعلام کی نظر میں کتاب سلیم بن قیس ہلالی کی حیثیت

تمام علماء شیعہ اور آئمہ طاہرینؑ کی اخبار کو نقل کرنے والے اس بات پر متفق ہیں کہ کتاب سلیم بن قیس الہلالی ان بڑی اور بنیادی کتابوں میں سے ہے جنہیں اہل علم اور احادیث آئمہؑ کو بیان کرنے والے محدثین نے نقل کیا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب ان روایات پر مشتمل ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مولا امیر المومنین علیہ السلام، حضرت مقدادؓ، حضرت سلمان

فارسیؓ، حضرت ابوذرؓ اور ان جیسی دوسری عظیم شخصیات سے نقل ہوئی ہیں۔ یہ ان بنیادی منابع میں سے ایک ہے جن کی طرف علماء شیعہ رجوع کرتے ہیں اور جن پر ان کا اعتماد ہے۔ ہم نے اس باب میں اس کتاب اور دوسری کتابوں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ احادیث نقل کی ہیں جو بارہ آئمہؑ کے متعلق ہیں۔

جیسا کہ آپ کا یہ فرمان ہم نے گزشتہ اوراق میں نقل کر دیا ہے کہ امام حسینؑ کی نسل سے نو امام ہوں گے جن میں سے نویں قائم ہوں گے وہی ان کے ظاہر وہی ان کے باطن اور وہی ان میں سب سے افضل ہوں گے۔ اس روایت میں ہر عذر و بہانہ اور ہر شبہ اس کے مقابل دعویٰ باطل کر دیا گیا ہے۔ اور ائمہ کی تعداد کے بارہ ہونے پر ایک یہی روایت کافی ہے۔ بنابریں جو لوگ محبان اہل بیتؑ کے خلاف باطل دعوے کرتے ہیں ان کے پاس ہماری کسی معتبر کتاب سے کوئی دلیل موجود ہے اور نہ ہی کوئی صحیح السند روایت ہے۔ والحمد لله رب العالمين

❁❁❁❁

https://downloadshiabooks.com/

فصل

اہل سنت کی اسناد سے اس موضوع کی روایات، قرآن و تورات سے دلائل

(حدیث:۳۱)

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

یکون بعدی اثنا عشر خلیفة کلھم من قریش

میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

پھر جب آپ ﷺ اپنے گھر واپس آئے اور قریش کے چند افراد نے آپؐ سے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوگا تو آپؐ نے فرمایا: فساد و غارت گری۔

(غیبت طوسی: ۹۳؛ تقریب المعارف، کتب صحاح)

(حدیث:۳۲)

ہمیں خبر دی محمد بن عثمان، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا ابن ابی علاق، سماک بن حرب اور حسین بن خیثمہ نے، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا علی بن جعد نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زہیر بن معاویہ نے، اس نے نقل کیا زیاد بن عبدالرحمن سے۔ یہ سب جابر بن سمرہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے۔"

اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے کوئی بات کہی جو میں نہ سمجھ سکا۔

اس حدیث کے راویوں میں سے بعض کا کہنا ہے کہ جب میں نے رسول خدا ﷺ کے ساتھ رہنے والے دوسرے افراد سے اس بات کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ بات یہ تھی کہ وہ تمام خلفاء قبیلہ قریش سے ہوں گے۔

(اثبات الہداۃ: ۱/ ۵۳۵؛ بحارالانوار: ۳۶/ ۲۳۶)

(حدیث:۳۳)

جابر بن سمرہ سے روایت ہے: ذکر ہوا ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تک بارہ خلفاء مکمل نہیں ہو جاتے اس دین کے پیروکار اپنے دشمنوں پر غالب آتے رہیں گے۔

اس کے بعد لوگوں نے اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیا اور رسول خدا ﷺ نے اس سے آگے بھی ایک جملہ کہا جو میں نہ سمجھ سکا۔

پھر میں نے اپنے والد یا کسی اور شخص سے پوچھا کہ وہ جملہ کیا تھا تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ جملہ یہ تھا: وہ تمام خلفاء قبیلہ قریش سے ہوں گے۔

(اثبات الہداۃ: ۱/ ۵۳۶؛ بحارالانوار: ۳۶/ ۲۳۶؛ غیبت طوسی: ۹۳)

(حدیث:۳۴)

ربیعہ بن سیف سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں: ہم شفی اصبحی کے پاس تھے، اس نے کہا: میں نے عبداللہ بن عمر سے سنا کہ انہوں نے رسول خدا ﷺ یہ حدیث ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپؐ فرما رہے تھے: یکون خلفی اثنا عشر خلیفة (میرے پیچھے بارہ خلفاء ہوں گے۔) (بحارالانوار: ۳۶/ ۲۳۷؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۸)

(حدیث:۳۵)

ابوطفیل سے روایت منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے مجھ سے کہا: اے ابو طفیل! بنی کعب بن لوی سے بارہ افراد (خلفاء) کو شمار میں رکھنا۔ اس کے بعد خوب جنگ و جدال

https://downloadshiabooks.com/

اور خوں ریزی ہوگی۔ (بحار الانوار: ۳۶/ ۲۳۷؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۸؛ غیبت طوسی: ۹۳)

﴿حدیث: ۳۶﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا اور کوئی بھی دشمن اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اس میں بارہ خلفاء آئیں گے اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

(بحار الانوار: ۳۶/ ۲۳۷؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۸؛ تقریب المعارف: ۱۷۵)

﴿حدیث: ۳۷﴾

مسروق سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس موجود تھے تو ایک شخص نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ بتایا کہ ان کے خلفاء تعداد میں کتنے ہوں گے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں! کیوں نہیں۔ تم سے پہلے کسی نے بھی مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ اور تم عمر میں یہاں موجود سب لوگوں سے بڑے ہو۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے، آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد حضرت موسیٰ کے نقباء کی تعداد کے برابر خلفاء ہوں گے۔ (بحار الانوار: ۳۶/ ۲۳۳؛ تقریب المعارف: ۱۷۳)

﴿حدیث: ۳۸﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس دین کو کوئی بھی دشمن نقصان نہیں پہنچا سکتا حتیٰ کہ اس پر بارہ خلفاء گزر جائیں۔ اور وہ تمام قبیلہ قریش سے ہوں گے۔ (بحار الانوار: ۳۶/ ۲۳۷؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۱۰)

اہل سنت کے طرق سے اس موضوع کی روایات بہت زیادہ ہیں۔ جو دلالت کرتی ہیں کہ ان بارہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی جانشین ہیں۔ اور پہلی حدیث کے آخر میں یہ جو الفاظ آئے ہیں کہ ان کے بعد قتل و غارت گری اور فتنہ و خونریزی ہوگی۔ یہ اس امر

کی سب سے بڑی دلیل ہے جیسا کہ دیگر روایات میں بھی ملتا ہے کہ قائم زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے پچاس سال بعد واقع میں ایسے حالات پیدا ہوں گے۔

مزید یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہاں آئمہ طاہرینؑ کو مراد لیا ہے کہ جو آپؐ کے خلفاء ہیں۔ کیونکہ اگر اس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلامی تخت پر بیٹھنے والے مسلمان حکمرانوں کو مراد لیا جائے تو ان کی تعداد بارہ سے بہت اوپر چلی جاتی ہے۔ لہٰذا کوئی چارہ نہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے انہی آئمہ طاہرینؑ کو مراد لیا جائے کہ جو قرآن کے ساتھ اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔ وہ قرآن سے جدا نہیں ہوں گے اور قرآن ان سے جدا نہیں ہوگا یہاں تک کہ حوض کوثر پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ جائیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے حق کو غالب کیا اور اس پر واضح و روشن براہین قائم کیے۔ اسی کی حمد ہے اس بات پر بھی کہ اس نے ہماری ولادت کو پاکیزہ بنایا اور اپنے نور ہدایت کی طرف ہماری راہنمائی کی۔

بحمد اللہ اس باب کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر مخالف و معاند اور حق کے معاملے میں مشتبہ و متحیر رہنے والے پر حجت تمام ہو جائے گی اور اس کے تمام عذر زائل ہو جائیں گے۔ کیونکہ ہم اس باب میں تورات اور دوسری کتابوں کے حوالے سے آئمہ اثنا عشرؑ کا ذکر بیان کریں گے۔ تاکہ ہمارے قارئین کو معلوم ہو جائے حق کو جس قدر چھپایا جائے اس کے نور کی تابانی و ضوفشانی میں اسی قدر اضافہ ہوتا ہے۔

تورات میں اس کا ذکر سفر اول میں ہے کہ جہاں حضرت سارہؑ کا قصہ مکمل ہونے کے بعد حضرت اسماعیلؑ کا ذکر شروع ہوتا ہے اور خداوند عالم حضرت ابراہیمؑ کو جناب سارہؑ اور ان کے بیٹے کے بارے میں مخاطب کرتا ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ میں نے اسماعیلؑ کے بارے میں آپ کی دعا قبول کر لی، اور آپؑ کو وہ چیز سنا دی جسے میں نے بابرکت بنایا۔ میں جلد ہی اس میں بہت زیادہ اضافہ کر دوں گا۔ اُن سے بارہ عظیم

https://downloadshiabooks.com/

ہستیاں دنیا میں آئیں گی۔ میں انہیں مثل عظیم ترین اقوام کے امام بناؤں گا۔

عبدالحلیم بن حسین سمری کو ارجان نامی علاقے میں رہنے والے یہودی عالم حسین بن سلیمان نے انہیں عبرانی زبان آئمہ طاہرینؑ اسماء اور ان کی تعداد املاء کرائی۔ انہوں اس تحریر کا جو مجھے پڑھ کر سنایا وہ یہ تھا:

''حضرت اسماعیلؑ، تورات میں جن کا نام اشموعیل لکھا ہوا ہے۔ ان کی نسل سے ایک شخص مبعوث ہوگا جس کا نام "ماید" یعنی محمدؐ ہوگا۔ وہ سرداری حاصل کرے گا۔ اور اس کی آل سے بارہ امام اور سید دنیا میں آئیں گے۔ ان کی اقتداء کی جائے گی اور ان کے اسماء یہ ہیں: تقوبیت، قیذوا، ذبیرا، مفسورا، مسوعا، دوموه، ثیو، هذار، یثمو، بطور، نوقس، قیدموا

جب اس یہودی عالم سے پوچھا گیا کہ یہ نام کس صورت میں ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ یہ مثل سلیمان یعنی حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں ہیں۔ پھر عبدالحلیم سمری نے اس املاء شدہ تحریر میں سے یہ بھی پڑھا:

و لیشمعیل شمعتیخا هتبی اوتو وهیفریتی و هربتی اتو عمیئن مئن شلیم عاسار، نسیئیم یولدو تتتولغوی غادل

اس کلام کی تفسیر یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صلب سے ایک بابرکت بچہ پیدا ہوگا۔ اس پر میرا درود و سلام ہو۔ اس کی آل سے بارہ افراد آئیں گے جو بہت بلند مرتبہ اور جلیل القدر ہوں گے۔ ان کے سبب اس کے نام کا جگہ جگہ شہرہ ہوگا اور اس کے ذکر کو بلندی نصیب ہوگی۔

جب اس کلام اور اسکی تفسیر کو موسیٰ بن عمران بن زکریا یہودی کے سامنے پڑھا تو اس نے اسے درست کہا۔ اسی طرح اسحاق بن ابراہیم بن بختویہ حسون الیہودی الفضوی اور سلیمان بن داؤد الرنوہجانی نے بھی اس کی تصدیق کی۔

اب جبکہ ہم نے خدا کی کتاب، شیعہ و سنی منابع سے رسول خدا ﷺ کی روایات اور سابقہ آسمانی کتابوں کی شہادت پیش کر چکے ہیں تو اب ہماری طرف سے ہر حوالے سے بات تمام ہوگئی ہے۔ طالبان رشد و ہدایت کے لیے یہی براہین کافی ہیں۔

(حدیث ۳۹)

فضیل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس فرمان الٰہی: إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: ہر امام اس قوم کا ہادی ہوتا ہے جس میں وہ رہتا ہے۔

(بصائر الدرجات: ۳۰: الکافی: ۱/۱۹۱: اثبات الہداۃ: ۱/۸۱: بحار الانوار: ۲۳/۳۵)

(حدیث: ۴۰)

عبدالرحمن القصیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اس فرمان الٰہی (إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝) کے ذیل میں ارشاد فرمایا: رسول خدا ﷺ منذر (ڈرانے والے) اور امیر المومنینؑ ہادی ہیں اللہ کی قسم! یہ سلسلہ ہدایت قیامت تک ہم آل محمدؐ میں ہی رہے گا۔ خدا نے ہمیں اپنی رضا کے مطابق عمل انجام دینے والا بنایا ہے۔ [1]

✿✿✿✿

[1] سورہ الرعد: ۷

https://downloadshiabooks.com/

باب نمبر 5

امامت کے جھوٹے دعویدار اور طاغوتوں کے پرچم

﴿حدیث:۱﴾

یونس بن ظبیان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس فرمان الٰہی: وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ سے مراد وہ شخص ہے جو امام نہ ہو، اور خود کو امام کہے۔
(بحارالانوار:۲۵ر ۱۱۳)

﴿حدیث:۲﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہی مروی ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ خدا قیامت کے دن نہ ان پر نگاہ کرم کرے، اور نہ ان کا تزکیہ کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔ وہ تین قسم کے لوگ یہ ہیں:

۱) جو امام نہ ہو، اور خود کو امام کہے۔
۲) جو امام برحق کو امام نہ مانے۔
۳) جو یہ کہے کہ ان دو قسم کے افراد کا بھی اسلام میں کوئی حصہ ہے۔
(بحارالانوار:۲۵ر ۱۱۳)

﴿حدیث:۳﴾

ابن ابی یعفور سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے صادق آل محمدؑ کی

زبان مبارک سے سنا، آپ ارشاد فرما رہے تھے: تین لوگ وہ ہیں جن کی طرف قیامت کے دن خدا رحمت کی نظر نہ کرے گا، نہ ان کا تزکیہ کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

۱) جو یہ دعویٰ کرے کہ میں خدا کی طرف سے مقرر کیا ہوا امام ہو، جبکہ حقیقت میں اس کے پاس امامت کا منصب نہ ہو۔
۲) جو کسی منصوص من اللہ امام کا انکار کرے۔
۳) جو یہ کہے کہ ایسے لوگوں کا بھی اسلام میں کوئی حصہ ہے۔
(بحارالانور:۲۵ر ۱۱۳؛ حدیث:۱۰)

﴿حدیث:۴﴾

محمد بن تمام سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ فلاں شخص آپ کو سلام کے بعد درخواست کرتا ہے کہ میری شفاعت کے ضامن بنیں۔ امام نے پوچھا: کیا وہ ہمارے موالیوں میں سے ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ امامؑ نے فرمایا: پھر تو اس کا معاملہ اس سے بلند تر ہے۔

ابن تمام کہتا ہے: میں نے کہا: مولا! وہ مولا امیر المومنینؑ سے تو محبت و ولا رکھتا ہے۔ مگر اسے ان کے بعد والے اوصیاء کی معرفت نہیں۔ تو امامؑ نے فرمایا: پھر تو وہ گمراہ ہے۔ میں نے کہا: اگر وہ صرف ایک امام کو چھوڑ کر باقی سب آئمہؑ کو مانتا ہو؟ امامؑ نے فرمایا: وہ ایسے ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اقرار کرے، مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہو۔ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کرے، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منکر ہو۔ ہم اس شخص سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں جو اس کی حجتوں میں سے کسی حجت کا انکار کرے۔ (بحارالانور:۲۵ر ۱۱۳؛ حدیث:۵)

چنانچہ جو شخص یہ حدیث پڑھے یا جس تک یہ کتاب پہنچے اسے خبردار رہنا چاہیے کہ

https://downloadshiabooks.com/

کہیں وہ ائمہ طاہرینؑ میں سے کسی امام کا انکار کر کے خود کو ہلاکت میں نہ ڈال دے اور پھر وہ اس شخص کی مانند ہو جائے جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا ہو!!

﴿حدیث:۵﴾

سورہ بن کلیب سے روایت منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس فرمانِ الٰہی: وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ ۝
سے مراد وہ شخص ہے جو امام نہ ہو اور خود کو امام سمجھے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا: خواہ وہ اولاد علیؑ و فاطمہؑ سے ہو؟ امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، خواہ اولاد علیؑ و فاطمہؑ سے ہو۔ (بحار الانوار: ۲۵/ ۱۱۲، حدیث: ۲)

﴿حدیث:۶﴾

زید شحام سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "آئمہ طاہرین" کو پہچانتے تھے؟ تو امامؑ نے جواب دیا: انہیں تو حضرت نوح علیہ السلام بھی جانتے تھے (پھر رسول خداؐ کو ان کی معرفت کس طرح نہ تھی!!)
اس پر دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ

"اُس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر فرمایا جس کا حکم اُس نے حضرت نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی اور جس کا حکم ہم نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو دیا تھا۔" (سورۃ شوریٰ: ۱۳)

اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: اے ہمارے شیعو! خدا نے تمہارے لیے وہی دین

مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے حضرت نوح علیہ السلام کو دیا تھا۔ (بحار الانوار: ۲۶/ ۲۹۱)

﴿حدیث: ۷﴾

امام صادق علیہ السلام کے ایک صحابی سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص پوشیدہ طور پر امام ہونے کا دعویٰ کرے، اسے چاہیے کہ اپنے دعویٰ کا برہان برسر عام پیش کرے۔

راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا: وہ کون سا برہان ہے جو اسے سب کے سامنے پیش کرنا چاہیے؟

امامؑ نے فرمایا: خدا کے حلال کو حلال اور اسکے حرام کو حرام بتائے اور اس کا ظاہر اس کے باطن کی تصدیق کرے۔ (بحار الانوار: ۶۸/ ۱۲۳، حدیث: ۱۵)

﴿حدیث:۸﴾

سورہ بن کلیب سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس فرمانِ الٰہی: وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ ۝ کی یہ تفسیر نقل ہوئی ہے، آپؑ نے فرمایا:

اس سے مراد وہ شخص ہے جو کہے میں امام ہوں۔ اور وہ حقیقت میں امام نہ ہو۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا: خواہ وہ اولاد علیؑ و فاطمہؑ سے ہو؟

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، خواہ وہ اولاد علیؑ و فاطمہؑ سے ہو۔

میں نے پھر کہا: خواہ وہ اولاد علیؑ سے ہو؟

امام نے فرمایا: جی ہاں! خواہ وہ اولاد علیؑ سے ہو۔ (بحار الانوار: ۲۵/ ۱۱۳، حدیث: ۱۴)

﴿حدیث:۹﴾

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ قائم آل محمدؑ کے پرچم سے پہلے جو بھی پرچم اٹھے اس کا اٹھانے والا طاغوت ہوگا۔ (بحار الانوار: ۲۵/ ۱۱۴، حدیث: ۱۵)

https://downloadshiabooks.com/

﴿حدیث:۱۰﴾

حضرت مفضل بن عمرؓ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو ہمارے مقام یعنی امام ہونے کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ پھر فرمایا: وہ مشرک ہے۔

(بحارالانوار:۲۵/ ۱۹۳: حدیث:۱۶)

﴿حدیث:۱۱﴾

مالک بن اعین جہنی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا کہ قائم آل محمدؑ کے پرچم سے پہلے جو بھی پرچم اُٹھے اس کا اٹھانے والا طاغوت ہوگا۔ (بحارالانوار:۲۵/ ۱۱۳: حدیث:۱۷)

﴿حدیث:۱۲﴾

عبداللہ بن مسکان سے روایت منقول ہے، اس نے مالک جہنی سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکار باقر العلومؑ کو یہ حدیث ارشاد فرماتے ہوئے سنا:
قائمؑ کے قیام سے پہلے جو بھی پرچم بلند ہوگا (یا فرمایا: نکلے گا) اس کا اُٹھانے والا طاغوت ہوگا۔ (بحارالانوار:۲۵/ ۱۱۳)

﴿حدیث:۱۳﴾

فضیل بن یسار سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ ارشاد فرما رہے تھے:
"جو شخص لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے اور ان میں اس سے افضل بھی موجود ہو تو ایسا کرنے والا گمراہ اور بدعت ایجاد کرنے والا ہے۔ اور جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ از جانب خدا امام مقرر ہے، جبکہ وہ امام نہ ہو تو وہ کافر ہے۔" (بحارالانوار:۲۵/ ۱۱۵: حدیث:۱۸)

اب خدا ہی جانے ان لوگوں کا حال کیا ہوگا کہ جنہوں نے امامت کا عظیم دعویٰ کیا

حالانکہ وہ خدا کے منصوص امام نہ تھے اور نہ ان میں اس جلیل القدر منصب کے کما حقہ سبکدوش ہونے کی اہلیت تھی۔ کیونکہ اوپر احادیث میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں پر خدا کی نظر رحمت نہ ہوگی اور نہ وہ ان کا تزکیہ کرے گا، اور وہ تین قسم کے لوگ یہ ہیں:

"جو امام نہ ہو اور امام ہونے کا دعویٰ کرے، جو کسی امام برحق کا منکر اور وہ شخص کہ جو یہ کہتا ہو کہ دین میں ایسے لوگوں کا بھی کوئی حصہ ہے۔"

اور جب لوگ کسی ایسے شخص کے دعویٰ کو قبول کر لیں تو وہ کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔ ہم ایسے کاموں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ مگر لوگوں کو چونکہ آئمہ اہل بیتؑ کی روایت کو پڑھنے اور ان میں غور کرنے کا موقع کم ملتا ہے اس لیے وہ ایسی بے کار باتوں میں پڑتے ہیں۔ خدا سے دعا ہے کہ اپنا فضل و کرم ہمارے شامل حال رکھے، ہمارے نور معرفت میں اضافہ کرے اور ہمارا انجام بخیر کرے۔ (آمین!)

✿✿✿✿

https://downloadshiabooks.com/

باب نمبر 6

اس موضوع کی روایات، اہل سنت کے سلسلہ اسناد سے

حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت

(حدیث:۱)

مسروق سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس موجود تھے تو ایک شخص نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے نبی ﷺ نے کچھ بتایا کہ ان کے خلفاء تعداد میں کتنے ہوں گے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں! کیوں نہیں۔ تم سے پہلے کسی نے بھی مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ اور تم عمر میں یہاں موجود سب لوگوں سے بڑے ہو۔ میں نے رسول خدا ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے، آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد حضرت موسیٰؑ کے نقباء کی تعداد کے برابر خلفاء ہوں گے۔

(بحار الانوار: ۳۶/ ۲۳۳؛ تقریب المعارف: ۱۷۳؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۱)

(حدیث:۲)

ابو اُسامہ سے روایت ہے، اس نے نقل کیا مجالد سے، اس نے شعبی سے اور اس نے مسروق سے روایت کیا ہے، اس کا بیان ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس موجود تھے تو ایک شخص نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے نبی ﷺ نے کچھ بتایا کہ ان کے خلفاء تعداد میں کتنے ہوں گے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں! کیوں نہیں۔ تم سے پہلے کسی نے بھی مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ اور تم عمر میں یہاں موجود سب لوگوں سے بڑے ہو۔

میں نے رسول خدا ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے، آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد حضرت موسیٰؑ کے نقباء کی تعداد کے برابر خلفاء ہوں گے۔

(بحار الانوار: ۳۶/ ۲۳۳؛ تقریب المعارف: ۱۷۳؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۱)

(حدیث:۳)

مسروق سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ہمیں قرآن پڑھا رہے تھے تو ایک شخص نے سوال کیا: اے ابو عبد الرحمٰن! کیا آپ لوگوں نے رسول خدا ﷺ سے پوچھا تھا کہ ان کے بعد اس اُمت کے کتنے خلیفے بنیں گے؟

اس پر انہوں نے کہا: (جب سے میں عراق آیا ہوں مجھ سے کسی نے بھی یہ سوال نہیں کیا۔) ہاں! ہم نے رسول خدا ﷺ سے پوچھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے نقیبوں کی طرح ان کی تعداد بارہ ہوگی۔

(معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۲/ ۲۶۲؛ بحار الانوار: ۳۶/ ۲۳۳)

(حدیث:۴)

قیس بن عبد سے روایت ہے کہ ایک اعرابی جناب عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے ساتھیوں کے پاس گیا اور پوچھا: کیا تم میں کوئی عبداللہ بن مسعودؓ نام کا شخص موجود ہے۔ تو لوگوں نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ پھر جناب عبداللہ نے اس سے کہا: اب تم میرے پاس آگئے ہو، بتاؤ کیا کام ہے؟

اس نے کہا: میں آپؐ سے ایک چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپؐ نے اس کے متعلق رسول خدا ﷺ سے کچھ سنا ہے تو ہمیں بتائیے۔ کیا رسول خدا ﷺ نے تمہیں بتایا ہے کہ ان کے بعد کتنے خلیفے آئیں گے؟

https://downloadshiabooks.com/

انہوں نے کہا: جب سے میں عراق آیا ہوں کسی نے مجھ سے یہ سوال نہیں کیا، تم پہلا شخص ہے جو مجھ سے اس کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ بہر کیف رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد خلفاء بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔

(عوالم العلوم: ۳/۱۰۰؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۲/۲۳۲؛ بحار الانوار: ۳۶/۲۳۳)

(حدیث: ۵)

مسعود بن مستورد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا حماد بن زید نے، اس نے نقل کیا مجالد سے اور اس نے مسروق سے کہ ہم مغرب کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ایک شخص نے ان سے سوال کیا: اے ابو عبدالرحمن! کیا آپؓ نے نبی ﷺ سے پوچھا تھا کہ اس امت کے خلفاء کتنے ہوں گے؟

اس کے جواب میں انہوں نے کہا: جب سے میں عراق آیا ہوں اس سے قبل کسی نے بھی مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ بہر حال اب تو نے سوال کیا ہے تو میں تجھے بتاتا ہوں، رسول خدا ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ تمہارے خلفاء بھی بنی اسرائیل کے نقباء کی مانند بارہ ہوں گے۔

(بحار الانوار: ۳۶/۲۳۳؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۲/۲۳۲؛ عوالم العلوم: ۳/۱۰۲)

حضرت انس بن مالک کی روایت

(حدیث: ۶)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لن یزال ھذا الامر قائماً الی اثنی عشر قیماً من قریش

"یہ امر دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک اس کے قریش میں سے بارہ حاکم اور امور کو سنبھالنے والے نہ گزر جائیں گے۔"

(بحار الانوار: ۳۶/۲۳؛ ۸۱/۴۳؛ عوالم العلوم: ۳/۳۶)

جابر بن سمرہ سوائی کی روایت

یہ سعد بن ابی وقاص کا بھانجا ہے۔

(حدیث: ۷)

عمرو بن خالد بن فروخ حرانی نقل کرتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا زہیر بن معاویہ نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زیاد بن خیثمہ نے، اس نے نقل کیا اسود بن سعید ہمدانی سے، اس نے جابر بن سمرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس امت کا امر اپنی حالت پر برقرار رہے گا اور یہ اپنے دشمن پر غلبہ پاتی رہے گی یہاں تک کہ اس پر بارہ خلفاء گزر جائیں۔ جو کہ سب قریش سے ہوں گے۔ پھر جب رسول خدا ﷺ اپنے گھر واپس پلٹے تو قریش کے چند وفد آپؐ کے پاس آئے اور پوچھا: اس کے بعد کیا ہوگا تو آپؐ نے فرمایا: فساد و غارت گری۔ (غیبت طوسی: ۹۳؛ تقریب المعارف، کتب صحاح)

ہم سے بیان کیا زہیر بن معاویہ نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زیاد بن خیثمہ نے اس نے نقل کیا زیاد بن خیثمہ سے، اس نے ابن جریج سے، اس نے اسود بن سعید ہمدانی سے اور اس نے جابر بن سمرہ سے وہ کہتے ہیں: رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگے روایت وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

(الخصال: ۲/۴۷۰، حدیث ۱۸؛ بحار الانوار: ۳۶/۲۳۶؛ ۸۱/۴۳؛ عوالم العلوم: ۳/۳۶)

(حدیث: ۸)

عثمان بن ابی شیبہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا جریر نے، اس نے نقل کیا حصین بن عبدالرحمن سے اور اس نے جابر بن سمرہ سے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول خدا ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے: میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ اس کے بعد آپؐ نے کوئی بات کہی جو میں نہ سن سکا۔ پھر میں نے دوسرے لوگوں اور اپنے والد سے اس کے بارے

https://downloadshiabooks.com/

میں پوچھا۔ کیوں کہ وہ مجھ سے زیادہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے والد نے کہا: وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

﴿حدیث:۹﴾

عثمان بن ابی شیبہ بیان کرتا ہے، وہ کہتا ہے: ہم سے بیان کیا حاتم بن اسماعیل نے، اس نے نقل کیا مہاجر بن مسمار سے، اس نے عامر بن سعد سے، وہ کہتا ہے: میں نے اپنے غلام نافع کو ایک خط کے ہمراہ جابر بن سمرہ کی طرف بھیجا۔ اس خط میں نے لکھا کہ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتاؤ جو تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی ہو تو اس نے میرے خط کے جواب میں لکھا: جمعہ کی رات کہ جس دن اسلمی کو سنگ سار کیا گیا، میں نے سنا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دین اُس وقت تک جاری رہے گا، جب تک کہ قیامت نہ آجائے یا لوگوں پر بارہ خلیفے حاکم نہ بن جائیں کہ جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ الی آخر الحدیث۔

عباد بن یعقوب سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بھی حاتم بن اسمٰعیل نے اپنی اسناد کے ساتھ اسی کے مثل روایت بیان کی۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا ابن ابی فدیک، اس نے نقل کیا ابن ابی ذئب سے، اس نے مہاجر بن مسمار سے، اس نے اپنی اسناد سے اسی کے مثل روایت بیان کی۔

﴿حدیث:۱۰﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دین ہمیشہ اپنی حالت پر برقرار رہے گا، یہاں تک کہ اس کے بارہ خلفاء بن جائیں۔ اس کے بعد آپ نے کوئی بات کہی جو میری سمجھ میں نہ آئی۔ جب میں نے اپنے والد سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: آپ نے فرمایا تھا کہ وہ تمام

خلفاء قریش سے ہوں گے

﴿حدیث:۱۱﴾

جابر بن سمرہ سوائی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا، آپ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ پھر آپ نے آہستہ سے کہا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

﴿حدیث:۱۲﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ پھر آپ نے کوئی بات کہی جو میری سمجھ میں نہ آئی۔ جب میں نے دوسرے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: آپ نے فرمایا تھا کہ وہ تمام خلفاء قریش سے ہوں گے۔

(المعجم الکبیر: ۲/ ۲۴۸؛ بحار الانوار: ۳۶/ ۲۳۱؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۱۶)

﴿حدیث:۱۳﴾

خلف بن ہشام بزاز کی حدیث میں ہے، وہ کہتا ہے: ہم سے بیان کیا حماد بن زید نے، اس نے نقل کیا مجالد بن سعید سے، اس نے شعبی سے اور اس نے جابر بن سمرہ سے، وہ کہتے ہیں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ دین ہمیشہ قوی، محکم اور اپنے مد مقابل پر غالب رہے گا، اس کا ساتھ چھوڑنے والا یا اس کی مخالفت کرنے والا اسے کوئی نقصان نہ پہنچا پائے گا، یہاں تک کہ اس کے بارہ حاکم بن جائیں۔

جابر کہتے ہیں: پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے کوئی بات کی جو میں نہ سمجھ سکا۔ لہٰذا میں نے بعد میں اپنے والد سے کہا: ابا جان! آپ کو کچھ یاد ہے کہ جب رسول خدا کہہ رہے تھے: وہ سب ۔۔۔ اس وقت آپ نے کیا کہا تھا؟ تو ۔ ے والد نے مجھے بتایا کہ

https://downloadshiabooks.com/

آپؐ نے فرمایا: وہ سب قریش سے ہوں گے۔ (عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۶)

نفیلی حرانی کی حدیث میں ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زہیر بن معاویہ نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زیاد بن خیثمہ نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا اسود بن سعید ہمدانی نے، انہوں نے نقل کیا جابر بن سمرہ سے، وہ کہتے ہیں: رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اس امت کا معاملہ ہمیشہ اپنی صحیح حالت پر برقرار رہے گا اور یہ اپنے دشمن پہ غالب آتی رہے گی حتی کہ اس پر بارہ خلفاء گزر جائیں۔ اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔ پھر جب رسول خدا اپنے گھر واپس آئے تو قریش کے کچھ وفد آئے اور انہوں نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوگا تو آپؐ نے فرمایا: فتنہ وغارت گری۔ (عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۶)

﴿حدیث: ۱۴﴾

علی بن جعد کی حدیث میں ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زہیر نے، اس نے نقل کیا زیاد بن علاقہ، سماک اور حصین سے، یہ سب جابر بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ مگر ان میں سے حصین کی روایت اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے۔ اس کے بعد آپؐ نے کچھ کہا جو میں نہ سمجھ سکا۔

بعض محدثین نے ان کا یہ جملہ بھی نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے والد اور بروایت دیگر دوسرے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپؐ نے فرمایا: وہ سب قریش سے ہوں گے۔ (عوالم: ۳/ ۱۰۷)

عمر بن خالد حرانی سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: ہم سے بیان کیا زہیر بن معاویہ نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زیاد بن خیثمہ نے، انہوں نے نقل کیا اسود بن سعید ہمدانی سے اور انہوں نے جابر بن سمرہ سے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس امت کا معاملہ

اپنی حالت پر برقرار رہے گا اور یہ اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی، یہاں تک کہ اس میں بارہ خلفاء گزر جائیں۔

﴿حدیث: ۱۵﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا اور اس کا کوئی بھی دشمن اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اس پر بارہ خلفاء گزر جائیں۔ اس کے بعد سات آپؐ نے کوئی بات کہی جو میں نہ سمجھ سکا۔ سو میں نے اپنے والد سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ آپؐ نے فرمایا: وہ تمام خلفاء قریش سے ہوں گے۔

﴿حدیث: ۱۶﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا، یہاں تک کہ اس پر بارہ خلفاء گزر جائیں۔ اس کے بعد آپؐ نے کوئی بات کہی جو میں نہ سمجھ سکا۔ سو میں نے اپنے والد سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ آپؐ نے فرمایا: وہ تمام خلفاء قریش سے ہوں گے۔

﴿حدیث: ۱۷﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا نے ہمارے سامنے یہ خطبہ دیا: یہ دین ہمیشہ غالب، سربلند، اور اپنے دشمن پر حاوی رہے گا یہاں تک کہ اس میں بارہ حاکم گزر جائیں جو سب کے سب۔۔۔ اس دوران لوگوں نے ایک دوسرے سے باتیں کرنا شروع کر دیں اور میں نہ سمجھ پایا کہ آپؐ نے کیا کہا؟ چنانچہ میں نے اپنے والد سے کہا: ابا جان! وہ سب کے سب۔۔۔ اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے کیا کہا تھا؟ تو انہوں نے مجھے بتایا کہ آپؐ نے فرمایا: وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ (مسند امام احمد: ۵/ ۹۹)

https://downloadshiabooks.com/

﴿حدیث: ۱۸﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا تو میں نے سنا، آپؐ ارشاد فرما رہے تھے: یہ اُمت ہمیشہ اس دین پہ کاربند رہے گی، یہاں تک کہ اس میں بارہ امیر (یا فرمایا: بارہ خلفاء) گزر جائیں۔ اس دوران آپؐ کی ایک بات مجھ سے رہ گئی جسے میں نہ سمجھ سکا۔ اور میرے والد مجھ سے زیادہ رسول خداؐ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ہم وہاں سے نکلے تو میں نے اپنے والد سے پوچھا: وہ بات کیا تھی جو میں نہ سمجھ سکا۔ تو اُنہوں نے مجھے بتایا کہ اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ رہے تھے: وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ (بحار الانوار: ۶/۳۶، ۲۳۰؛ عوالم العلوم: ۳/۹۵)

﴿حدیث: ۱۹﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے: "میری اُمت میں بارہ امیر ہوں گے۔" اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بات کہی جو میں نہ سمجھ سکا۔ لہٰذا میں نے دوسرے لوگوں اور اپنے والد سے پوچھا۔ کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ آپؐ کے قریب تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ آپؐ کہہ رہے تھے کہ وہ سارے امیر قریش سے ہوں گے۔

﴿حدیث: ۲۰﴾

عامر بن سعید سے روایت ہے کہ اس نے جابر بن سمرہ کی طرف خط لکھا کہ ہم سے وہ حدیث بیان کرو کہ جو تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے۔ تو جابر نے اس کے خط کے جواب میں لکھا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا کہ یہ دین ہمیشہ اپنی حالت پر قائم رہے گا یہاں تک کہ اس میں بارہ خلیفے گزر جائیں۔ الخ

ابو جحیفہ کی روایت

﴿حدیث: ۲۱﴾

ابو جحیفہ سے روایت ہے، اُنہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپؐ خطبہ دے رہے تھے، اور میرے چچا آپؐ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کا معاملہ ہمیشہ دُرست رہے گا، یہاں تک کہ اس پر بارہ خلیفے گزر جائیں اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔

سمرہ بن جندب کی روایت

سمرہ بن جندب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے کہ جیسی حضرت انس نے نقل کی تھی۔ جیسا کہ اس کا ذکر ہم نے سطور بالا میں کر دیا ہے۔

اس کے علاوہ اس روایت کو عبدالسلام بن ہاشم بزاز نے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا سجائع کے غلام عبداللہ بن ابی اُمیہ نے، اُنہوں نے نقل کیا یزید رقاشی سے، اور انہوں نے انس بن مالک سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ اس پر بارہ خلفاء گزر جائیں۔ اور وہ سارے قریش سے ہوں گے۔ الخ

عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایت

﴿حدیث: ۲۲﴾

عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت نقل ہوئی ہے کہ بالتحقیق خدائے عزوجل کی کتاب میں ہے کہ لوگوں پر بارہ حاکم آئیں گے۔

﴿حدیث: ۲۳﴾

ربیعہ بن سیف سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم شفی الاصبحی کے پاس موجود تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن عمرو بن عاص یہ کہہ رہے تھے: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ

https://downloadshiabooks.com/

ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد بارہ خلیفے ہوں گے۔

﴿حدیث: ۲۴﴾

ابن ابی خیثمہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا عفان اور یحییٰ بن اسحاق سیلحینی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا عبداللہ بن عثمان نے، انہوں نے نقل کیا ابو طفیل سے، وہ کہتے ہیں: عبداللہ بن عمرو نے مجھ سے کہا: اے ابو طفیل! بنی کعب بن لوی سے بارہ امیروں کو شمار کرو۔ اس کے بعد بہت زیادہ جنگ وجدال اور قتل وغارت گری ہوگی۔

(بحار الانوار: ۳۶/ ۲۳۷؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۸؛ غیبت طوسی: ۹۳)

اہل سنت کے طرق سے اس معنی کی روایات بہت زیادہ ہیں۔ جن میں رسول خداؐ نے بارہ خلفاء کا ذکر کیا ہے۔

✿✿✿✿

باب نمبر 7

امام میں شک کرنا، یا عدم معرفت یا خدا کے منتخب کردہ امام کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو امام ماننا

﴿حدیث: ۱﴾

ہم سے بیان کیا احمد بن نصر بن ہوذہ باہلی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا ابراہیم بن اسحاق نہاوندی نے نہاوند میں ۲۷۳ ہجری میں، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا عبداللہ بن حماد انصاری نے ۲۲۹ ہجری میں، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا یحییٰ بن عبداللہؒ نے، وہ کہتے ہیں:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے یحییٰ! جو شخص اس حال میں رات گزارے کہ اسے اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہ ہو تو وہ جہالت کی موت مرا۔

(بحار الانوار: ۲۳/ ۷۸)

﴿حدیث: ۲﴾

ہم سے بیان کیا ابو العباس احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن مفضل بن ابراہیم اشعری، سعدان بن اسحاق بن سعید، احمد بن حسین بن عبد الملک اور محمد بن احمد بن حسن قطوانی نے، وہ سب کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا حسن بن محبوب زراد نے، انہوں نے نقل کیا علی بن رئاب سے اور انہوں نے جناب محمد بن مسلم ثقفیؒ سے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ ارشاد فرما رہے تھے کہ جو شخص خدا کی عبادت کو دین کا حصہ سمجھے اور اس میں بہت زیادہ محنت و

https://downloadshiabooks.com/

ریاضت کرے، مگر اس کا کوئی امام نہ ہوں تو اس کی ساری عبادتیں بے کار اور نا قابل قبول ہوگی، وہ گمراہ، اور حیران و پریشان ہوگا، خدا اس کے اعمال کو ناپسند کرے گا۔ اس کی مثال اس بکری کی سی ہے جو اپنے نگہبان یا باقی ریوڑ سے الگ ہو جائے اور جاتے یا آتے راستے سے بھٹک جائے اور سارا دن حیرت کا شکار رہے۔ پھر جب رات ہو اور اسے بکریوں کا کوئی ریوڑ دکھائی دے جس کا نگہبان بھی ساتھ ہو۔ اور فریب خوردہ اس ریوڑ کے ساتھ مل جائے۔ چنانچہ وہ اپنی رات اسی ریوڑ کے ساتھ اس کے باڑے میں گزارے۔

پھر جب صبح ہو اور ریوڑ کا نگہبان اپنے ریوڑ کو چرانے کے لیے لے جانے لگے تو وہ دیکھے کہ یہ ریوڑ اور نگہبان تو میرا نہیں۔ اور حیرانی و پریشانی کے عالم میں وہاں سے بھاگ کھڑی ہو اور اپنے ریوڑ اور مالک کو ڈھونڈنے لگ جائے۔ پھر اسے ایک اور ریوڑ دکھائی دے جو اپنے مالک کی نگرانی میں آرہی ہوں۔ چنانچہ وہ بھاگ کر ان کے پاس جاتی ہے مگر وہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ریوڑ اور نگہبان بھی اس کا نہیں۔ اور وہ دھوکا کھا گئی ہے۔ جب اس ریوڑ کا نگہبان دیکھتا ہے تو چلاتا ہے کہ تم نے اپنا ریوڑ گم کر دیا ہے، جاؤ اپنے ریوڑ اور مالک کو ڈھونڈو۔ تو وہ ان سے بھی دور بھاگ جاتی ہے اور حیران سرگرداں رہتی ہے۔ اس کا نگہبان نہیں ہوتا جو اسے چراگاہ لے جائے یا اپنے باڑے کی طرف پلٹا دے۔ وہ اسی طرح بھٹکتی رہتی ہے، اور بالآخر بھیڑیا آکر اسے اپنا لقمہ بنا لیتا ہے۔

اللہ کی قسم! اے ابن مسلمؓ، بالکل اسی طرح اس اُمت کا بھی جو فرد امام کے بغیر ہو حیرت و پریشانی اور ضلالت و گمراہی کا شکار ہوتا ہے۔ اگر وہ اسی حالت پر مر جائے تو کفر و نفاق کی موت مرتا ہے۔ اے محمدؓ! جان لو کہ آئمہ حق اور ان کی پیروی کرنے والے ہی خدا کے دین پر ہیں۔ اور آئمہ جور خدا کے دین اور حق سے جدا ہیں۔ ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ ان کے اعمال اس راکھ کی طرح ہوتے

ہیں جسے تیز آندھی والے دن ہوا اپنے ساتھ اڑا لے جاتی ہے۔ وہ جو کچھ کماتے ہیں اس پر ذرا اختیار نہیں رکھتے۔ اور پرلے درجے کی گمراہی ہے۔ [1] (بحارالانوار: ۲۳/۸۶)

ہم سے بیان کیا علی بن احمد نے انہوں نقل کیا عبید اللہ بن موسیٰ سے، انہوں نے محمد بن احمد قاسانی سے، انہوں نے اسماعیل بن مہران سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے عبد اللہ بن بکیر، جمیل بن دراج سے، انہوں نے جناب محمد بن مسلم سے، اور انہوں نے امام محمد باقرؑ سے۔ آگے روایت وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔ (بحارالانوار: ۲۳/۸۷)

(حدیث: ۳)

پہلی سند کے ساتھ حسن بن محبوب سے مروی ہے، انہوں نے ابو ایوب خزاز سے، انہوں نے محمد بن مسلمؓ سے روایت بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سرکار باقرؑ سے سوال کیا کہ آپ کے مطابق اس شخص کا حال کیا جو آپ ائمہ اہل بیتؑ میں سے کسی امام کا انکار کرے؟ امام نے جواب دیا: جو شخص خدا کی طرف مقرر کردہ کسی امامؑ کا انکار کرے اور اس سے اور اس کے دین سے لاتعلق رہے تو ایسا شخص کافر و مرتد ہے۔ کیونکہ امام خدا کی طرف سے ہوتا اور دین بھی خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ تو جو شخص خدا کے دین سے لاتعلقی ظاہر کرے اس حالت میں اس کا خون مباح ہے، مگر یہ کہ وہ دوبارہ حق کی طرف پلٹ آئے اور اپنے کہی ہوئی بات سے خدا کے حضور توبہ کرے۔ (بحار: ۲۳/۸۹)

(حدیث: ۴)

حمران بن اعینؓ سے روایت نقل ہوئی، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادقؑ سے آئمہ طاہرینؑ کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: جس نے کسی زندہ امام کا انکار کیا اس نے گویا دنیا سے پردہ فرمانے والے تمام آئمہ کا انکار کیا۔ (بحارالانوار: ۲۳/۹۶)

[1] سورہ ابراہیم کی آیت ۱۸ میں بھی بعینہ یہی تعبیر وارد ہوئی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

(حدیث:۵)

ابن مسکان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام صادق علیہ السلام سے آئمہ طاہرین کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا: جو شخص کسی زندہ امام کا انکار کرے اس نے گویا دنیا سے جانے والے تمام اماموں کا انکار کیا۔ (بحار الانوار: ۲۳ / ۹۵)

(حدیث:۶)

معاویہ بن وہب سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس حال میں مرے کہ اسے اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہ ہو تو وہ گویا جہالت کی موت مرا۔

(حدیث:۷)

ابو نصر بزنطی سے روایت ہے، انہوں نے اس فرمان الٰہی: وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ [1] کے بارے میں امام علی رضا علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: یہاں اس شخص کا ذکر ہے کہ جو آئمہ ہدیٰ میں سے کسی امام (کی ہدایت) کے بغیر اپنا دین رائے وقیاس سے اخذ کرے۔ (بحار الانوار: ۲۳ / ۷۸، حدیث: ۱۰)

(حدیث:۸)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص خدا کی طرف سے مقرر و منصوص امام کے ساتھ کسی ایسے امام کو شریک بنائے جو خدا کا منصوص و مقرر کردہ نہ ہو تو وہ خدا کا شریک بنانے والا قرار پائے گا۔ (بحار الانوار: ۲۳ / ۷۸، حدیث: ۱۱)

(حدیث:۹)

جناب محمد بن مسلمؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی

[1] سورہ قصص: آیت ۵۰۔

خدمت میں عرض کی: ایک شخص مجھ سے کہتا ہے کہ بس تم آخری امام کی معرفت حاصل کرو۔ پھر تمہیں پہلے آئمہ کی معرفت نہ بھی ہو تو تمہارا کچھ نہیں جائے گا؟ یہ سن کر امام عالی مقام نے ارشاد فرمایا: خدا اس پر لعنت کرے، میں ایسے شخص سے نفرت کرتا ہوں اور میرے نزدیک اس کی کوئی وقعت نہیں۔ کیا بھلا پہلے آئمہ کی معرفت حاصل کیے بغیر "آخری امام" کو پہچانا جا سکتا ہے؟! (بحار الانوار: ۳۶ / ۹۸)

(حدیث:۱۰)

محمد بن منصورؒ سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس فرمان الٰہی: وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَا اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر پوچھی تو آپ نے مجھ سے کہا: کیا تم نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جو یہ سمجھتا ہو کہ خدا نے اسے زنا، بدکاری، شراب نوشی یا کسی اور حرام کام کا حکم دیا ہے؟!

میں نے عرض کی: نہیں تو۔

امام نے فرمایا: تو پھر تمہاری سمجھ میں آیا کہ وہ کون سی فحاشی ہے جس کے بارے میں وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں خدا نے اس کا حکم دیا ہے؟!

میں نے کہا: خدا اور اس کا ولی ہی بہتر جانتے ہیں۔

تب امام نے فرمایا: یہ آیت آئمہ جور کے ساتھیوں کے بارے میں ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ خدا نے انہیں بعض لوگوں کو اپنا امام ماننے کا حکم دیا ہے، حالانکہ خدا نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا۔ اس لیے خدا نے یہاں ان کی بات کو رد کیا اور انہیں خبر دی کہ وہ اس پر جھوٹ بول رہے ہیں۔ پھر اس نے ان کے اس

https://downloadshiabooks.com/

عمل کو فحاشی کا نام دیا۔ [1]

(حدیث:۱۱)

محمد بن منصور سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ اس فرمان الٰہی کی تفسیر کیا ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ؟

تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: اس میں قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ لہٰذا خدا نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ بظاہر تو ویسے ہیں جیسے قرآن میں ذکر ہوئیں۔ لیکن باطن میں ان سے آئمہ جور ہیں۔ اسی طرح اس نے جو جو چیزیں حلال بیان کی ہیں، وہ بھی بظاہر اسی طرح ہیں جیسے ان کا ذکر ہوا ہے۔ لیکن باطن میں اُن سے مراد آئمہ حق ؑ ہیں۔ (بحارالانوار: ۱۸۹/۳۳)

(حدیث:۱۲)

حضرت جابر جعفیؒ سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس فرمانِ خدا: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ فلاں وفلاں کے ماننے والے ہیں۔ انہوں نے خدا کے بنائے ہوئے امام کو چھوڑ ان لوگوں کو اپنا امام بنایا۔ اسی لیے خدا ان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ

---

[1] محولہ بالا آیت سورہ اعراف سے ہے۔ اور اس کا ترجمہ یہ ہے: اور جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں (تو) کہتے ہیں: ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی (طریقہ) پر پایا اور اللہ نے ہمیں اسی کا حکم دیا ہے۔ فرما دیجئے کہ اللہ بے حیائی کے کاموں کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ (کی ذات) پہ ایسی باتیں کرتے ہو جو تم خود (بھی) نہیں جانتے۔ (۲۸)

جَمِيعًا ۙ وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ
الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾
وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا
مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ
بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾

"اور اگر یہ ظالم لوگ اس وقت کو دیکھ لیں جب (اُخروی) عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے ہوگا (تو جان لیں) کہ ساری قوتوں کا مالک اللہ ہے اور بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (اور) جب وہ (پیشوایانِ کفر) جن کی پیروی کی گئی اپنے پیروکاروں سے بے زار ہوں گے اور (وہ سب اللہ کا) عذاب دیکھ لیں گے اور سارے اسباب ان سے منقطع ہو جائیں گے۔ اور (یہ بے زاری دیکھ کر مشرک پیروکار) کہیں گے: کاش! ہمیں (دنیا میں جانے کا) ایک موقع مل جائے تو ہم (بھی) ان سے بے زاری ظاہر کر دیں جیسے انہوں نے (آج) ہم سے بے زاری ظاہر کی ہے، یوں اللہ انہیں ان کے اپنے اعمال انہی پر حسرت بنا کر دکھائے گا، اور وہ (کسی صورت بھی) دوزخ سے نکلنے نہ پائیں گے۔" (سورۃ بقرہ)

پھر امامؑ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: اے جابر! خدا کی قسم! یہ آئمہ ظلم اور ان کے ماننے والے ہیں (جن کا ذکر آیات میں ہوا ہے۔) (بحارالانوار: ۳۵۹/۳۳)

(حدیث:۱۳)

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے: میں اسلام میں ہر اس رعیت کو عذاب دوں گا جو کسی ایسے ظالم امامؑ کی ولایت کو اپنے دین کا حصہ مانے جو خدا کی طرف سے نہ ہو۔ خواہ وہ رعایا اچھے اور نیک اعمال ہی کیوں نہ انجام دیتی ہو

https://downloadshiabooks.com/

۔ اور میں ہر اس رعایا کو ضرور معاف کروں گا جو خدا کی طرف سے مقرر کردہ عادل امام کی ولایت پر کاربند رہے۔ خواہ وہ گناہ گار و خطا کار ہو۔ (بحار الانوار: ۷ ،۴/ ۹۳)

﴿حدیث: ۱۴﴾

عبداللہ بن یعفور سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: میں لوگوں سے ملتا ہوں تو مجھے ایسے لوگوں سے مل کر بڑی حیرت ہوتی ہے، جو آپ آل محمدؐ کی ولایت نہیں رکھتے ہیں، بلکہ فلاں وفلاں کی ولایت رکھتے ہیں۔ لیکن (میری ان سے محبت کی وجہ یہ ہے کہ) ان میں امانت داری، راست گفتاری اور وفاداری جیسی صفات موجود ہیں۔ مگر جو لوگ آپؑ کی ولاء رکھتے ہیں ان میں امانت، وفاداری اور سچ بولنے والی صفات موجود نہیں۔ (اسی وجہ سے میں ان پر کڑھتا ہوں)

یہ سن کر امامؑ سیدھے ہو کر بیٹھے اور غصے کی نگاہ سے میری طرف دیکھا۔ اس کے بعد فرمایا: جو کسی ظالم امام کی ولایت کا قائل ہو جو خدا کا مقرر کردہ نہ ہو، اس کا کوئی دین نہیں۔ اور جو شخص خدا کی جانب سے مقرر کردہ عادل امام کی ولایت کا عقیدہ رکھے اس پر کوئی عتاب نہیں۔

عبداللہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا کہ مولا کیا واقعی ان کا کوئی دین نہیں اور ان پر کچھ عتاب نہیں؟!

امام نے فرمایا: جی ہاں ان لوگوں کا کوئی دین نہیں اور ان لوگوں پر کچھ عتاب نہیں۔ کیا تم نے یہ فرمان الٰہی نہیں سنا: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ، يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ، یعنی خدا انہیں امام عادل کے ساتھ محبت و ولایت رکھنے کے سبب گناہوں کی تاریکی سے نکال کر توبہ و مغفرت کے نور کی طرف لے جائے گا۔

اس کے بعد فرمایا: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ، يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۔ بھلا کافر کے لیے کون سا نور ہوتا ہے جس سے اس کو نکالا جائے؟

البتہ اس سے مراد یہ ہے کہ جن لوگوں کا یہاں ذکر ہو رہا ہے وہ پہلے اسلام کے نور میں تھے لیکن جب انہوں نے ہر ظالم امام کے ساتھ محبت و ولاء رکھی جو خدا کی طرف مقرر کردہ نہ تھا تو انہیں کی ولایت کے سبب انہیں اسلام کے نور سے نکال کر کفر کی تاریکیوں میں جھونک دیا گیا۔ پھر اللہ کافروں کے ساتھ ان پر بھی جہنم واجب کردی۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے:

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿ (بحار الانوار: ۲۳/ ۳۲۲، ۶۸/ ۱۰۳)

﴿حدیث: ۱۵﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ خدا اس بات سے ہرگز نہیں شرماتا کہ وہ کسی جماعت پر عذاب نازل کردے کہ جو ایسے امام کی معتقد ہو جو خدا کی طرف مقرر کردہ نہ ہو، اگرچہ وہ اعمال کے اعتبار سے بہت نیک اور پاک ہی کیوں نہ ہو۔ بے شک خدا اس جماعت پر عذاب نازل کرنے سے شرم نہیں کرتا کہ جو اس کی طرف سے مقرر کردہ امام کی معتقد ہو اگرچہ وہ اعمال کے اعتبار سے گناہ گار و خطا کار ہی کیوں نہ ہو۔ (بحار الانوار: ۶۸/ ۱۳۳)

﴿حدیث: ۱۶﴾

عبداللہ بن یعفور سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص آپ اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہے، آپؑ کے دشمن سے اظہار لاتعلقی کرتا ہے، آپ کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ امر (امامت و ولایت) آپ خاندان اہل بیتؑ میں ہی ہے، اس سے باہر نہیں۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ ان کے آپس میں اختلاف کیا حالانکہ وہ قیادت کرنے والے آئمہ ہیں۔ لیکن جب وہ کسی ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور اسے معین کردیں تو ہم بھی اسے مان لیں گے۔

یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: اگر یہ شخص مر جائے تو اس کی موت جاہلیت پر ہوگی۔

https://downloadshiabooks.com/

﴿حدیث:۱۷﴾

جناب سماعہ بن مہرانؒ سے روایت نقل ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے صادق آل محمدؑ کی خدمت میں عرض کی: ایک شخص مولا امیر المومنینؑ کی محبت وولایت کا عقیدہ رکھتا ہے ان کے دشمن سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے، اور اس کے علاوہ بھی تمام عقائد حقہ کو مانتا ہے۔ لیکن وہ اس بات کا قائل ہے کہ آئمہ نے آپس میں اختلاف کیا، حالانکہ وہ امام اور قائد ہیں۔ لہذا اب میں نہیں جانتا کہ ان میں امام کون ہے؟ چناچہ وہ سب مل کر کسی ایک فرد پر اتفاق کرلیں تو میں اس کے حکم پر چلنے لگ جاؤں گا۔ کیونکہ اتنا تو میں جانتا ہوں کہ اس کے لائق فقط وہی ہیں۔

اس کے جواب میں امام معصومؑ نے فرمایا: اگر یہ شخص اس حالت میں دنیا سے چلا جائے تو اس کی موت زمانہ جاہلیت والی ہوگی۔ پھر فرمایا: بے شک قرآن کی ایک تاویل ہے جو اس طرح چلتی ہے جیسے دن ورات چلتے ہیں۔ تو جب کسی چیز کی تاویل آتی ہے تو وہ واقع ہو جاتی ہے۔ چناچہ ان میں کچھ ایسی ہیں کہ ان کی تاویل ظاہر ہو چکی ہے کچھ کی ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ (مصدر سابق: حدیث: ۱۳)

﴿حدیث:۱۸﴾

ہم سے بیان کیا سلامہ بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا احمد ابن داؤد نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن حسین بن بابویہ نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے نقل کیا محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے، انہوں نے نقل کیا مفضل بن زائدہ سے، اور انہوں نے جناب مفضل بن عمرؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

من دان بغیر سماع من عالم صادق الزمه الله التیه من العناء. و من ادعی سماعا من غیر الباب الذی فتحه الله لخلقه فهو مشرك به. و ذلك الباب هو الامین المأمون علی

سر الله المکنون.

"جو عالم صادق سے سنے بغیر کسی چیز کو اپنا دین بنالے تو خدا اس پر گمراہی سے تختی تک تمام امور لازم کردے گا۔ اور جو شخص اس دروازے کے علاوہ کہیں سے سننے کا دعویٰ کرے جسے خدا نے اپنی مخلوق کے لیے کھولا ہے، تو وہ اس کے ساتھ شرک کرنے والا ہے۔ اور وہ باب امین مامون علی بن ابی طالبؑ ہیں جو خدا کا ایک مخفی راز ہیں۔"

ہم سے بیان کیا محمد بن یعقوب کلینی نے، انہوں نے نقل کیا کسی راوی سے، انہوں نے عبد العظیم بن عبد اللہ حسنی سے، انہوں نے مالک بن عامر سے، انہوں نے مفضل بن زائدہ سے، انہوں نے مفضل بن عمر سے، وہ کہتے ہیں: امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو کسی غیر صادق عالم سے سنی ہوئی بات کو اپنے دین کا حصہ بنالے۔۔۔ آگے پوری روایت وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔ (عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۲)

﴿حدیث:۱۹﴾

حمران بن اعینؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا جو امیر المومنینؑ کے محبت وولایت رکھتا ہے، ان کے دشمن سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے، اور اس کے علاوہ بھی تمام عقائد حقہ کو مانتا ہے۔ لیکن وہ اس بات کا قائل ہے کہ ائمہ نے آپس میں اختلاف کیا، حالانکہ وہ امام اور قائد ہیں۔ لہذا اب میں نہیں جانتا کہ ان میں کون امام ہے؟ چناچہ وہ سب مل کر کسی ایک فرد پر اتفاق کرلیں تو میں اس کے حکم پر چلنے لگ جاؤں گا۔ کیونکہ اتنا تو میں جانتا ہوں کہ خدا ان پر رحم کرے! یہ امر انہی میں ہے۔

تو امام نے فرمایا: اگر وہ شخص اس حالت پر مرجائے تو اس کی موت جہالت کی ہوگی۔

علی بن سیف سے روایت ہے، انہوں نے اپنے بھائی حسین سے نقل کیا ہے، انہوں نے معاذ بن مسلم اور انہوں نے بھی امام صادقؑ سے اسی کے مثل روایت نقل کی

https://downloadshiabooks.com/

ہے۔(بحار الانوار: ۲۳ر۸۰)

پس موالیانِ اہل بیتؑ کو ان روایات معصومینؑ میں خوب غور فکر کرنی چاہیے ا نہوں نے آئمہ میں سے کسی ایک امام میں بھی شک کرنے والے اور اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر رات بسر کرنے والے کے بارے میں بیان کیں اور اسے کافر، منافق اور مشرک کہا۔ اور بتایا کہ اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔ اس طرح ایک حدیث میں ارشاد کیا کہ جو زندہ آئمہ میں سے کسی کا انکار کرے تو اس نے سابقہ آئمہ کا بھی انکار کر دیا۔

اب انسان کو اس بات کی طرف مکمل طور پر متوجہ رہنا چاہیے کہ وہ اپنا امام کس کو مان رہا ہے؟ تا کہ باطل کی ظاہری خوب صورتی اسے اپنے مکر و فریب کے جال میں پھنسا نہ لے۔ اور وہ راہِ حق سے منحرف نہ ہو جائے۔ انسان کو یہ شعور ہونا چاہیے کہ کس کی پیروی کر رہا ہے اور اپنے اور خدا کے مابین کس کو واسطہ بنا رہا ہے؟ خدا ہمیں اور تمام اہل ایمان کو گمراہی سے دوری اور ہدایت سے محرومیت سے اپنی امان میں رکھے۔ (آمین!)

❁❁❁❁

باب نمبر 8

زمین حجت خدا کے وجود سے خالی نہیں رہ سکتی

(حدیث:۱)

حضرت کمیل بن زیاد سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دن امیر المومنینؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے صحرا کی طرف لے گئے۔ جب آپ ایک بیابان جگہ پر پہنچے تو ٹھنڈی سانس لی اور کافی دیر کلام کیا، اس کے آخر میں آپ نے فرمایا: ہاں! اے خدا، بے شک زمین کبھی ایسی حجت کے وجود سے ہرگز خالی نہیں رہ سکتی کہ جو اس پر اس کی حجت (یعنی دین و شریعت) کو قائم کرنے والی ہو۔ چاہے ظاہر و معلوم ہو یا خائف و مغمور ہو۔ تا کہ اس کے بھیجے کلام میں اس کی حجتیں اور براہین باطل نہ ہوں۔ (معجم احادیث المہدی: ۳ر۶۸)

امیر المومنینؑ کے اس کلام میں وضاحت موجود ہے کہ حجت خدا یا تو ظاہر معلوم ہوتی ہے۔ یعنی اس کی شخصیت اور مقام مشخص ہوتا ہے۔ یا خائف مستور ہوتی ہے۔ یعنی اس کی شخصیت اور مقام غائب ہوتا ہے اور کسی کو اس کے بارے میں کچھ خبر نہیں ہوتی۔

(حدیث:۲)

ابو اسحاق سبیعی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے مولا امیر المومنینؑ کے ایک معتبر صحابی کی زبان سے سنا ہے کہ آپ نے کوفہ میں اپنے ایک طویل خطبہ میں ارشاد فرمایا:

اللهم لا بد من حجج فی ارضك حجة بعد حجة علی خلقك یهدونهم الی دینك، و یعلمونهم علمك لکیلا یتفرق اتباع

https://downloadshiabooks.com/

اولیائك ظاهر غیر مطاع. او مكتتم خائف یترقب. ان غاب عن الناس شخصهم فی حال هدنتهم فی دولة الباطل فلن یغیب عنهم مبثوث علمهم و آدابهم فی قلوب المؤمنین مثبتة، و هم بها عاملون، یأنسون بما یستوحش منه المكذبون، و یأباه المسرفون بالله. كلام یكال بلا ثمن لو كان من یسمعه بعقله فیعرفه و یؤمن به و یتبعه، و ینهج نهجه فیفلح به؛ ثم یقول: فمن هذا؟ و لهذا یأرز العلم اذ لم یوجد حملة یحفظونه و یؤدونه كما یسمعون من العالم.

"اے اللہ! تیری زمین پر ایک کے بعد ایک کر کے حجتوں کا آنا ضروری ہے جو تیری مخلوق کو دین کی طرف ہدایت دیں اور انہیں تیرا علم سکھائیں۔ تا کہ تیرے اولیاء کے ماننے والوں میں تفرقہ پیدا نہ ہو۔ چاہے وہ ظاہر اور اس کی اطاعت نہ جائے یا مخفی و پوشیدہ ہو اور خطرات میں گھری ہوئی ہوں۔ اگر وہ باطل کی حکومت میں امن کے حالات میں ظاہری طور پر غائب بھی رہے تو ان کے پھیلائے ہوئے علوم و آداب اہل ایمان کے دلوں میں ثابت و محکم ہوتے ہیں۔ وہ ان تعلیمات و آداب پر عمل کرتے ہیں اور ان سے مانوس ہوتے ہیں جبکہ جھٹلانے والے ان سے وحشت محسوس کرتے ہیں اور خدا کے حق میں کوتاہی کرنے والے ان کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کلام ہوتا ہے جسے بغیر کسی قیمت کے تولا جاتا ہے۔ اگر سننے والے میں عقل ہو وہ اسے سن کر سمجھ لے اس پر ایمان لائے، اس کی اتباع کرے اور اس کی روشنی میں ایسی راہ پر چل پڑے کہ جو اسے کامیابی کی طرف لے جائے۔ اس کے بعد وہ پوچھے کہ یہ شخص کون ہے؟ (جس کا کلام یہ ہے) یہی وجہ ہے کہ جب وہ لوگ موجود نہ ہیں کہ جو علم کو حاصل کرنے کے بعد اس کی حفاظت کرتے ہوں اور جیسے عالم سے سنا ہو ویسے ہی آگے منتقل کرتے ہوں تو علم اُٹھ جاتا ہے۔"

اس کے بعد امام نے ایک طویل کلام کیا اور آخر میں ارشاد فرمایا:

اللهم و انی لاعلم ان العلم لا یأزر كله، و لا ینقطع مواده، فانك لا تخلی ارضك من حجة علی خلقك اما ظاهر مطاع، أو خائف مغمور لیس بمطاع. لكی لا تبطل حجتك و یضل أولیاؤك بعد هدیتهم.

"اے اللہ! میں جانتا ہوں کہ علم پورے کا پورا نہیں اُٹھتا اور نہ اس کا ذخیرہ ختم ہوتا ہے۔ بے شک تو اپنی زمین کو کسی حجت (ہادی) کے وجود سے خالی نہیں کرے گا۔ چاہے وہ ظاہر ہو اور اس کی اطاعت کی جائے۔ یا خائف و مستور ہو اور بظاہر اس کی اطاعت نہ کی جائے۔ یہ اس لیے تا کہ تیری حجت (دین و شریعت) باطل نہ ہو۔ اور تیرے ساتھی گمراہی سے بچے رہیں۔ بعد اس کے کہ وہ ان کی ہدایت کر چکا ہو۔"

ہم سے بیان کیا محمد بن یعقوب کلینی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کی علی بن محمد نے، انہوں نے نقل سہل بن زیاد سے، وہ کہتے ہیں: محمد بن یحیی اور دوسروں نے، انہوں نے نقل کیا احمد بن محمد سے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم نے، ان سب نے اس کے والد سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے ہشام بن سالم، اس نے ابوحمزہ ثمالی سے، اس نے ابواسحاق سبیعی سے، اس نے امیر المومنینؑ کے ایک معتبر صحابی سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے مسجد کوفہ کے منبر پر تشریف فرما کر یہ خطبہ دیا: یہ وہی روایت ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

(بحار الانوار: ۲۳/ ۵۴؛ معجم احادیث المہدی ۳/ ۶۸)

(حدیث: ۳)

اسحاق بن عمار سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بے شک یہ زمین خالی نہیں رہے گی، مگر یہ کہ اس میں کوئی عالم موجود ہو گا، تا کہ اہل ایمان زیادہ بہتر طریقے سے کافروں کی طرف سے ڈالے جانے والے شکوک و شبہات کا رد کر سکیں۔ اور ان میں کسی چیز کی کمی ہو تو وہ اس کو پورا کر دے۔

(بصائر الدرجات: ۳۳۲؛ الکافی: ۱/ ۱۷۸؛ کمال الدین: ۲۲۱؛ علل الشرائع: ۲۲۰)

https://downloadshiabooks.com/

﴿حدیث:۴﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ زمین میں خدا کی کوئی نہ کوئی ایسی حجت ضرور موجود ہوتی ہے جو اس کے حلال وحرام کو پہچانتی ہے۔ اور لوگوں کو راہ خدا کی طرف دعوت دیتی ہے۔ (المحاسن: ۲۳۶؛ بصائر الدرجات: ۴۸۴؛ الکافی: ۱/۱۷۸)

﴿حدیث:۵﴾

حسین بن ابی العلاء سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے؟ تو فرمایا: نہیں۔

(بصائر: ۴۸۵؛ الکافی: ۱/۱۷۸؛ الامامہ والتبصرہ: ۳۷؛ کمال الدین: ۲۲۳)

﴿حدیث:۶﴾

حضرت ابوبصیرؓ سے روایت ہے، انہوں نے سرکار صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک خدا نے کبھی بھی زمین کو عالم (یعنی امام وحجت) سے خالی نہیں چھوڑا، اگر ایسا نہ ہو تو حق وباطل میں تمیز نہیں کی جا سکتی۔ (اصول کافی: ۱/۱۷۸؛ بحار الانوار: ۲۳/۲۶)

﴿حدیث:۷﴾

حضرت ابوحمزہ ثمالی رضوان اللہ علیہ سے مروی ہے، انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب سے حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی خدا نے زمین کو کسی ایسے امام کے وجود سے خالی نہیں چھوڑا جس کے ذریعے خدا کی طرف راہنمائی ملے۔ وہ بندگان خدا پر اس کی حجت ہوتا ہے۔ یہ زمین امام کے وجود کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی کہ جو بندوں پر خدا کی حجت ہوتا ہے۔ (بصائر: ۴۸۵؛ کافی: ۱/۱۷۸؛ علل الشرائع: ۱۹۸؛ بحار: ۲۲/۲۳؛ الامامہ والتبصرہ: ۲۹)

﴿حدیث:۸﴾

حضرت ابوحمزہ ثمالیؓ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام

سے پوچھا کہ کیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے؟ تو امامؑ نے فرمایا: اگر زمین امام کے بغیر ہو تو نیچے دھنس جائے۔ (حوالہ جات سابقہ)

﴿حدیث:۹﴾

محمد بن فضیل سے روایت ہے، ان کا کہنا ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے؟ امامؑ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کی: بلاشبہ ہم نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امامؑ کے وجود کے بغیر زمین باقی نہیں رہ سکتی اور اپنے رہنے والوں سمیت نیچے دھنس جائے۔ یا فرمایا: بندوں سمیت دھنس جائے۔ تو سرکار رضا علیہ السلام نے بھی فرمایا: (ہاں یہ بات حق ہے کہ) زمین امامؑ کے وجود کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی۔ بصورت دیگر یہ نیچے دھنس جائے گی۔

(بحار الانوار: ۲۳/ ۳۳؛ معجم احادیث مہدی: ۳/۱۷۷)

﴿حدیث:۱۰﴾

ابو ہراسہ سے روایت نقل ہوئی ہے، اس نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اگر امام کو زمین سے ایک لمحے کے لیے بھی اٹھا لیا تو یہ اپنے اہل سمیت دھنس جائے گی۔ اور اس طرح موجیں کھائے گی جیسے سمندر اپنے اندر موجود تمام مخلوقات کے ساتھ موجیں کھاتا ہے۔ (بصائر: ۴۸۸؛ کافی: ۱/۱۷۹؛ بحار: ۲۳/۲۸؛ دلائل الامامہ: ۲۳۰)

﴿حدیث:۱۱﴾

وشاء سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: ہم نے روایت کیا ہے کہ یہ کبھی بھی امامؑ کے وجود سے خالی نہیں رہے گی۔ ورنہ خدا اسے بندوں سمیت نیچے دھنسا دے گا۔ اس پر امامؑ نے بھی فرمایا: ہاں بالکل ایسا، امامؑ کے وجود کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی، اگر رہ جائے تو دھنس جائے گی۔ (بصائر الدرجات: ۴۹۸؛ بحار الانوار: ۲۳/۲۸)

https://downloadshiabooks.com/

باب نمبر 9

اگر زمین میں صرف دو بندے ہی ہوں تو ان میں سے ایک حجت ہوگا

﴿حدیث:۱﴾

ابو عمارہ حمزہ بن طیار سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادقؑ کی زبان مبارک سے سنا کہ اگر زمین میں صرف دو بندے رہ جائیں تو ان میں سے دوسرا حجت ہوگا۔ (الکافی: ۱/ ۱۸۰)

﴿حدیث:۲﴾

اسی راوی نے انہی امام سے نقل کیا ہے کہ اگر زمین میں فقط دو افراد باقی رہ جائیں تو ان میں سے ایک اپنے دوسرے ساتھی پر حجت ہوگا۔

شیخ کلینی نے محمد بن حسن سے اس نے سہل بن زیاد سے اس نے محمد بن عیسیٰ سے بھی اسی کے مثل روایت نقل کی ہے۔ (اصول کافی: ۱/ ۱۸۹؛ اثبات الہداۃ: ۱/ ۷۹؛ بحار: ۲۳/ ۵۲)

﴿حدیث:۳﴾

کرام سے نقل ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا: اگر (اس دنیا میں) صرف دو ہی افراد ہوں تو ان میں سے ایک امام ہوگا۔ اس کے بعد فرمایا: سب سے آخر میں جس کی وفات ہوگی وہ امام ہوگا۔ یہ اس لیے تاکہ کوئی شخص بارگاہ خدا میں یہ عذر نہ کرسکے کہ اس نے اسے اپنی حجت کے بغیر چھوڑ دیا تھا۔ (الکافی: ۱/ ۱۸۰؛ علل الشرائع: ۱۹۶؛ بحارالانوار: ۲۳/ ۲۱؛ ۵۳/ ۱۱۴)

﴿حدیث:۴﴾

حمزہ بن طیار سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادقؑ کو سنا، آپ ارشاد فرما رہے تھے: اگر زمین میں صرف دو افراد ہی باقی رہ جائیں تو ان میں سے ایک حجت ہوگا۔ (یا فرمایا: دوسرا حجت ہوگا۔) یہاں روای کا شبہ ہے۔ (بہر کیف مطلب ایک ہی بنتا ہے۔) (اصول کافی: ۱/ ۱۸۰)

﴿حدیث:۵﴾

یونس بن یعقوب سے مروی ہے کہ صادق آل محمدؐ نے ارشاد فرمایا: اگر پوری زمین میں صرف دو ہی بندے ہوتے تو ان میں سے ایک امام ہوتا۔ (الکافی: ۱/ ۱۸۰؛ بحارالانوار: ۲۳/ ۵۲)

https://downloadshiabooks.com/

باب نمبر 10

غیبت امام مہدیؑ اور آئمہ طاہرینؑ کی بشارتیں

﴿حدیث:۱﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباء و کرام کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ امیر المومنینؑ کے زمانے میں فرات کا پانی زیادہ ہو گیا۔ تو آپ اپنے دونوں بیٹوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ہمراہ اپنی سواری پر وہاں سے گزرے۔ جب آپ کا گزر بنی ثقیف کے پاس سے ہوا وہ کہنے لگے: بس اب علی آ گئے ہیں وہ پانی کا رخ ادھر سے موڑ دیں گے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! مجھے اور میرے دو بیٹوں کو شہید کیا جائے گا۔ پھر خدا آخری زمانے میں میری اولاد میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو ہمارے خون کا بدلہ لے گا۔ وہ ایک عرصے تک ان سے غیب رہے گا تاکہ گمراہوں کی گمراہی ظاہر ہو جائے۔ حتیٰ کہ جاہل یہ کہیں گے کہ اب خدا کو آل محمدؐ سے کوئی حاجت نہیں۔" (اثبات الوصیہ: ۲۲۴؛ کمال الدین: ۳۰۳؛ دلائل الامامۃ: ۲۹۳؛ اعلام الوری: ۴۰۰؛ بحار الانوار ۵۱: ۱۱۲)

﴿حدیث:۲﴾

حضرت مفضل بن عمر سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایک خبر جسے تم سمجھ لو ان دس روایات سے بہتر ہے جنہیں تم صرف نقل کرو۔ کیونکہ ہر حق کی ایک حقیقت اور ہر درستی کا ایک نور ہوتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا: اللہ کی قسم! ہم

اپنے شیعوں میں کسی شخص کو اس وقت تک فقیہ نہیں مانتے جب تک کہ اس کے لیے کوئی اشارہ کیا جائے اور وہ اس کو سمجھ نہ لے۔ امیر المومنینؑ نے کوفے کے منبر پر یہ ارشاد فرمایا تھا: بے شک تمہارے پیچھے ایسے تاریک اور گمراہ کرنے والے فتنے سر اٹھائیں گے۔ جو بہت ہی اندھے اور بہرا کرنے والے ہوں گے۔ ان سے صرف وہی لوگ نجات پائیں گے جو نومہ (گمنام) ہیں ظاہر میں نہ آنے والے اور دور دراز طریقے سے ان سے بچاؤ کا سامان کرنے والے ہوں گے۔

پوچھا گیا: یا امیر المومنینؑ! یہ نومہ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: نومہ اس شخص کو کہا جاتا ہے جو لوگوں کو پہچانتا ہو مگر لوگ اس سے بے خبر ہوں۔

جان لو کہ زمین حجت خدا کے وجود سے خالی نہیں رہ سکتی۔ البتہ ایسا ہوتا ہے خداوند عالم خلق کے ظلم و جور اور اس کی اپنے آپ کے ساتھ زیادتی کی وجہ سے اسے اپنی حجت سے بے خبر کر دیتا ہے۔ اگر زمین لمحہ بھر کے لیے حجت کے وجود سے خالی رہے تو اپنے مکینوں سمیت دھنس جائے گی۔ لیکن حجت لوگوں کو پہچانتی ہے۔ جبکہ وہ اس سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو دیکھتے ہی پہچان لیا جبکہ وہ ان سے بے خبر تھے۔ پھر مولائے متقیانؑ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ہائے افسوس! بندوں پر کہ جب ان کے پاس کوئی رسول آیا تو وہ اس کا مذاق بنانے لگے۔ (سورۂ یٰس: ۳۰)

﴿حدیث:۳﴾

مولا امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن آپ نے جناب حذیفہ بن یمانؓ سے ارشاد فرمایا:

یا حذیفة لا تحدث الناس بما لا یعرفون، فیطغوا و یکفروا. ان من العلم صعبا شدیدا محمله لو حملته الجبال عجزت عن

https://downloadshiabooks.com/

حمله . ان علمنا اهل البيت . سينكر . و يبطل . و تقتل رواته
و يساء الى من يتلوه بغيا و حسدا لما فضل الله به عترة الوصى
وصى النبى صلى الله عليه وآله وسلم

يابن اليمان ! ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم تفل فى فمى و امر
يده على صدرى . و قال : اللهم اعط خليفتى و وصيى و قاضى
دينى . و منجز وعدى . و امانتى . و لى (و ولى حوضى . بروايت
البحار) وناصرى على عدوك و عدوى . و مفرج الكرب عن وجهى
ما اعطيت آدم ؏ من العلم . و ما اعطيت نوحا ؏ من الحلم
وابراهيم ؏ من العترة والسماحة . وما اعطيت ايوب ؏ من
الصبر عند البلاء . وما اعطيت داؤد ؏ من الشدة عند منازلة
الاقران . وما اعطيت سليمان ؏ من الفهم . اللهم لا تخف عن
على ؏ شيئا من الدنيا حتى تجعلها كلها بين عينيه مثل
المائدة الصغيرة بين يديه . اللهم اعطه جلادة موسى ؏ .
واجعل فى نسله شبيه عيسى ؏ اللهم انك خليفتى عليه وعلى
عترته و ذريته الطيبة المطهرة التى اذهبت عنهم الرجس
والنجس . و صرفت عنها ملامسة الشياطين . اللهم ان بغت
قريش عليه . و قدمت غيره عليه فاجعله بمنزلة هارون ؏ من
موسى ؏ . اذ غاب عنه موسى ؏ .

ثم قال لى : يا على ؏ ! كم فى ولدك من ولد فاضل يقتل
والناس قيام ينظرون لا يغيرون !! . فقبحت الامة ترى اولاد

نبيها يقتلون ظلما وهم لا يغيرون ان القاتل والآمر والشاهد
الذى لا يغير كلهم فى الاثم واللعان سواء مشتركون .

يابن اليمان ! ان قريشا لا تنشرح صدورها . ولا ترضى قلوبها . و
لا تجرى السنتها ببيعة على ؏ و موالاته الا على الاكراه و
العمى الصغار .

يابن اليمان ! ستبايع قريش عليا ؏ . ثم تنكث عليه . و تحاربه
و تناضله و ترميه بالعظائم . و بعد على ؏ يلى الحسن و
سينكث عليه ثم يلى الحسين ؏ فتقتله امة جده . فلعنت
امة تقتل ابن بنت نبيها و لا تعز من امة . والعن القائد لها و
المرتب لفاسقها . فوالذى نفس على ؏ بيده . لا تزال هذه
الامة بعد قتل الحسين ابنى فى ضلال و ظلمة و عسف و جور و
اختلاف فى الدين . و تغيير و تبديل لما انزل الله فى كتابه و
اظهار البدع و ابطال السنن و اختلال و قياس مشتبهات و
ترك محكمات حتى تنسلخ من الاسلام و تدخل فى العمى و
التلدد والتسكع

مالك يابنى امية ! لا هديت يابنى امية . و مالك يابنى العباس .
لك الاتعاس . فما فى بنى امية الا ظالم و لا فى بنى عباس الا
معتد متمرد على الله بالمعاصى . قتال لولدى . هتاك لسترى و
حرمتى . فلا تزال هذه الامة جبارين يتكالبون على حرام
الدنيا منغمسين فى بحار الهلكات و فى اودية الدماء حتى

https://downloadshiabooks.com/

غاب المتغیب من ولدی عن عیون الناس، و ماج الناس بفقده، او بقتله و بموته، اطلعت الفتنة، نزلت البلیة و التحمت العصبیة و غلا الناس فی دینهم و اجمعوا علی ان الحجة ذاهبة و الامامة باطلة، و یحج حجیج الناس فی تلک السنة من شیعة علیؑ و نواصبه للتحسس و للتجسس عن خلق الخلف فلا یری له اثر و لا یعرف له خبر و لا خلف، فعند ذلک سبت شیعة علیؑ، سبها اعداؤها و ظهرت علیها الاشرار و الفساق باحتجاجها حتی اذا بقیت الامة حیاری و تدلهت و اکثرت فی قولها ان الحجة هالکة و الامامة باطلة، فورب علیؑ! ان حجتها علیها قائمة ماشیة فی طرقاتها، داخلة فی دورها و قصورها، جوالة فی شرق هذه الارض و غربها، تسمع الکلام و تسلم عن الجماعة، تری و لا تری الی الوقت و الوعد، و نداء المنادی من السماء: الا ذلک یوم فیه سرور ولد علیؑ و شیعته

''اے حذیفہ! لوگوں کے سامنے وہ باتیں مت بیان کرو جن سے وہ آشنا نہیں۔ کیونکہ ایسی صورت میں وہ پہلے سرکش ہوتے ہیں، پھر بالکل ہی کافر ہو جاتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ علم بہت مشکل ہے اور اس کا اٹھانا بہت گراں ہے۔ اگر پہاڑ بھی اسے اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں۔ عن قریب اہل بیتؑ کے علم کا انکار ہوگا، اسے باطل کہا جائے گا، اس کے راویوں کو قتل کیا جائے گا، وصیؑ عترت سے بغض و حسد کی بنا پر ان روایات کو بیان کرنے والوں کے متعلق بدگمانی کی جائے گی۔''

اے فرزند یمانؓ! رسول خدا ﷺ نے اپنا لعاب مبارک میرے منہ ڈالا اور

اپنا ہاتھ میرے سینے پہ پھیر کر یہ دعا کی:

''اے اللہ میرے خلیفہ و وصی، میرا قرض ادا اور میرے وعدے پورے کرنے والے، میری امانتوں کے امین، میرے حوض کے مالک و نگران اور تیرے اور میرے دشمنوں کے مقابلے میں مددگار، اور میرے چہرے سے غم و پریشانی دور کرنے والے کو آدمؑ کا علم، نوحؑ کا علم، ابراہیمؑ کی نسل کی مانند نسل و سخاوت، مصیبت کے وقت ایوبؑ کا صبر، دشمنوں سے مقابلے کے دوران داؤدؑ کی قوت و جواں مردی اور سلیمانؑ کا فہم و شعور عطا فرما۔ اے اللہ! دنیا کی کسی بھی چیز کو علیؑ کی نظروں سے اوجھل نہ کر، اور تمام چیزیں ان کے اس طرح سامنے کر دے جیسے کسی کے سامنے ایک چھوٹا سا دسترخوان پڑا ہوتا ہے۔ اے اللہ! انہیں حضرت موسیٰؑ کی جرأت و بہادری عطا کر اور ان کی نسل میں عیسیٰؑ کی شبیہ (قائم آل محمدؑ) کو پیدا فرما۔ [1] اے اللہ! میں تیری ذات کو علیؑ اور ان کی پاک و پاکیزہ عترت و ذریت کا حامی و نگہبان بناتا ہوں جن سے تو نے ہر قسم کی ناپاکی و پلیدی دور اور شیاطین کی مکاریوں سے امان میں رکھا۔ اے اللہ! اگرچہ میں جانتا ہوں کہ قریش ان کے مقابل بغاوت کریں گے اور غیروں کو ان پر مقدم کریں گے۔ تو اے خدا! تو انہیں مجھ سے اسی نسبت پہ فائز کرنا کہ جو جناب ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی۔ کہ جب وہ انہیں اپنی قوم کے پاس (بطور خلیفہ) چھوڑ کر گئے۔

اس کے بعد رسول خدا ﷺ میرے طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یا علیؑ! آپ کے

[1] شیعہ و سنی دونوں کی روایات کے مطابق قائم آل محمدؑ اپنے نانا رسول خدا ﷺ کی شبیہ ہیں۔ تو یہاں جو آپؑ کو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اس سے مراد یہ ہو سکتا ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں اور قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے۔ اسی طرح آپؑ بھی لوگوں کی پردۂ غیبت میں ہیں اور بعد میں ظہور کریں گے۔ (از مترجم)

https://downloadshiabooks.com/

کتنے ہی بیٹوں کو شہید کیا جائے گا اور لوگ خاموشی سے انہیں قتل ہوتا دیکھتے رہیں گے اور اس پر کوئی ردعمل ظاہر نہ کریں گے؟!!! اس امت پر لعنت ہو جو اپنے نبی ﷺ کی اولاد کو ظلم کے ساتھ شہید ہوتا دیکھے اور اُن کی مدد کے لیے کچھ نہ کرے! بلاشبہ انہیں قتل کرنے والا، اُس کا حکم دینے والا اور اس پر راضی رہنے والا سب کے سب اس گناہ اور لعنت میں برابر کے شریک ہیں۔

اے فرزند یمان! قریش کے سینے کبھی نہ کھلیں گے، نہ ان کے دل مطمئن ہوں گے اور نہ ہی ان کی زبانوں پر میری بیعت و ولایت کا اقرار جاری ہوگا، سوائے اس کے کہ وہ مجبور ہو جائیں، انہیں اور کوئی راہ دکھائی نہ دے اور ذلت و پستی انہیں ہر ہر طرف سے گھیر لے۔

یا ابن یمان! جلد ہی قریش مجھ علی کی بیعت کریں گے، پھر اس بیعت کو توڑ کر میرے خلاف برسر پیکار ہو جائیں گے۔ میرے بعد حسن مجتبیٰ علیہ السلام مسندِ خلافت پر متمکن ہوں گے اور ان کی بھی بیعت شکنی کی جائے گی۔ ان کے بعد حسینؑ رسول خدا ﷺ کے جانشین بنیں گے۔ مگر ان کے نانا کی امت انہیں شہید کر دے گی۔ اس اُمت پر لعنت و پھٹکار ہو جو اپنے ہاتھ اپنے نبی ﷺ کی صاحب زادی کے نورِ نظر کے خون سے سرخ کرے! خدا اس کے قاتل پر اور اس کے فاسق حکمران کے لیے اسباب پیدا کرنے والے پر لعنت کرے۔

اس ذات کردگار کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! یہ اُمت میرے بیٹے حسین علیہ السلام کو شہید کرنے کے بعد ہمیشہ گمراہی، تاریکی، ظلم و بربریت، دین میں اختلاف، خدا کی نازل کردہ کتاب میں ردو بدل، بدعات کو ظاہر کرنے، سنتوں کو باطل قرار دینے، اختلاف میں خلل ڈالنے، قیاس و مشتبہات، اور خدا کی محکم آیات کو ترک کرنے جیسے گناہوں میں مبتلا ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ اسلام سے نکل کر کفر کی تاریکی، حیرت و سراسیمگی اور بے راہ روی کا شکار ہو جائے گی۔

اے بنی امیہ! کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو؟! ہدایت کی راہ کیوں نہیں اختیار کرتے؟! اے بنی عباس! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟! غرق ہو جاؤ تم لوگ! بنی امیہ میں سب کے سب ظالم ہیں (بنی میں سب بڑا ظالم فلاں (یعنی حاکم شام) ہے، بروایت بحار) اور بنی عباس میں سب کے سب حد سے تجاوز کرنے والے، خدا کی نافرمانی کر کے اس کے سامنے سرکشی کا مظاہرہ کرنے والے، میری اولاد کے قاتل اور میری عزت و حرمت کو پامال کرنے والے ہیں۔ پس یہ اُمت ہمیشہ ظلم و جبر کرتی رہے گی، دنیا کے حرام پر لوٹتی رہے گی اور ہلاکت کے سمندروں اور خون کی ندیوں میں ڈوبی رہے گی۔ حتیٰ کہ جب میری نسل سے غیب ہونے والا پردۂ غیبت میں جائے گا تو لوگ مختلف شکوک و شبہات میں پڑ جائیں گے اور ان کی حالت دگرگوں ہو جائے گی۔ کچھ کہیں گے کہ وہ کسی جگہ روپوش ہو گئے ہیں، کچھ کہیں گے کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے اور کچھ کہیں گے کہ وہ طبعی طور پر اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔ اس وقت ایک بہت بڑا فتنہ سر اٹھائے گا، لوگوں پر بلا نازل ہوگی، اُن میں بے جا تعصب ظاہر ہوگا، لوگ اپنے میں غلو کریں گے اور اس بات پر اتفاق رائے کر لیں گے کہ حجتِ خدا ضائع ہو گئی ہے اور امامت باطل ہو چکی ہے۔
اس سال شیعان علیؑ حج پہ جائیں گے اور ناصبی پیچھے سے لوگوں کی گھروں میں گھس کر تلاشی لے گے۔ مگر انہیں امام مہدیؑ کی نہ کوئی نشانی ملے گی، ان کے متعلق کوئی خبر اور نہ ہی کوئی ایسا شخص جسے وہ اپنی جگہ چھوڑ گئے ہوں۔ اس وقت شیعان علیؑ کو سب و شتم کیا جائے گا۔ ان کے دشمن انہیں ناسزا کہیں گے۔ اور اشرار و فساق اپنی باتوں کے زور پر ان پہ غالب آ جائیں گے۔ حتیٰ کہ جب امت حیرت و اضطراب کے سمندر

https://downloadshiabooks.com/

میں پوری طرح ڈوب جائے گی اور اسے کوئی کنارہ دکھائی نہ دے گا یہ بار بار یہی تکرار کرے گی کہ حجت ہلاک ہوگئی اور امامت باطل ہوگئی تو پروردگار علی کی قسم [1] اس امت کی حجت ان پر قائم ہوگی، ان کی گلیوں میں چلے گی، ان کی آبادیوں اور گھروں میں داخل ہو جائے گی، زمین کے مشرق و مغرب میں جائے گی لوگوں کی باتیں سنے گی اور اپنی مقابل جماعت سے قبضہ چھڑائے گی۔ وہ (پوری امت کو) دیکھے گی مگر خدا کے مقرر کردہ وعدے اور وقت سے پہلے اسے کوئی نہ دیکھ پائے گا۔ چنانچہ جب وقت اور وعدے کی میعاد پوری ہو جائے گی آسمان سے ایک منادی ندا دے گا: آگاہ ہو جاؤ! یہ وہ دن ہے جس میں اولادِ علی اور ان کے شیعوں کو خوشی و اطمینان حاصل ہوگا۔ (بحار الانوار: ۲۸/۸۰، عوالم العلوم: ۳/۴۰۳، معجم احادیث مہدی: ۳/۴۳)

الحمد للہ! اس حدیث مبارکہ میں بہت عجائبات اور شیعہ امامیہ کے عقائد کی حقانیت و صداقت پر بہت سے شواہد ذکر ہوئے ہیں۔

جیسے ارشاد ہوا ہے کہ حتی اذا غاب المتغیب من ولدی عن عیون الناس (حتی کہ جب میری اولاد میں غیب ہونے والا پردۂ غیبت میں چلا جائے گا) یہاں امام زمانہ کی غیبت میں واضح ترین اشارہ اور اس عقیدے کی صحیح ہونے کا شاہد موجود ہے۔

اس سے آگے ذکر ہے:

و ماج الناس بفقده، او بقتله و بموته، اطلعت الفتنة

---

[1] یہ بھی انداز کلام کا ایک حسن ہے کہ متکلم اپنا نام لے کر قسم کھائے اور کسی بات کی اہمیت کو واضح کرے۔ جیسے یہاں مولائے متقیان علیہ السلام نے فرمایا: پروردگار علی کی قسم۔ اسی طرح اس سے پہلی حدیث میں آئے گا کہ کعب الاحبار روایت بیان کرتے ہوئے کہا: کعب کے رب کی قسم! (از مترجم)

و غلا الناس فی دینهم و لزلت البلية و التحمت العصبية و اجمعوا على ان الحجة ذاهبة و الامامة باطلة.

(لوگ مختلف شکوک و شبہات میں پڑ جائیں گے اور ان کی حالت دگرگوں ہو جائے گی۔ کچھ کہیں گے کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے، کچھ کہیں گے کہ وہ کسی جگہ روپوش ہو گئے ہیں، اور کچھ کہیں گے کہ وہ طبعی طور پر اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔ اس وقت ایک بہت بڑا فتنہ سر اٹھائے گا، لوگوں پر بلا نازل ہوگی، ان میں بے جا تعصب ظاہر ہوگا، لوگ اپنے دین میں غلو کریں گے اور اس بات پر اتفاق رائے کر لیں گے کہ حجت خدا ضائع ہو گئی ہے اور امامت باطل ہو چکی ہے۔)

ہم اپنے قارئین سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ فرمان آج کے اس دور کے حالات کے مطابق نہیں؟! کیونکہ آج سب لوگ شیعان اہل بیتؑ کے اس عقیدے کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ فرمان امامؑ کے موجود ہونے کی ایک واضح دلیل ہے۔

اس سے آگے امامؑ نے فرمایا: و یحج حجیج الناس فی تلک السنة من شیعة علی علیہ السلام و نواصبه للتحسس و للتجسس (اس سال شیعان علیؑ حج پر جائیں گے اور ناصبی پیچھے سے لوگوں کی گھروں میں گھس کر تلاشی لے گے۔)

اور یہ بات حق ہے کہ انہوں امام" کو جگہ جگہ ڈھونڈا لیکن وہ اپنے شیطانی مقصد میں ناکام و نامراد رہے۔

اس سے آگے فرمان امیر المومنینؑ ہے: فعند ذلك سبت شيعة على علیہ السلام سبها اعداؤها و ظهرت عليها الاشرار و الفساق باحتجاجها (اس وقت شیعان علیؑ کو سب و شتم کیا جائے گا۔ ان کے دشمن انہیں ناسزا کہیں گے۔ اور اشرار و فساق انکی باتوں کے زور پر ان پہ غالب آ جائیں گے۔)

https://downloadshiabooks.com/

(ظاہر بات ہے کہ وہ جانتے تھے کہ شیعہ عقائد کے مطابق خدا زمین کو حجت کے وجود سے خالی نہیں رکھتا۔ لہذا انہوں نے امام زمانہ ؑ کو ڈھونڈنے پر بھی نہ پایا تو باتوں میں ان پر تیزی دکھانے لگے اور پوچھنے لگے بتاؤ کہاں گئے تمہارے امام؟ چنانچہ جب شیعوں نے بھی اس حقیقت کو راز رکھا اور اس پر خاموشی ظاہر کی تو انہوں نے ان کو سب و شتم کیا، ان کی تحقیر و اہانت کی اور انہیں عقل سے عاری اور جاہل کہا۔۔ کیونکہ ان کی نظر میں شیعہ اس چیز کے قائل تھے جو سامنے موجود نہیں تھی۔۔ اور یہ بھی ظاہر اگر انسان حق پر ہونے کے باوجود خاموش رہے تو اہل باطل اسے مغلوب سمجھتے ہیں۔ (یہاں امیر المومنینؑ نے اس وقت کے جہال کے خیالات کا عکس پیش کیا ہے۔)

اس سے آگے فرمایا: فورب علیؑ! ان حجتها علیها قائمة ماشیة فی طرقاتها، داخلة فی دورها و قصورها، جوالة فی شرق هذه الارض و غربها، تسمع الکلام و تسلم عن الجماعة، تری و لا تری (تو پروردگار علی کی قسم اس امت کی حجت ان پر قائم ہوگی، ان کی گلیوں میں چلے گی، ان کی آبادیوں اور گھروں میں داخل ہو جائے گی، زمین کے مشرق و مغرب میں جائے گی، لوگوں کی باتیں سنے گی اور اپنی مقابل جماعت سے قبضہ چھڑائے گی۔ وہ (پوری امت کو) دیکھے گی مگر خدا کے مقرر کردہ وعدے اور وقت سے پہلے اسے کوئی نہ دیکھ پائے گا۔)

کیا یہ فرمان امام زمانہ عجل اللہ فرجه الشریف کے متعلق تمام شکوک و شبہات کو زائل کرنے کے لیے کافی نہیں اور ان کے وجود کو ثابت نہیں کرتا؟! جیسا کہ اس سے قبل حدیث میں آیا ہے کہ زمین حجت خدا کے وجود سے خالی نہیں رہتی۔ مگر خدا اپنی مخلوق کے ظلم و جور اور اپنے آپ کے ساتھ زیادتی کے باعث انہیں حجت کو دیکھنے سے اندھا کر دیتا ہے۔ پھر مولائے متقیانؑ نے حضرت یوسفؑ کی مثال بیان کی۔ بلاشبہ امام آنکھوں کے

سامنے موجود ہوتا ہے مگر انسان اس وقت نہ انہیں دیکھ سکتا ہے اور نہ وہ نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا: یہ مقرر دن آنے پر اور وعدے کی مدت پورا ہونے کے بعد ہوگا۔ خدایا! ہم تیری ان گنت نعمتوں اور بے شمار رحمتوں پر تیری حمد کرتے ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے بس میں یہی ہے۔ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو نے جو ہدایت دی ہے اس پر ہمیں قائم رکھ (آمین بجاه النبی و آله الطاهرین صلوات اللہ علیهم اجمعین)

(حدیث: ۲)

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ قیامت کے دن خلق خدا چار حالتوں میں بارگاہ الٰہی میں پیش ہوگی: (۱) بعض افراد اپنی سواریوں پہ بیٹھے ہوں گے۔ (۲) بعض پیدل چل کر آئیں گے۔ (۳) کچھ سر بالکل نیچے کر کے آئیں گے اور ان کی نظریں زمین میں گڑھی ہوں گی۔ (۴) کچھ منہ کے بل گھسیٹ کر لائے جائیں گے۔ وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہوں گے۔ انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہوگا، نہ وہ کوئی بات کر سکیں اور نہ ہی انہیں اجازت ہوگی کہ اپنے گناہوں کی معافی طلب کر سکیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ آتش جہنم ان کے چہروں کو جھلسا دے گی اور وہ اس میں منہ بگاڑے پڑے ہوں گے۔ [1]

یہاں کسی نے ان سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہوں گے جنہیں منہ کے بل گھسیٹ کر میدان محشر میں لایا جائے گا اور ان پر ایسا سخت عذاب ہوگا ؟!

کعب نے کہا: یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں گمراہی، ارتداد اور وعدہ و بیعت شکنی جیسے بڑے بڑے گناہ کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے آگے بہت ہی اعمال بھیجے ہوں گے۔

[1] اس جملے کی تعبیر سورۃ المرسلات آیت ۳۶ اور سورۃ مومنون آیت ۱۰۴ میں وارد ہوئی ہے۔ (از مترجم)

https://downloadshiabooks.com/

کیونکہ یہ خدا سے اس حال میں ملاقات کریں گے کہ ان کے نامہ اعمال میں اپنے خلیفہ، وصیِ پیغمبرؐ، اپنے امام و سید و سردار سے افضل ہستی، لواء الحمد کو اٹھانے والے، حوضِ کوثر کے مالک اور اس پوری اُمت کی اُمیدوں کے مرکز کے ساتھ جنگ کا گناہ لکھا ہوگا۔ وہی جو ایسے عالم ہیں کہ ان کا علم ان سے جدا نہیں ہوتا اور وہ جو ایسا راستہ ہیں جو اس سے جدا ہو جائے وہ ہلاک ہوتا ہے اور جہنم کے آتشیں کنوے میں جا گرتا ہے۔

کعب کے رب کی قسم! وہ علی علیہ السلام ہیں۔ وہ ان میں سب سے بڑے عالم، سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے اور سب سے زیادہ حلم و قوت برداشت رکھنے والے ہیں۔ مجھے اُن لوگوں پر تعجب ہے جنہوں نے ان بہترین اوصاف کے باوجود نااہلوں کو علیؑ پر مقدم کیا۔

اسی علیؑ کی نسل میں وہ قائم مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں جو اس زمین کا نقشہ بدل کر رکھ دیں گے اور انہی کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرزند مریم چین و روم کے نصرانیوں پر حجت پیش کریں گے۔ بے شک قائم مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ذریت سے ہوں گے۔ وہ اپنی صورت و سیرت اور ہیبت و وقار میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہوں گے۔ خدا انہیں وہ سب کچھ دے گا جو اس نے اپنے نبیوں کو دیا تھا۔ اس کے علاوہ بھی خدا انہیں بہت کچھ عطا کرے گا اور خاص مقام و مرتبے سے نوازے گا۔

بے شک اولادِ علیؑ سے قائم حضرت یوسف علیہ السلام کی مانند غیب رہیں گے اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ان کی واپسی ہوگی۔ وہ اپنی غیبت سے اس وقت ظاہر ہوں جب ایک سرخ ستارہ طلوع ہوگا تو زوراء ویران ہو جائے گا، جسے 'ری' کہا جاتا ہے۔ مزوراء یعنی بغداد کی زمین دھنس جائے گی۔ سفیانی خروج کرے گا۔ بنی عباس ارمینہ اور آذربائیجان کے لشکر کے ساتھ جنگ کریں گے۔ اس جنگ میں ہزاروں کے حساب سے لوگ مارے جائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں آراستہ کی ہوئی تلوار ہوگی اور اس پر کالا پرچم لپٹا ہوگا۔ اس

کے ساتھ دوسری خونی وارداتیں اور سیاہ طاعون بھی لوگوں کو اپنا شکار بنائیں گے۔

(حدیث: ۵) حصین بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے، اور اس نے اپنے دادا عمرو بن سعد سے روایت کیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لا تقوم القیامة حتی تفقأ عین الدنیا، و تظهر الحمرة فی السماء، و تلك دموع حملة العرش علی اهل الارض حتی یظهر فیهم عصابة لا خلاق لهم یدّعون لولدی، وهم برآء من ولدی، تلك عصابة ردیئة لا خلاق لهم، علی الاشرار مسلطة، وللجبابرة مفتنة، و للملوك مبیرة، تظهر فی سواد الكوفة، یقدمهم رجل اسود اللون و القلب، رث الدین، لا خلاق له، مهجن زنیم عتل، تداولته ایدی العواهر من الامهات من شر نسل لاسقاها الله المطر فی سنة اظهار غیبة المتغیب من ولدی، صاحب الرایة الحمراء و العلم الاخضر، ای یوم للمخبتین بین الانبار و هیت، ذلك یوم فیه صیلم الاكراد و الشراة و خراب دار الفراعنة و مسكن الجبابرة، و مأوی الولاة الظلمة، و ام البلاء و اخت العار تلك، و رب علی علیه السلام! یا عمرو بن سعد بغداد، الا لعنة الله علی العصاة من بنی امیة و بنی العباس الخونة الذین یقتلون الطیبین من ولدی، و لا یراقبون فیهم ذمتی، و لا یخافون الله فی ما یفعلونه بحرمتی، ان لبنی العباس یوم كیوم الطموح، و لهم فیه صرخة كصرخة

https://downloadshiabooks.com/

الحبل. الويل لشيعة ولد عباس من الحرب التي سنح بين نهاوند وا لدينور. تلك حرب صعاليك شيعة علي يقدمهم رجل من همدان اسمه على اسم النبي صلى الله عليه و آله و سلم منعوت موصوف باعتدال الخلق، وحسن الخلق و نضارة اللون، له في صوته ضجاج، وفي اشفاره وطف وفي عنقه سطع، افرق الشعر، مفلج الثنايا، على فرسه كبدر تمام اذا تجلى عنه الظلام يسير بعصابة خير عصابة آوت وتقربت ودانت لله بدين تلك الابطال من العرب الذين يلحقون حرب الكريهة و الدبرة، يومئذ على الاعداء، ان للعدو يومذاك الصليم و الاستئصال

"قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک دنیا کی آنکھ نہ پھوڑ دی جائے اور آسمان پر سرخی ظاہر نہ ہو جائے۔ وہ سرخی حاملین عرش کے آنسوؤں کی ہوگی جو وہ اہل زمین کی حالت زار پہ بہائیں گے۔ حتی کہ زمین میں ایک جماعت ظاہر ہوگی جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ وہ یہ دعویٰ کرے گی کہ وہ میرے بیٹے کی جماعت ہے، حالانکہ اس کا میرے بیٹے سے کوئی واسطہ نہیں ہوگا۔ وہ جماعت بہت ہی گھٹیا اور پست فطرت ہوگی۔ اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ وہ اہل شر پہ مسلط ہوگی، ظالموں، جابروں کے ساتھ پنجہ آزمائی کرے گی اور بادشاہوں کو تاخت وتاراج کرے گی۔ یہ جماعت کوفہ کے اطراف میں ظاہر ہوگی اور اس کا قائد ایک سیاہ رو اور سیاہ قلب شخص ہوگا۔ وہ بددین ہوگا اور اسے اس کی محنت کا کچھ حاصل نہ ملے گا۔ وہ بداصل، کمینہ اور اکھڑ مزاج ہوگا۔ جس سال میں میرے غائب ہونے والے بیٹے کی غیبت ظاہر ہوگی، کہ جس کے پاس سرخ پرچم اور سبز نشان ہوگا اس سال وہ بدبخت بری

نسل کی بدکار ماں کے ہاتھوں میں ہوگی۔ (خدا اس بدکار پہ غضب نازل کرے!)

وہ کون سا دن ہے جس دن انبار اور ہیت کے درمیان موجود گردوں کی آسودہ حالی کا دن ہے؟! وہ وہی دن ہے جس دن کردیوں اور خوارج کا فتنہ سر اٹھائے گا، اس دن فرعونوں کا گھر، جابر حکمرانوں کا ٹھکانہ، ظالم امراء کی جائے پناہ، مصیبتوں کی جڑ اور ننگ وعار کا مرکز نیست و نابود ہو جائے گا۔

اے عمرو بن سعد! پروردگار علیؑ کی قسم! وہ جگہ بغداد ہے۔

ان لوگوں بنی امیہ اور بنی عباس جیسے نافرمانوں پر خدا کی لعنت ہے کہ جو خیانت کار اور میری پاکیزہ نسل کے قاتل ہیں۔ وہ ان کے بارے میں نہ میرا کوئی لحاظ رکھیں گے اور نہ خدا کا خوف کریں گے کہ کس طرح میری حرمت پامال کر رہے ہیں۔ بنی عباس کے لیے ایک بڑا سخت دن آنے والا ہے جس میں وہ مشکل زن حاملہ کے بلکیں گے۔ بنی عباس کے پیروکاروں کے لیے وہ جنگ نہایت ہولناک ہوگی جو نہاوند اور دینور کے مابین چھڑے گی۔ وہ شیعان علیؑ میں سے عظیم جنگ جوؤں کی لڑائی ہوگی۔ اس میں ان کا سپہ سالار قبیلہ ہمدان کا ایک شخص ہوگا جس کا نام نبی ﷺ کی طرح "محمد" ہوگا۔ وہ معتدل مزاجی اور حسن اخلاق سے متصف ہوگا اور اس کی رنگت بہت خوب صورت ہوگی۔ (یعنی وہ صورت وسیرت دونوں میں باکمال ہوگا۔) اس کی آواز بارعب، پلکیں گھنی اور کشادہ، گردن لمبی، سر کی مانگ نکلی ہوئی اور دانتوں کے درمیان فاصلہ ہوگا۔ وہ اپنے گھوڑے پہ یوں لگے جیسے چودھویں رات کا چاند تاریکیوں کے پردے چاک کر دیتا ہے۔ وہ ایک چھوٹی سی جماعت کو اپنے ہمراہ لے کر نکلے گا۔ وہ ان بہترین جماعتوں میں سے ایک ہوگی جو مخلص ہوں گی، خدا کا تقرب حاصل کیا اور اس کے

https://downloadshiabooks.com/

دین پر قائم رہیں۔ اس جماعت میں عرب کے شہ سوار و مردانِ وغا ہوں گے جو دشمن پر بڑی سخت اور شکست و ہزیمت سے دو چار کر دینے والی جنگ مسلط کریں گے۔ اس دن دشمنوں کی بڑی تباہی ہوگی۔" (بحار الانوار: ۵۲/ ۲۲۶)

ان دو حدیثوں میں جو امام زمانہؑ اور آپؑ کی غیبت کا ذکر ہوا ہے اس میں ہر طالب ہدایت کے راہنمائی موجود ہے۔ نیز دوسری حدیث میں ایک جماعت کا ذکر ہوا ہے جس کا اس سے پہلے کوئی تعارف نہیں موجود تھا۔ اس نے ۲۶۰ ہجری میں قیام کیا۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ نے بھی اس حدیث میں اس جماعت کے قیام کا وقت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت کی شروعات بتایا ہے۔ صاحبانِ عقل کے لیے یہی اشارہ کافی ہے۔

﴿حدیث: ۶﴾

ہمیں خبر دی سلامہ بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا احمد بن حسن نے، اُنہوں نے نقل کیا عمران بن حجاج سے، اُنہوں نے عبدالرحمن بن ابی نجران سے، اُنہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، اُنہوں نے محمد بن اسحاق سے، اُنہوں نے اُسید بن ثعلبہ سے اور اُنہوں نے جناب ام ہانی سے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ اس فرمانِ الٰہی: فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ۙ کا مطلب کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: امام مہدیؑ خود کو لوگوں کی نظروں سے چھپالیں گے۔ حتیٰ کہ ۲۶۰ھ میں اُن کا علم لوگوں سے اٹھ جائے گا۔ [1] پھر وہ ایسے درخشاں ستارے کی مانند

---

[1] یعنی امام زمانہ غیبت میں چلے جائیں گے اور لوگوں کا اپنے زمانے کے امامؑ سے براہِ راست رابطہ منقطع ہو جائے گا۔ اور ان کے دینی امور کی انجام دہی میں اسلامی مصادر میں موجود روایات سے مدد لی جائے گی۔ (از مترجم)

ظاہر ہوں گے جو شب تار میں اپنی چمک ظاہر کرتا ہے۔ اگر تو نے وہ زمانہ دیکھ لیا تو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔

ہمیں خبر دی محمد بن یعقوب نے، اُنہوں نے نقل کیا علی بن محمد سے، اُنہوں نے جعفر بن محمد سے، اُنہوں نے موسیٰ بن جعفر بغدادی سے، اُنہوں نے وہب بن شاذان سے، اُنہوں نے حسن بن ابی ربیع ہمدانی سے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن اسحاق نے، اُنہوں نے نقل کیا اُسید بن ثعلبہ سے اور اُنہوں نے جناب اُم ہانی سے: (آگے حدیث اسی طرح ہے جیسے اوپر گزری ہے۔) (بحار الانوار: ۵۱/ ۱۳۷؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۴۳۳؛ المحجہ فی نزل فی القائم الحجہ: ۲۴۴؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/ ۴۸۰)

(حدیث: ۷)

جنابِ اُم ہانی سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ اس فرمانِ الٰہی: فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ۙ الۡجَوَارِ الۡکُنَّسِ کی تفسیر کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: الخنس سے مراد امام مہدیؑ ہیں۔۔۔۔۔۔ (آگے حدیث وہی ہے جو اوپر ذکر ہوئی ہے۔)

(الکافی: ۱/ ۳۴۱؛ الہدایۃ الکبریٰ: ۸۸؛ کمال الدین: ۲/ ۳۲۴؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/ ۴۸۰)

(حدیث: ۸)

عبداللہ کاہلی سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں: امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "باہم تعلق قائم کرو، آپس میں نیکی کرو اور ایک دوسرے پر رحم کرو۔ اس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگاف ڈالا اور اس میں سے سبز کونپل کو نکالا! تم پر ایسا وقت آئے گا کہ تم اپنے درہم و دینار کو خرچ کرنے کا مصرف ڈھونڈو گے۔ (یعنی جب قائم آلِ محمدؑ کا

https://downloadshiabooks.com/

ظہور ہوگا تو تمہیں صدقہ وصول کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔ کیونکہ اس وقت سب لوگ خدا اور اس کے ولی کے فضل سے اس مال صدقہ سے بے نیاز ہو جائیں گے۔)"[1]

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کی کہ ہمارے ایسے حالات کب تک رہیں گے؟

امام نے فرمایا: جب تک تمہارے امام ظاہر نہیں ہوں گے تم ایسے ہی حالات میں گزارا کرو گے۔ یہاں تک کہ وہ تمہارے پاس ایسے آئیں گے کہ جیسے تمہارے بالکل ناامید ہونے کے بعد سورج طلوع ہوتا ہے۔ لیکن خبردار! ان کے بارے میں ہرگز شک مت کرو، اپنے دلوں کو ان کے متعلق شکوک و شبہات سے پاک رکھو۔ میں نے تمہیں تنبیہ کر دی ہے، سو تم اس کا خاص خیال رکھو۔ میں خدا سے دعا گو ہوں کہ وہ تمہیں (اس پر قائم رہنے کی) توفیق عطا کرے اور تمہاری اصلاح فرمائے۔ (عقد الدرر: ۱۷۱؛ اثبات الہداۃ: ۳ / ۵۳۳؛ بحار الانوار: ۵۱ / ۱۴۶؛ بشارۃ الاسلام: ۷ ۱۴؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳ / ۵۷)

قارئین محترم! توجہ فرمایئے کہ امام معصوم نے کس طرح سختی کے ساتھ امام زمانہ کی غیبت میں شک کرنے سے ممانعت فرمائی اور اپنے کلام کے آخر میں اس پر مزید تاکید کرتے ہوئے فرمایا: میں نے تمہیں شک کرنے سے خبردار کر دیا ہے لہٰذا اس کی طرف پوری توجہ کرو۔

ہم اس بات سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں کہ امام زمانہ کی غیبت میں شک و تردد کا اظہار کریں اور ہلاکت کی راہ پہ چلیں۔ دعا ہے کہ خدا ہم لوگوں کو ہدایت پہ قائم رکھے اور اس راستے پر چلنے میں استقامت بخشے کہ جو ہمیں اس کے برگزیدہ بندوں کے ساتھ اس کی رحمت کے حصول تک پہنچا دے۔

---

[1] صدقہ سے مراد صرف وہی مال نہیں جسے کسی محتاج و ضرورت مند پر خرچ کیا جائے بلکہ اس میں ہر وہ مال شامل ہے جسے کسی بھی جائز و نیک کام پر خرچ کیا جائے۔ جیسے مہمان نوازی اور اپنے اہل خانہ کے مصارف میں خرچ کرنا۔ (از مترجم)

(حدیث:۹) جناب مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق ؑ کی خدمت میں گیا اور میرے ہمراہ ایک دوسرا شخص بھی تھا۔ امام نے ہم سے فرمایا: خبردار! انہیں ان کے نام سے مت بلانا۔ (میں سمجھ رہا تھا کہ شاید امام یہ بات میرے ساتھ موجود دوسرے شخص سے کر رہے ہیں) پھر امام نے دوبارہ مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے ابو عبد اللہ! خبردار، انہیں ان کے نام سے نہ بلانا۔ اللہ کی قسم! وہ ایک طویل عرصہ غیبت میں گزاریں گے۔ اور اس قدر روپوش رہیں گے کہ بالآخر یہ باتیں زبان زد خاص و عام ہوں گی کہ وہ دنیا سے چل بسے یا کسی وادی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

پھر ان پر اہل ایمان گریہ وزاری کریں گے اور اس طرح مضطرب ہوں گے جیسے کشتی سمندر کی لہروں میں پیچ و تاب کھاتی ہے۔ حتی کہ ان میں سے صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جن سے اللہ نے میثاق لے لیا، ان کے دلوں میں ایمان کو ثابت کیا اور اپنی روح سے ان کی مدد کی۔ اس وقت بارہ ایسے جھنڈوں کا اٹھنا بھی لازمی امر ہے کہ جو لوگوں کو شبہ میں ڈال دیں گے اور ان کو علیحدہ علیحدہ پہچاننا ممکن نہیں ہوگا۔

مفضل کہتے ہیں: یہ سن کر میں رو پڑا تو امام نے مجھ سے فرمایا: رو کیوں رہے ہو؟

میں نے عرض کی: قربان جاؤں! میں کیوں نہ روؤں؟! جبکہ آپ فرما رہے ہیں کہ وہ بارہ پرچم ایک دوسرے سے اتنی شباہت رکھتے ہوں گے کہ ان میں فرق کرنا ممکن نہ ہوگا۔

اس پر امام اپنی جگہ بیٹھے ہی گھر کی ایک کھڑکی کی طرف دیکھا جس سے سورج نظر آ رہا تھا۔ اس کی طرف دیکھ کر آپ نے فرمایا: کیا یہ سورج چمک رہا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔

تو امام نے فرمایا: ہمارا امر اس سے بھی زیادہ واضح و روشن ہے۔

(بحار الانوار: ۵۱ / ۱۴۷؛ بشارۃ الاسلام: ۷ ۱۴؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳ / ۳۲۹)

https://downloadshiabooks.com/

﴿حدیث: ۱۰۰﴾

مفضل بن عمر جعفی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ نے ارشاد فرمایا: خبردار! انہیں اُن کے نام سے مت بلانا۔ اللہ کی قسم! وہ ایک طویل عرصہ غیبت میں گزاریں گے۔ اور اس قدر روپوش رہیں گے کہ بالآخر یہ باتیں زبان زدِ خاص و عام ہوں گی کہ وہ دنیا سے چل بسے یا کسی وادی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پھر ان پر اہل ایمان گریہ و زاری کریں گے اور اس طرح مضطرب ہوں گے جیسے کشتی سمندر کی لہروں میں ہل کھاتی ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جن سے اللہ نے میثاق لے لیا، ان کے دلوں میں ایمان کو ثابت کیا اور اپنی روح سے ان کی مدد کی۔ اس وقت بارہ ایسے جھنڈوں کا اٹھنا بھی لازمی امر ہے کہ جو لوگوں کو شبہ میں ڈال دیں گے اور ان کو علیحدہ علیحدہ پہچاننا ممکن نہیں ہوگا۔

یہ سن کر میں رونے لگا اور عرض کی: پھر ہم کیا کریں گے؟

تو سورج کی طرف دیکھا اور مجھ سے کہا: یہ سورج دیکھا؟ میں نے کہا: جی۔

امامؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہمارا اَمر اس سے بھی زیادہ واضح و روشن ہوگا۔

شیخ کلینی نے محمد بن یحییٰ سے نقل کیا ہے، اس نے احمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے عبدالکریم سے، اس نے عبدالرحمٰن بن نجران سے، اس نے محمد بن سنان سے اور اس نے جناب مفضلؒ سے۔ (اس کے بعد روایت وہی ہے جو اوپر گزری ہے۔ البتہ اس میں ایک جملہ اضافی ہے اور وہ یہ ہے: وہ کئی سال تمہارے درمیان سے غائب رہیں گے۔)

(بحار الانوار: ۵۲/۲۸۱؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳/۲۲۹)

ان روایات میں امام نے جو آپ کا نام لینے کی ممانعت فرمائی، آپ کی غیبت کا ذکر کیا اور اس اثنا میں شیعانِ اہل بیت کی مشکلات کو بحرِ متلاطم میں تہ و بالا ہونے والی کشتی سے تشبیہ

دی۔ اس کا اشارہ اس امر کی طرف تھا کہ شیعانِ آلِ محمدؑ کو اپنے امام کی غیبت کے زمانے میں گمراہ کن فتنوں اور باطل افکار و مذاہب سے سابقہ پڑے گا۔ نیز وہ دیکھیں گے کہ ہر زمانے میں کچھ لوگ امامت کا دعویٰ کریں گے اور عامۃ الناس کو اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کریں گے۔ خواہ وہ آلِ ابوطالبؑ سے ہوں یا ان کے علاوہ کوئی۔ ان کا مقصد فتنہ اور فتنۂ اقتدار اور دنیاوی جاہ و منزلت حاصل کرنا ہوگا۔ یہاں جو امام عالی مقام نے یہ فرمایا ہے کہ وہ بارہ جھنڈے ایک دوسرے سے اتنی شباہت رکھتے ہوں گے کہ ان میں فرق کرنا مشکل ہو جائے گا۔

اس بات کا اشارہ اس اَمر کی طرف ہے کہ وہ بارہ دعوے دار اسی خاندانِ اہل بیت سے ہوں گے۔ اور ان کے علویؑ و فاطمیؑ النسب ہونے کی وجہ سے لوگوں ان کی طرف جھکاؤ کریں گے اور بعض نادان شیعہ یہ سمجھیں گے کہ وہ واقعاً برحق ہیں، کیونکہ وہ خانوادۂ رسالت سے تعلق رکھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے علاوہ ہوگی۔ [1] کیوں کہ خداوند عالم نے یہ عظیم منصب انہی افراد میں قرار دیا کہ جو صاحبِ حق اور معدنِ صدق ہیں۔ اس میں ان کا کوئی بھی شریک و حصہ دار نہیں۔ لہٰذا ان ذواتِ مقدسہؑ کے علاوہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ امام ہونے کا دعویٰ کرے۔ بارگاہِ ایزدِ متعال میں دعا ہے کہ وہ تمام اہل ایمان کو امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور تک ہر اُٹھنے والے فتنے سے اپنی امان میں رکھے۔ تاکہ وہ خیر و سلامتی کے ساتھ اپنے امام کے ساتھ ملحق ہو جائیں۔

---

[1] امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ قائم آلِ محمدؑ اس وقت تک قیام نہیں کریں گے، جب تک بنی ہاشم سے بارہ افراد نکل کر لوگوں کو اپنی طرف دعوت نہ دیں۔ (امام ہونے کا دعویٰ نہ کریں)۔ (غیبت طوسی: ۲۶۹) (از مترجم)

https://downloadshiabooks.com/

پہلی فصل

﴿حدیث:۱۱﴾

اصول کافی میں ہے کہ جناب علی ابن جعفر علیہ السلام نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب ساتویں امام کی اولاد میں سے پانچویں (امام مہدیؑ) غائب ہوں گے تو اپنے دین کے معاملے میں خدا کا خوف رکھنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے دین سے پھر جاؤ۔ بے شک اس اُمر امامت کے وارث کے لیے اس قدر غیبت بہت ضروری ہے، یہاں تک کہ اس اُمر کے قائلین اس سے پھر جائیں گے۔ بلاشبہ یہ خدا کی طرف سے ایک آزمائش ہے جس میں خدا اپنی مخلوق کو آزمائے گا۔ اگر تمہارے باپ دادا کو اس سے زیادہ صحیح کوئی دین معلوم ہوتا تو وہ اس کی پیروی میں چلے جاتے۔

جناب جعفر کہتے ہیں: میں نے کہا: میرے آقا!

وہ ساتویں کی اولاد میں سے پانچواں کون ہوگا ؟

تو آپؑ نے فرمایا: اے نورِ نظر! تمہاری عقلیں بہت چھوٹی ہیں کہ ان میں یہ امر سما جائے۔ تمہارے سینے تنگ ہیں اور اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ البتہ تم (شیعان آل محمدؐ) اسی طرح دنیا میں رہو اور بہت جلد انہیں پالو گے۔

(الکافی: ۱/ ۳۳۶؛ الہدایۃ الکبری: ۳۶۱؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۴؛ کمال الدین: ۳۵۹؛ علل الشرائع: ۲۴۴؛ کفایۃ الاثر: ۲۶۴؛ دلائل الامامۃ: ۲۹۲؛ اعلام الوریٰ: ۴۰۶؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۴/ ۱۳۸)

﴿حدیث:۱۲﴾

ابو الجارود سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے ابو جارود! جب وہ (امام) شخص ظہور میں آجائے اور لوگ کہنے لگے گے: وہ مر گئے یا ہلاک ہو گئے ؟ یہ کس وادی میں رہ گئے؟! ان کا انکار کرنے والا کہے: ان کا ظہور کب ہوگا؟! اب تو ان کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو گئیں ہوں گی۔ اس وقت انہیں بہت سختی کے ساتھ جھنجوڑا جائے گا۔ پس جب تم ان کے ظہور کا سنو تو ان کے پاس چلے جانا، خواہ تمہیں پیٹھ کے بل برف پہ ہی چل کر جانا پڑے۔

(کمال الدین: ۳۲۶؛ اعلام الوریٰ: ۴۰۶؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۴۶۷؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۱۳۶؛ معجم احادیث المہدیؑ: ۳/ ۲۳۲)

﴿حدیث:۱۳﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب قائم آل محمدؐ قیام کریں گے تو لوگ کہیں گے: یہ کیسے ممکن ہے؟! اب تو ان کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو گئیں ہوں گی۔

(بحار الانوار: ۵۱/ ۱۳۸؛ غیبت طوسی: ۵۹؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۴۹۹؛ منتخب الاثر: ۲۶۷؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۲۶۹)

﴿حدیث:۱۴﴾

عبد الکریم الجلاب سے روایت ہے کہ جب امام صادق علیہ السلام کے سامنے قائم آل محمدؐ کا ذکر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: جب وہ قیام کریں گے تو لوگ کہیں گے کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ ان کی ہڈیوں کو بوسیدہ ہوئے اتنا عرصہ گزر چکا ہے۔ (حوالہ سابق)

﴿حدیث:۱۵﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپؑ نے اپنے آباء کرامؑ کے واسطے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے اہل بیت آسمان کے

https://downloadshiabooks.com/

ستاروں کی مانند ہیں۔ جب ان میں سے کوئی ستارہ غروب ہوتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا طلوع ہو جاتا ہے۔ حتی کہ جب کوئی ستارہ طلوع کرتا ہے تو تم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس کی طرف اشارہ کرتے ہو تو اسی وقت میں اس کے پاس ملک الموت آتا ہے اور اسے اپنے ساتھ لے جاتا ہے

اس کے بعد تم اس دنیا میں ایک عرصے تک یونہی رہو گے حتی کہ تم اولاد عبدالمطلب برابر ہو جاؤ گے۔ یہاں کوئی بھی ہم میں سے دوسرے کو نہ پہچان سکے گا۔ جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو تمہارا ستارہ طلوع ہوگا۔ پھر تم خدا کی حمد بجا لانا اور اس (یعنی ان کی امامت) کو قبول کرنا

(اثبات الہداۃ: ج ۳ ص ۵۳۷، بحار الانوار: ج ۵۱ ص ۱۳۲، معجم احادیث الامام المہدی: ج ۳ ص ۲۶)

(حدیث: ۱۶)

معروف بن خربوذ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس امت میں میرے اہل بیت کی مثال بالکل ویسی ہے جیسی آسمان میں ستاروں کی۔ جیسے ہی کوئی ستارہ غروب ہوتا ہے تو دوسرا طلوع ہو جاتا ہے اس پر تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور اس کی طرف اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہو۔ پھر موت کا فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔

پھر تم ایک خاص عرصے تک اسی طرح حیرانگی و پریشانی کے عالم میں رہو گے اور تم لوگ ان میں کسی میں فرق نہ کر پاؤ گے۔ اس وقت تمام بنی عبدالمطلب برابر ہو جائیں گے۔ اسی دوران تمہارے ستارے کا ظہور طلوع کرے گا۔ سو تم خدا کی حمد کرنا اور اسے قبول کر لینا۔ (حوالہ سابق)

(حدیث: ۱۷)

معروف بن خربوذ سے روایت ہے کہ سرکار باقر العلوم نے ارشاد فرمایا:

ہم آل محمد آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں۔ جب کوئی ستارہ غائب ہوتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا طلوع ہو جاتا ہے۔ حتی کہ تم اپنی انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہو اور

انگلیوں سے اشارہ کرتے ہو اسی طرح خدا تمہارے ایک ستارے کو غائب کر دے گا تو تم اولاد عبدالمطلب برابر ہو جاؤ گے اور ان میں کسی کی بھی مستقل پہچان نہ ہو گی۔ پھر جب تمہارا ستارہ طلوع ہوگا تو اپنے رب کی حمد کرنا اس کی خوشی منانا۔ (الکافی: ج ۱ ص ۳۳۸، بحار الانوار: ج ۵۱ ص ۱۳۸)

(حدیث: ۱۸)

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ صاحب الامر میری اولاد سے ہوں گے، اور وہ جب ان (کی غیبت کے زمانے میں ان) کے بارے میں کہا جائے گا: وہ مر گئے یا ہلاک ہو گئے، یا پھر کس جنگل میں رہ گئے؟؟ (غیبت طوسی: ص ۳۳۵، اثبات الہداۃ: ج ۳ ص ۵۰۳، بحار الانوار: ج ۵۱ ص ۱۱۳، منتخب الاثر: ص ۲۹۲، معجم احادیث الامام المہدی: ج ۳ ص ۲۶)

(حدیث: ۱۹)

جناب مفضل بن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: قائم کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: جب کشتی بھنور میں آ جائے گی تو کہا جائے گا:

وہ مر گئے یا ہلاک ہو گئے؟؟ کس جنگل میں کھو گئے؟؟

مفضل کہتا ہے: میں نے عرض کی: اس کے بعد کیا ہوگا؟

فرمایا: وہ تلوار کے ساتھ ظاہر ہو جائیں گے۔ (بحار الانوار: ج ۵۱ ص ۱۴۳، معجم احادیث الامام المہدی: ج ۳ ص ۴۵)

(حدیث: ۲۰)

عبدالکریم سے مروی ہے کہ جب امام صادق علیہ السلام کے سامنے سرکار قائم آل محمد کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ابھی ان کا ظہور کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ کشتی ابھی گرداب میں پھنسی ہوئی ہے حتی کہ ان کے متعلق کہا جائے کہ وہ دنیا سے چل بسے۔ یا کسی نے انہیں مار دیا یا وہ ہلاک ہو گئے اور کس وادی میں گم ہو گئے؟؟

https://downloadshiabooks.com/

راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا کہ یہ کشتی کے گرداب میں آنے کا کیا مطلب ہے؟

تو امامؑ نے فرمایا: شیعوں کا آپس میں اختلاف کرنا۔ (بحار الانوار: ۵۲/۲۲۲؛ الزام الناصب: ۲/۱۶۱؛ معجم احادیث المہدی: ۳/۳۲۱)

یہ احادیث اس اختلاف کو بیان کرتی ہیں جو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ولادت کے بارے میں محبان اہل بیتؑ کے ساتھ کچھ گروہوں کا ہے۔ اور وہ گروہ تشیع کی طرف منسوب ہیں۔ رہی بات اہل سنت علماء کی تو وہ اس عقیدے کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے اور اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں: امام مہدی کہاں ہیں؟ ان کا ظہور کب ہوگا وہ کب تک غائب رہیں گے اور بالفرض ان کا ظہور ہو بھی جائے تو وہ یہاں کتنا عرصہ مزید زندہ رہیں گے؟ انہیں غائب ہوئے ۸۰ سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے؟! [1] ان میں سے بعض تو اس بات کے قائل ہیں کہ آپؑ کی وفات ہو چکی ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کی ابھی ولادت ہی نہیں ہوئی اور وہ امام زمانہ کے دنیا میں آنے کے قائل شخص کو طنز و تمسخر کا نشانہ بناتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ اتنا عرصہ کیونکر زندہ رہ سکتے ہیں؟ جبکہ انسانوں کی اوسط عمر اس سے بہت کم ہے؟ حالانکہ وہ اس طرف غور نہیں کرتے ہیں کہ خداوند عالم قادر مطلق ہے اور وہ یہ اختیار رکھتا ہے کہ اپنے ولی کو جب سے لمبی عمر عطا کرے۔ نیز وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ اس کے ولی کے اہل زمانہ میں سے یا کسی بھی زمانے کے کسی بھی شخص کو طول عمر سے نوازے۔ اور وہ اپنے غیب رہنے کا عرصہ مکمل کر کے ظاہر ہو۔ کیونکہ ہم نے اپنے ہی زمانے کے کئی ایسے افراد دیکھے ہیں جن کی عمر سال سے اوپر ہے اس کے باوجود بھی ان کے قوائے بدنی و ذہنی اپنی جگہ صحیح و سلامت ہیں۔

چنانچہ جب ایک عام بندے کو خدا اس قدر زندگی و قوت دے سکتا ہے تو جو اس کی

---

[1] یہ اس وقت کی بات ہے جب یہ کتاب لکھی جا رہی تھی۔ اب تو سرکارؑ کی غیبت کو لگ بھگ ۱۱۸۶ سال ہو چکے ہیں۔ (از مترجم)

حجت ہو اور جسے اس نے اپنی آیت کبریٰ بنایا ہو اسے طول عمر و سلامتی کیوں نہیں دے سکتا؟!

کیونکہ آپ نبی دین خدا کو تمام ادیان عالم پر غالب کریں گے ہر طرح کی کثافت و پلیدگی کا خاتمہ کریں گے۔ جو لوگ یہ اعتراضات کرتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے قرآن کریم میں حضرت موسیٰؑ کی ولادت کا واقعہ نہیں پڑھا کہ جب ان کی وجہ سے بہت سے بچوں اور عورتوں کو قتل کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں بہت سی خلق خدا موت کے گھاٹ اتر گئی۔ بالآخر خداوند سبحان نے قدرت کا ایسا جلوہ دکھایا جو شخص ان کی تلاش میں تھا اور انہیں مارنا چاہتا تھا، جیسا کہ اس نے بہت سے بچوں کو فقط اسی شبہ کی بنا پر قتل کروا دیا کہ کہیں وہ موسیٰ نہ ہو وہی اس کا مربی و کفالت کا ذمہ دار بنا۔ اس کے بعد ان کے قصے میں ملتا ہے کہ پھر وہ اس کے پاس سے چلے گئے اور ایک لمبا عرصہ گزارنے کے بعد دوبارہ اس کے پاس آئے اور اسے خدا کا پیغام پہنچایا۔ اور یہ خدا کا ایک طریقہ ہے جو شروع سے چلا آ رہا ہے اور اس میں رد و بدل کا کوئی امکان نہیں۔

اس واقعے میں صاحبان عقل کے لیے بہت سے اشارے موجود ہیں۔ جو حقیقت کے ادراک میں ان کے لیے معاون ثابت ہوں گے۔

یہاں ہم اپنے اہل تشیع بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ خدا نے جس حقیقت کی طرف تمہاری راہنمائی کی ہے، اس پر قائم رہنا اور اس کی اس نعمت پر اس کا شکر ادا کرنا۔ بے شک ہر طرح کی حمد و شکر کے لائق فقط اسی کی ذات ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

دوسری فصل

(حدیث:۱)

محمد بن مسلم ثقفی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب لوگوں کا امام غیب ہو جائے گا تو کئی سال اس طرح گزاریں گے کہ انہیں معلوم نہ ہوگا کہ ان کا امام کون ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ ان کے امام کو ظاہر کر دے گا۔

(اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۵۳؛ بحار: ۵۱/ ۱۳۸؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳/ ۲۶۹)

(حدیث:۲)

مغیرہ سے روایت ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا ایسا بھی کوئی زمانہ ہوگا جس میں مسلمانوں کو اپنے امام کی معرفت نہ ہوگی؟

امام نے فرمایا: ایسا ہی کہا جاتا ہے۔

میں نے پوچھا: جب حالات اس طرح کے ہو جائیں تو ہم کیا کریں؟ فرمایا: جب ایسی صورت حال ہو تو پہلی بات پہ قائم رہو، یہاں تک کہ دوسری بات واضح ہو جائے۔

(بحار الانوار: ۵۲/ ۱۳۲)

(حدیث:۳)

منصور سے روایت ہے کہ سرکار صادق آل محمدؑ نے ارشاد فرمایا: جب تیری زندگی میں ایسا دن ہے جس میں تو آل محمدؑ میں سے کسی امام کو نہ دیکھے تو پہلے جس سے محبت کرتے تھے اس کی محبت پہ قائم رہنا، جس سے نفرت کرتے تھے، اس کے ساتھ نفرت باقی رکھنا، جس سے محبت وولا ءرکھتے تھے، اس کی محبت وولایت پہ برقرار رہنا۔ اور صبح وشام ظہور امام کا منتظر رہنا۔

ہمیں خبر دی شیخ یعقوب کلینی نے، انھوں نے نقل کیا محمد بن یحییٰ سے، انھوں نے احمد بن

[illegible] سے، انھوں نے ابن فضال سے، انھوں نے حسن بن علی عطار سے، انھوں نے جعفر بن محمد سے، انھوں نے منصور سے، انھوں نے ایک شخص سے، جس نے یہ روایت ان سے نقل کی۔ اور اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت نقل کی ہے (جو ابھی اوپر گزری ہے۔) (حوالہ سابق)

(حدیث:۴)

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور میرا والد امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؑ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا کہ جب اپنے درمیان امام ہدایت اور راہنمائی کرنے والا نشان نہ دیکھے گا۔[1] اس حیرت سے وہی شخص نجات پائے گا جو دعاء غریق پڑھے گا۔[2]

میرے والد نے کہا: باخدا! یہ تو بہت بڑی آزمائش ہوگی۔ قربان جاؤں! بتائے ایسے حالات میں ہم کیا کریں؟

امام نے فرمایا: جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو جو تمہارے پاس موجود ہوں اس پر قائم رہنا یہاں تک کہ حقیقت حال واضح ہو جائے۔ (کمال الدین: ۳۸۴؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۳۳؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۳۳؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳/ ۳۹۹)

(حدیث:۵)

حارث بن مغیرہ نصری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا: "ہم نے روایت کیا ہے کہ قائم آل محمدؑ کچھ عرصے کے لیے غیب رہیں گے۔" بتائیے! ان کی غیبت کے زمانے میں ہمارا فریضہ کیا ہوگا؟ فرمایا: اس وقت تم پہلی بات پر ہی قائم

---

[1] امام ہدایت سے مراد تو یقیناً امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں، اور نشان ہدایت سے مراد آپ کے نائبین خاص ہیں۔ جنہیں نواب اربعہ کہا جاتا ہے۔ (از مترجم)

[2] دعائے غریق یہ ہے: اللھم مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك

https://downloadshiabooks.com/

رہنا، یہاں تک کہ حقیقت تم پہ واضح ہو جائے۔ (بحار الانوار: ۵۲؍۳۳)

(حدیث: ۶)

محمد بن ہمام سے روایت ہے، انہوں نے مرفوعاً اپنی اسناد کے ساتھ ابان بن تغلب سے روایت نقل کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے جس کے ایک مخصوص حصے میں علم اس طرح پوشیدہ ہو جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں چھپ جاتا ہے۔ پھر وہ ایک عرصے تک اسی حالت میں رہیں گے، اور بالآخر ان کا ستارہ طلوع ہو جائے گا۔

راوی کہتا ہے: میں نے سوال کیا: وہ مخصوص عرصہ کون سا ہے؟

فرمایا: غیبت کا زمانہ۔

میں نے عرض کی: اس زمانے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

ارشاد فرمایا: تم اپنے سابقہ طریقے پر قائم رہنا، یہاں تک کہ تمہارا ستارہ طلوع ہو جائے۔ (مصادر سابقہ)

(حدیث: ۷)

اسناد بالا کے ساتھ ہی ابان سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی کہ جب دو مسجدوں (مسجد الحرام اور مسجد نبوی) کے درمیان سبطہ واقع ہوگا۔ اس وقت علم اس طرح اٹھ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں چلا جاتا ہے۔ شیعہ آپس میں اختلاف کریں گے، ایک دوسرے کو جھوٹا کہیں گے ایک دوسرے کے منہ پر تھوکیں گے۔

میں نے پوچھا: اس وقت بھلائی کس چیز میں ہوگی؟

امام نے تین بار فرمایا: اس وقت سب کی سب خیر امام زمانہ کے ظہور کی تعجیل کی دعا

ہم سے بیان کیا شیخ کلینی نے، انہوں نے بعض راویوں سے نقل کیا، انہوں نے احمد بن [محمد] سے، انہوں نے حسن بن علی وشاء سے، انہوں نے علی بن حسین، انہوں نے ابان بن تغلب سے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ نے ارشاد فرمایا: اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی جب بطشہ واقع ہوگا۔ (اس کے بعد امام نے وہی بیان کیا جو اوپر گزر چکا ہے۔)
(الکافی ۱: ۳۴۰؍۱۹؛ بحار الانوار: ۵۲؍۱۳۴؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳؍۳۳۴)

(حدیث: ۸)

ابان بن تغلب سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے ابان! اس دنیا کو سبطہ کی حالت درپیش ہوگی تو علم دونوں مسجدوں کے درمیان اس طرح پوشیدہ ہو جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں چھپتا ہے۔

میں نے پوچھا: سبطہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ فترت کے زمانے کی نسبت کم ہے۔ لوگ اسی حالت میں حیران و پریشان ہوں گے کہ اچانک ان کا ستارہ طلوع ہو جائے گا۔

میں نے عرض کی: قربان جاؤں! اس وقت ہماری ذمہ داری کیا ہوگی اور اس کے امام کے ظہور کے درمیان کیا ہوگا؟ تو فرمایا: تم اسی (غیبت امام کے عقیدے) پر قائم رہنا، یہاں تک کہ خدا صاحب غیبت کو تمہارے سامنے لے آئے۔ (مصادر سابقہ)

بیان: متواتر روایات میں سے ہیں جو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت اور علم کے گم ہو جانے کی شاہد ہیں۔ یہاں علم سے مراد وہ علم ہے جو دنیا والوں کے لیے حجت ہوتا ہے۔ یا آئمہ طاہرین کے اس امر پر مشتمل ہے جو انہوں نے اپنے شیعوں کے لیے صادر کیا ہے کہ وہ اپنے امام کی غیبت کے زمانے میں اپنے سابقہ ایمان و عقیدے پر قائم رہیں اور امام کے ظہور کا انکار کریں۔ چونکہ وہ اس وقت اپنے زمانے کے امام و حجت کو نہ دیکھ سکیں گے اس لیے ان کا عذر قابل قبول ہوگا۔ نیز اس سے قبل بھی ہر زمانے میں ان پر مخفی کی گئی۔ لہٰذا وہ اپنے امام کو ان کے نام سے جانتے ہیں اور نہ ہی انہیں آپ کے بارے

https://downloadshiabooks.com/

میں جستجو کی اجازت دی گئی ہے۔ جیسے ارشاد ہوا کہ خبردار! ان کا نام لے کر تشہیر مت کرو۔ جس ایمان وعقیدے پر ہو اسی پر قائم رہنا، خبردار ان کی بابت شک نہ کرنا۔

اس بیان کی روشنی میں ثابت ہوا کہ امام زمانہ کی معرفت سے جاہل اور بے خبر لوگ وہ ہیں جن کے پاس امام زمانہ اور آپؑ کی غیبت سے متعلق صادقینؑ کی روایات موجود نہیں۔ وہ ان کی غیبت کے منکر ہیں اور ان کو ظاہر بظاہر دیکھنا چاہتے ہیں۔ جبکہ اہل معرفت کو جو کچھ بتا دیا گیا ہے، وہ اس پر قائم اور استقامت اختیار کیے ہوئے ہیں۔ خدا نے انہیں اپنے علم، فقہ، اپنے اولیاء کی تصدیق، ان کے احکام کی تعمیل اور ان کی منع کردہ باتوں سے اجتناب کی توفیق عطا کی ہے۔ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ آئمہ ہدیٰ کی مخالفت سے ڈرتے ہیں کہ جن کی اطاعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح واجب ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت، خدا کی اطاعت کی مانند واجب ہے۔

سورہ نور میں ارشاد خدا ہے کہ جو لوگ حکم خدا کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں وہ کسی فتنے میں نہ پڑ جائیں یا کوئی دردناک عذاب انہیں اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ (آیت ۶۳) سورۃ نساء میں ہے کہ ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صاحبانِ امر کی۔ (۵۹) سورۃ مائدہ میں آیا ہے: اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو، اور ڈرتے رہو۔ اگر تم نے روگردانی کی تو سن لو کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام تو صرف واضح کر کے پیغام پہنچا دینا ہے۔ (۹۲)

اس فصل کی چوتھی حدیث میں جو آیا کہ اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی کہ جب تم نہ اپنے ہادی امام کو دیکھ سکو گے اور نہ راہنمائی کرنے والے نشان کو۔ یہ اس رابطے کو واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ سفراء اربعہ کے واسطہ سے شیعوں اور امام کے درمیان قائم ہوا تھا۔ لہٰذا غیبت صغریٰ کے زمانے میں امام زمانہ اور شیعوں کے درمیان نائب خاص ہی ایک نشانی تھی۔ مگر جب لوگوں پر خدا کی آزمائش مکمل ہوئی تو اس نے ان نشانیوں کو بھی اٹھا لیا اور غیبت کبریٰ کا دور شروع ہو گیا۔

تیسری فصل

(حدیث: ۱)

ہم سے بیان کیا محمد بن ہمام نے، اس نے نقل کیا کسی راوی سے، اس نے احمد بن محمد بن خالد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ایک شخص کے واسطہ سے جناب مفضل بن عمرؒ سے، اور اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپؑ نے ارشاد فرمایا: یہ جماعت اس وقت خدا سے بہت زیادہ قریب اور اس کی پسندیدہ ہو جائے گی جب خدا کی حجت ان کی نظروں سے غائب ہو جائے گی۔ پس وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہوگی اور ان کے سامنے ظاہر نہ ہوگی۔ اور انہیں اس کے ٹھکانے کی بھی کچھ خبر نہ ہوگی۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ اس بات کا علم و یقین رکھیں گے کہ خدا کی حجت باطل نہیں ہوئی اور نہ اس کے وعدے کی خلاف ورزی ہوئی۔

چنانچہ وہ ان حالات میں صبح و شام اپنے امامؑ کے ظہور کا انتظار کریں گے۔ بلاشبہ خدا اپنے دشمنوں پر اس وقت بہت زیادہ غضب ناک ہوتا ہے جب ان کے درمیان سے اس کی حجت غائب ہو جاتی ہے اور ظاہر نہیں ہوتی۔ (خدا نے اہل ایمان کی اس طرح آزمائش اس لیے کی ہے، کیونکہ) وہ جانتا ہے کہ اس کے اولیاء شک میں مبتلا نہیں ہوتے۔ اگر اس کے علم میں ہوتا ہے کہ یہ شک میں پڑ جائیں گے تو وہ گوشۂ چشم ہلنے کی دیر بھی اپنی حجت کو ان کی نظروں سے غائب نہ کرتا۔ اور یہ ہمیشہ اہل شر کے سر پہ قائم ہوتی ہے۔ (الکافی: ۱؍۳۳۳؛ کمال الدین: ۳۳۷؛ تقریب المعارف: ۱۸۸؛ غیبت طوسی: ۴۵۷؛ اعلام الوریٰ: ۴۰۳؛ بحار الانوار: ۵۲؍۹۴)

(حدیث: ۲)

ہم سے بیان کیا شیخ کلینی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن

https://downloadshiabooks.com/

ہاشم نے، انہوں نے نقل کیا اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن خالد سے، انہوں نے ایک
شخص سے جس نے ان سے بیان کیا، اس نے جناب مفضل بن عمر سے۔ اس حدیث کی
دوسری سند میں شیخ کلینی کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے نقل کیا عبد
اللہ بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ایک راوی سے، اس نے
جناب مفضل بن عمرؒ سے اور آپؒ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

بندے اس وقت خدا سے بہت زیادہ قریب اور اس کے پسندیدہ ہو جاتے ہیں
جب اُس کی حجت ان کی نظروں سے غائب ہو جائے گی۔ پھر نہ وہ ان کے سامنے ظاہر ہوتی
ہے اور نہ انہیں اس کے ٹھکانے کی کچھ خبر ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ اس بات کا
علم رکھتے ہیں کہ خدا کی حجت باطل نہیں ہوئی اور نہ اس کے وعدے کی خلاف ورزی ہوئی۔
چنانچہ وہ ان حالات میں صبح و شام اپنے امامؑ کے ظہور کا انتظار کریں گے۔ بلاشبہ خدا اپنے
دشمنوں پر اس وقت بہت زیادہ غضب ناک ہوتا ہے جب ان کے درمیان سے اس کی
حجت غائب ہو جاتی ہے اور ظاہر نہیں ہوتی۔ (خدا نے اہل ایمان کی اس طرح آزمائش اس
لیے کی ہے، کیونکہ) وہ جانتا ہے کہ اس کے اولیاء شک میں مبتلا نہیں ہوتے۔
اگر اس کے علم میں ہوتا ہے کہ یہ شک میں پڑ جائیں گے تو وہ پلک جھپکنے کی دیر کی
اپنی حجت کو ان کی نظروں سے غائب نہ کرتا۔ اور یہ ہمیشہ اہل شر کے سر پہ قائم ہوتی ہے۔
(الکافی: ۱؍ ۳۳۳؛ کمال الدین: ۳۳۷؛ تقریب المعارف: ۱۸۸؛ غیبت طوسی
۳۵۷؛ اعلام الوریٰ: ۴۰۳؛ بحار الانوار: ۵۲؍ ۹۴)

ان دو احادیث میں امامؑ نے زمانہ غیبت کے شیعان اہل بیتؑ کی تعریف کی ہے کہ
خدا انہیں اس وجہ سے پسند کرتا ہے کہ ان کے درمیان حجت خدا موجود بھی نہیں ہوتی لیکن
اس کے باوجود وہ اس عقیدے پر قائم رہتے ہیں کہ خدا کی حجت باطل نہیں اور نہ اس کا وعدہ

برخلاف ہوا۔ اس کے بعد امامؑ نے فرمایا کہ خدا نے ان سے اپنی حجت کو اس لیے غیب کیا
کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ شک میں نہیں پڑیں گے۔ اگر اسے یہ علم ہوتا کہ یہ لوگ شک
میں پڑ جائیں گے تو وہ انہیں حجت کے وجود سے لمحے بھر کے لیے بھی محروم نہ کرتا۔
خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں قائم آلِ محمدؐ کی امامت و غیبت پر یقین رکھنے
والوں میں سے قرار دیا اور ہمارا شمار اپنی حجت میں شک کرنے والوں میں نہ کیا۔

(حدیث:۳)

یزید الکناسی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان
مبارک سے سنا کہ امام عصرؑ میں حضرت یوسفؑ کی تشبیہ موجود ہے۔ ایک تو وہ باعظمت و بلند شان
والی بی بی کے بیٹے ہیں اور دوسرا خدا اُن کے معاملے کو رات کے وقت درست کرے گا۔ [1]

(حدیث:۴)

سدیر صیرفی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے
ہوئے سنا: اس امر کے مالک میں حضرت یوسفؑ کے ساتھ شباہت موجود ہے۔
یہ سن کر میں نے عرض کی: ایسا لگتا ہے کہ آپؑ ہمیں کسی غیبت یا حیرانگی کی خبر دے
رہے ہیں؟

---

[1] قارئین کرام پہ واضح رہے کہ اس روایت میں ابن امة سوداء کے الفاظ وارد
ہوئے جن سے اشتباہ کر کے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہاں آپؑ کو سوڈانی کنیز کا بیٹا کہا گیا ہے۔
لیکن میری تحقیق کے مطابق یہ لفظ یہاں سیادت و بزرگی کے معنوں میں ہے۔ کیونکہ اگر اسے سیاہ
فام ہونے کے معنوں میں لیا جائے تو بہت سے تضادات لازم آتے ہیں۔ مثلاً ایک تو جناب نرجس
رومیہ باطہرہ تھیں، نہ کہ سوڈانی سیاہ فام، ثانیاً یہ کہ حضرت یوسفؑ کی والدہ جناب راحیلؑ اپنے
وقت کی گوری بی بی تھیں، نہ کہ کوئی عام کنیز۔ اسی طرح جناب نرجس بھی کوئی مجہول و گمنام خاتون
نہیں، بلکہ یشوعا بن قیصر روم کی بیٹی تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب (از مترجم)

https://downloadshiabooks.com/

تو امامؑ نے فرمایا: اس مخلوق میں سے بعض ملعون جو شکل خنزیر جیسی ہیں، وہ اس (غیبت) کا انکار کیوں کرتے ہیں؟! حالانکہ حضرت یوسفؑ کے بھائی بڑے زیرک، دانا تھے اور انبیاءؑ کی نسل و اسباط میں سے تھے۔ لیکن جب وہ جناب یوسفؑ کے پاس گئے، ان سے باتیں کیں، ان کے ساتھ لین دین کیا، ان کے پاس ٹھہرے، وہ ان کے بھائی تھے اور جناب یوسفؑ ان کے بھائی تھے۔ اس سب کے باوجود وہ آپؑ کو نہ پہچان سکے بالآخر آپؑ نے انہیں اپنا تعارف کرایا کہ میں یوسفؑ ہوں۔ تب انہوں نے آپؑ کو پہچانا۔

جب خدا حضرت یوسفؑ کو اس قدر پوشیدہ رکھ سکتا ہے کہ ان کے بھائی انہیں سامنے دیکھنے کے باوجود بھی نہیں پہچان رہے تو کیا اس حیران و پریشان امت کی نظر میں وہ خدا اس بات پر قادر نہیں کہ کسی وقت لوگوں پر اپنی حجت کو ان کی نظروں سے اوجھل کر دے۔ حضرت یوسفؑ مصر میں اعلیٰ ترین منصب پہ فائز تھے اور ان کے اور ان کے بابا کے درمیان اٹھارہ دن کی مسافت تھی۔ اگر خدا انہیں جناب یوسفؑ کی جگہ کے بارے میں بتا دیتا تو کوئی اسے روکنے والا نہیں تھا۔ خدا کی قسم! جب حضرت یعقوبؑ کو جناب یوسفؑ کی بشارت ملی تو انہوں نے وہی فاصلہ نو دنوں میں طے کیا۔

اس امت کو کیا ہو گیا ہے، یہ کیوں نہیں سمجھتی کہ خدا چاہے تو اس کی حجت کے ساتھ بھی وہی واقعہ دہرا سکتا ہے، جو حضرت یوسفؑ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اور پھر تمہارے امام مظلوم کہ جن کے حق کو تسلیم نہیں کیا جائے گا اور جو اس امر امامت کے حقیقی وارث ہوں گے۔ وہ ان کے یہاں آمد و رفت رکھیں گے، ان کی گلی محلوں میں جائیں گے اور ان کی محفلوں میں شریک ہوں گے، مگر وہ اپنے امام کو اس وقت تک نہیں پہچان سکیں گے، جب تک کہ خدا اسے اجازت نہ دے کہ وہ خود انہیں اپنا تعارف کرائے۔ جس طرح جب برادران یوسفؑ نے ان سے کہا کہ کیا آپؑ یوسفؑ ہیں، تو خدا نے انہیں ان کے بارے میں بتانے کی اجازت دے دی۔

ہم سے بیان کیا شیخ کلینی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے نقل کیا محمد بن حسین سے، انہوں نے ابن ابی نجران سے، انہوں نے فضالہ بن ایوب سے، انہوں نے سدیر صیرفی سے، وہ کہتے ہیں: میں نے سرکار صادق آل محمدؑ کی زبان مبارک سے سنا (اس کے بعد راوی نے اسی کے مثل روایت نقل کی کہ جو اوپر گزری ہے۔)

(الکافی ۱: ۳۳۶/۴؛ کمال الدین: ۳۴۴/۲۹؛ علل الشرائع: باب ۱۷۹: ۷؛ دلائل الامامہ: ۲۹۰؛ تقریب المعارف: ۱۸۶؛ اعلام الوریٰ: ۴۰۵؛ الخرائج والجرائح ۲: ۹۳۶؛ اثبات الہداۃ ۳: ۴۴۳)

(حدیث: ۵)

حضرت ابو بصیرؒ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے سنا، آپؑ نے ارشاد فرمایا: صاحب الامر میں چار نبیوں کی سنتیں پائی جائیں گی۔ ایک سنت حضرت موسیٰؑ کی، ایک حضرت عیسیٰؑ کی، ایک حضرت یوسفؑ کی اور ایک حضرت محمد ﷺ کی۔

ابو بصیرؒ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: حضرت موسیٰؑ کی کون سی سنت؟

امامؑ نے فرمایا: خائف ہونا اور حالات پہ نظر رکھنا۔

میں نے کہا: حضرت عیسیٰؑ کی سنت؟

ارشاد فرمایا: ان کے بارے میں وہی بات کہی جائے گی جو حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کہی گئی۔ (یعنی وہ دنیا سے جا چکے ہیں۔)

میں نے کہا: حضرت یوسفؑ والی سنت؟

فرمایا: قید اور غیبت کا عرصہ گزارنا۔

میں نے کہا: اور رسول خدا ﷺ کی کون سی سنت؟

تو فرمایا: جب وہ قیام کریں گے تو رسول خدا ﷺ کی سیرت کے مطابق چلیں گے اور آپؐ کے تمام آثار کو مکمل طور پہ واضح کریں گے۔ اور جنگ و جدال کی غرض

https://downloadshiabooks.com/

سے آٹھ ماہ تک تلوار اپنے کندھے پہ رکھیں گے۔ یہاں تک کہ خدا راضی ہو جائے گا۔

میں نے سوال کیا: انہیں کس طرح معلوم ہوگا کہ اب خدا راضی ہو گیا ہے؟

فرمایا: اس کی نشانی یہ ہے کہ اس وقت خدا ان کے دل میں رحم ڈال دے گا۔

(الامامۃ والتبصرۃ: ۹۳؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۶؛ کمال الدین: ۱۵۲)

قارئین کرام! صادقینؑ کے درج بالا فرامین میں خوب غور و دقت کریں۔ ... میں بیان ہوا ہے کہ قائم آل محمدؑ میں سابقہ انبیاءؑ کی سنتیں موجود ہوں گی۔ جیسے وہ ایک طویل عرصے تک دشمنوں کے شر سے بچنے کی خاطر ان کی نظروں سے غائب رہیں گے۔ انہیں اپنے ماننے والوں کے بارے میں خطرہ لاحق رہے گا۔ وہ ایک عظیم و بلند شان و شوکت والی مستورہ کے فرزند ہوں گے اور خدا رات کے وقت ان کا معاملہ درست کرے گا۔

اس کے ساتھ یہ بات بھی یقیناً قابل توجہ ہے کہ آپؑ ہی دنیا سے باطل، گمراہیوں کا خاتمہ اور بدعات کا قلعہ قمع کریں گے۔ لہٰذا شیعان اہل بیتؑ کو خدا کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ جس نے انہیں ایسے عالی مرتبہ آئمہ طاہرینؑ کی امامت پر ثابت قدم رکھا۔ ... کہ بہت سے لوگ اس عقیدۂ حقہ سے منحرف ہو کر دائیں بائیں نکل گئے تو شیطان نے ان کی مہار اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اب وہ انہیں طرح طرح شبہات میں ڈالتا ہے، کسی بھلائی کی طرف نہیں آنے دیتا اور نہ کسی پستی سے نکلنے دیتا ہے۔ وہ انہیں ایمان سے دور کرتا ہے اور گمراہی کو ان کی نظروں کے آگے سجا کر پیش کرتا ہے۔ تو وہ ہر اُس شخص کی بات کو خوشی قبول کر لیتے ہیں جو عقل و قیاس کا سہارا لے اور ہر ایسے شخص سے دور بھاگتے ہیں جس کے پاس حق ہوتا ہے اور جو ایسی حجت کی اطاعت کا پابند ہوتا ہے جس کی اطاعت خدا نے فرض کی۔ جیسا کہ خداوند کریم نے شیطان کی باتوں کی اس طرح حکایت کی ہے: شیطان نے کہا: تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو بہکاؤں گا، سوائے ان میں سے تیرے مخلص بندوں کے

(سورۂ ص: ۸۲، ۸۳) ایک دوسرے مقام پر ارشاد کیا: میں ان کو بہکانے کی غرض سے تیرے صراط مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا۔ (سورۂ نسا: ۱۱۹)

محترم قارئین! ذرا توجہ کیجئے! یہ ملعون فرزندان آدم کو صراط مستقیم سے دور رکھنے کی فکر میں ہے اور اس کی خاطر عملی طور پر کوشاں بھی ہے۔ اور صراط مستقیم سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔ کیا مولا امیر کائناتؑ نے یہ نہیں فرمایا تھا:

انا حبل الله المتين، وانا الصراط المستقيم، وانا الحجة على خلقه اجمعين بعد رسوله الصادق الامين

"میں خدا کی محکم رسی ہوں، میں صراط مستقیم ہوں، میں رسول صادق و امین کے بعد تمام خلق خدا پہ اس کی حجت ہوں۔"

پھر خداوند عالم نے ابلیس ملعون کے دل کے خیال کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

"اور ان پر ابلیس نے اپنے گمان کو سچا کر دکھایا تو مومنین کے ایک گروہ کو چھوڑ کر سب نے اس کا اتباع کر لیا۔" (سورۂ سبا)

تو اے برادران ایمانی! خدا تم پر رحم کرے! خواب غفلت سے اٹھو اور بے توجہی سے اپنا دامن بچاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم صادقینؑ کے ان فرامین کی طرف کما حقہ توجہ نہ دو اور انہیں صرف سننے سنانے پر ہی موقوف کر دو۔ پھر شیطان لعین تمہیں راہ حق سے ہٹا کر اپنی مرضی کی راہ پہ ڈال دے۔

(حدیث: ۲)

جناب زرارہؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ قائم آل محمدؑ کے قیام سے قبل ایک خاص عرصہ غیبت کا ہوگا۔

https://downloadshiabooks.com/

میں نے عرض کی: اس کی کیا وجہ ہے؟

تو امام نے اپنے بطن اطہر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اسے خدشۂ قتل ہوگا۔

پھر فرمایا: اے زرارہؒ! وہی منتظر ہوں گے اور ان کی ولادت میں شک کیا جائے گا، کچھ لوگ کہیں گے کہ ان کے والد بزرگوار دنیا سے چل بسے ہیں اور ان کے پیچھے کوئی وارث نہیں، کچھ کہیں گے کہ انہیں اٹھا لیا گیا ہے، کچھ کہیں گے وہ غائب ہو گئے ہیں اور کچھ کہیں گے کہ اپنے والدؑ کی وفات سے چند (بروایت بحار: دو) سال قبل دنیا میں آئے۔ درحالانکہ (وہ غیبت میں ہوں گے اور) ان کا انکار کیا جا رہا ہوگا۔ اس وقت خدا شیعوں کے دلوں کا امتحان لے گا تو ان میں سے باطل کی طرف جھکاؤ رکھنے والے شک کا شکار ہو جائیں گے۔

میں نے کہا: قربان جاؤں! اگر وہ زمانہ میری زندگی میں آ جائے تو کیا کروں؟

فرمایا: اگر تو اس زمانے کو پالے تو یہ دعا پڑھنا:

اللهم عرفني نفسك فانك ان لم تعرفني نفسك لم اعرف نبيك. اللهم عرفني رسولك فانك ان لم تعرفني رسولك لم اعرف حجتك. اللهم عرفني حجتك فانك ان لم تعرفني حجتك ضللت عن ديني.

پھر فرمایا: اے زرارہؒ! ان کے ظہور سے پہلے مدینہ میں ایک لڑکے کا قتل کیا جانا ضروری ہے۔

میں نے پوچھا: کیا اسے سفیانی کا لشکر قتل کرے گا؟

فرمایا: نہیں، اسے بنی فلاں (عباس) کا لشکر قتل کرے گا۔ وہ لشکر غارت گری کرتے کرتے مدینہ کے اندر داخل ہو جائے گا۔ لوگوں کو کچھ سمجھ نہیں آئے گا کہ اس نے مدینہ پر کیوں چڑھائی کی ہے؟ پھر وہ اس جوان کو گرفتار کر کے شہید کر دے گا۔ پس جب

وہ اس جوان کو بغاوت، سرکشی اور ظلم کے ساتھ مار ڈالے گا تو خدا ان کی ڈھیل ختم کر دے گا۔ اس وقت قائم آل محمدؑ کے ظہور کی توقع کی جائے گی۔

شیخ کلینی کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے نقل کیا حسن بن موسیٰ خشاب سے، انہوں نے عبداللہ بن موسیٰ سے، انہوں نے عبداللہ بن بکیر سے اور انہوں نے جناب زرارہؒ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے صادق آل محمدؑ کی زبان سے سنا (اس کے بعد روایت وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔)

ہم سے بیان کیا شیخ کلینی نے، انہوں نے نقل کیا حسین بن احمد سے، انہوں نے احمد بن ہلال سے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا عثمان بن عیسیٰ نے، انہوں نے نقل کیا خالد بن نجیح سے اور انہوں نے جناب زرارہ بن اعینؒ سے، ان کا بیان ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا: (اس کے بعد روایت اور دعا بعینہ وہی ہے جو اوپر گزری ہے۔)

احمد بن ہلال کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ۵۶ سال پہلے سنی تھی۔

(الکافی: ۱/ ۳۳۷؛ کمال الدین: ۳۴۲؛ دلائل الامامۃ: ۲۹۳؛ تقریب المعارف: ۱۸۸)

(حدیث: ۷)

ہم سے بیان کیا محمد بن ہمام نے، انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عطا مکی سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقرؑ سے عرض کی کہ عراق میں آپؑ کے بہت سے شیعہ موجود ہیں۔ اللہ کی قسم! آپؑ کے خاندان میں آپؑ کے مقابل کا کوئی دوسرا فرد موجود نہیں۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی آپ کیوں خروج نہیں کرتے؟!

اس پر امام نے فرمایا: اے عبداللہ! تو نے خواہ مخواہ احمقوں کی طرح (لوگوں کی باتوں پر) اپنے کان دھر لیے ہیں۔ خدا کی قسم! میں تمہارا حاکم نہیں۔

راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا: تو پھر ہمارا وہ امام کون ہے؟

https://downloadshiabooks.com/

فرمایا : دیکھو! جس کی ولادت کا لوگوں کو علم نہ ہو وہ تمہارا صاحب الامر ہے
کیونکہ ہم میں سے جس کی طرف بھی انگلیوں سے اشارہ کیا جائے یا زبان سے صاحب الامر
کہا جائے وہ شہید ہو جاتا ہے یا اس کی وفات ہو جاتی ہے۔

ہم سے بیان کیا شیخ کلینی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا حسین ابن محمد
راویوں نے، انہوں نے نقل کیا جعفر بن محمد سے، انہوں نے علی بن عباس بن عامر سے،
موسیٰ بن ہلال کندی سے، انہوں نے عبداللہ بن عطا مکی سے، انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام
(یہ وہی روایت ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔)

﴿حدیث:۸﴾

عبداللہ بن عطا مکی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں واسط سے حج کے
امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے مجھ سے لوگوں اور اشیاء کی قیمتوں کے
بارے میں پوچھا تو میں نے کہا: لوگوں نے اپنی گردنیں آپ کی طرف جھکائی ہیں،
آپ خروج کریں تو سب لوگ آپ کا ساتھ دیں گے۔

یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: اے عطا کے بیٹے! تو نے یونہی بے وقوفوں کی طرح
کان دھر لیے ہیں۔ قسم بخدا! میں تمہارا حاکم نہیں ہوں۔ ہم میں سے جس کی طرف
انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا یا آنکھیں بھر کر دیکھا جاتا ہے وہ شہید ہو جاتا ہے یا یونہی دنیا
سے چلا جاتا ہے۔

میں نے پوچھا : یونہی دنیا سے چلے کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا: یعنی وہ بستر پہ دنیا سے چلا جاتا ہے حتیٰ کہ خدا اس ہستی کو بھیج دے گا جس کی
ولادت مخفی ہوگی۔

میں نے سوال کیا : وہ ہے جس کی ولادت مخفی ہوگی؟

فرمایا: دیکھو، جس کے متعلق لوگوں کو صحیح علم نہ ہو کہ وہ پیدا ہوئے ہیں یا نہیں، تو وہی
تمہارے حاکم و صاحب الامر ہیں۔ (مصادر بالا)

﴿حدیث:۹﴾

ایوب بن نوح سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام
کی خدمت میں عرض کی: ہم امید لگائے ہوئے ہیں کہ صاحب الامر آپؑ ہوں گے۔ اور خدا
تلوار اٹھائے بغیر آپ کو اس مقام پہ فائز کرے گا، کیونکہ آپؑ کی بیعت بھی کی گئی ہے اور
آپؑ کے نام کا سکہ بھی رائج ہوا ہے۔

تو امامؑ نے فرمایا: ہم میں سے جس کے پاس بھی خطوط آتے ہیں، یا جس کی طرف
انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے، یا جس سے دینی مسائل پوچھے جاتے ہیں اور اموال شرعی
اس کے سپرد کیے جاتے ہیں اسے قید کر لیا جاتا ہے یا وہ اپنے بستر پر ہی دنیا سے رخصت ہو
جاتا ہے۔ (یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا) یہاں تک کہ خدا ہم آل محمدؐ میں سے ایک شخص کو
بھیجے جس کی ولادت اور رہنے کی جگہ مخفی ہوگی۔ لیکن اس کے نسبت میں کوئی خفا نہ ہوگا۔

(الکافی :۱/۳۴۱/۳: کمال الدین : ۳۷۰: اعلام الوری : ۴۰۸: کشف الغمہ
: ۳/۳۱۴: اثبات الہداۃ: ۳/۴۴۶)

﴿حدیث:۱۰﴾

عبداللہ بن عطا سے مروی ہے، ان کا کہنا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت
میں عرض کی کہ مجھے قائم آل محمدؐ کے بارے میں کچھ بتائے تو آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ
میں نہیں۔ اور نہ وہ ہے جس کی جانب تمہاری گردنیں خم ہیں۔ اس کی ولادت مخفی ہوگی۔

میں نے سوال کیا: وہ کیا طرز عمل اپنائیں گے؟

فرمایا: جو طرز عمل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ جو کوئی ان کے مقابلے میں آئے گا

https://downloadshiabooks.com/

اسے اپنے راستے سے ہٹا کر آگے بڑھ جائیں گے۔

(عقد الدرر: ۲۶۲؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۳۴؛ بحار الانوار: ۵/ ۳۸)

《حدیث: ۱۱》

یمان خرمہ فروش سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس امر کے مالک کے لیے ایک خاص عرصہ غیبت کا ہوگا جس میں ان کے دین پر قائم رہنے والا شخص ایسا ہوگا کہ وہ قتاد کے درخت کے کانٹے پکڑے ہوئے ہے۔ [1] پھر امام صادق علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا اور فرمایا: تم میں کون ہے جو قتاد کے کانٹوں کو پکڑے؟! اس کے بعد امام نے تھوڑی دیر کے لیے اپنا سر نیچے کیا، پھر فرمایا: اس امر کے مالک کے لیے غیبت کا ایک خاص عرصہ ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ خدا سے ڈرے اور اس کے دین کے ساتھ جڑا رہے

مجھ سے بیان کیا شیخ کلینی نے، انہوں نے نقل کیا محمد بن یحیٰ اور حسن بن محمد دونوں سے، انہوں نے نقل کیا جعفر بن محمد کوفی سے، انہوں نے حسن بن محمد صیرفی سے، انہوں نے صالح بن خالد سے، انہوں نے یمان تمار (خرمہ فروش) سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اس امر کے مالک کے لیے غیبت کی ایک خاص مدت ہے۔ (اس کے بعد حدیث بالکل اسی طرح جیسے اوپر بیان ہوئی ہے۔)

(الکافی: ۱/ ۳۳۵؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۶؛ کمال الدین: ۳۴۳؛ تقریب المعارف: ۱۹۱)

عالی قدر قارئین! توجہ کیجیے! ایسا صاحب غیبت، امام زمانہ کے علاوہ بھلا کون ہو سکتا ہے؟! ان کے سوا کون ہے جن کی ولادت کے بارے میں سنی علماء کی اکثریت شک

---

[1] قتاد ایک درخت ہوتا ہے جس کی لکڑی بڑی مضبوط اور اسکے کانٹے سوئی نما ہوتے ہیں۔ اس تعبیر سے کسی مشکل ترین کام کو کرنے کی طرف کنایہ کیا جاتا ہے۔ (از مترجم)

میں مبتلا ہے؟! اور دوسرا کون ہے جس کا معاملہ بہت سے لوگوں پر مخفی ہو اور وہ اس کے متعلق باتوں تصدیق اور ان پر ایمان نہ رکھتے ہوں؟ کیا امام زمانہ ہی وہ نہیں کہ جن کی غیبت کے زمانے میں ان کی ولادت کے قائل اور اس کا اعتقاد رکھنے والوں کو آئمہ طاہرینؑ نے قتاد کے کانٹے پکڑنے کے ساتھ تشبیہ دی ہے؟

الغرض یہ کہ اس عقیدے پر بہت ہی تھوڑے لوگ باقی رہ جائیں گے اور باقی شیعہ ہونے کا دعوی کرنے والے ان سے بالکل کٹ جائیں گے، ان کی خواہشیں انہیں غلط راہوں پہ ڈال دیں گی، ان کے دل حق اور صبر کی تلخی کو برداشت نہ کر سکیں گے اور وہ امام کے وجود کا اقرار کرنے میں تنگی محسوس کریں گے۔ کیونکہ امام پردۂ غیبت میں ہوں گا اور عرصہ غیبت طویل ہوجائے گا۔ مگر جو شخص امیر المومنینؑ کے اس فرمان مبارک پر عمل پیرا ہو اس کے لیے اس عقیدے پر قائم رہنا کچھ مشکل نہیں ہوتا۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں: ولا تستوحشوا فی طریق الهدی لقلة من یسلکه ''ہدایت کی راہ میں ساتھیوں کی قلت سے پریشان نہ ہوا کرو!''

خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم لوگوں کو حق پہ قائم رکھیں اور مضبوطی کے ساتھ اس سے متمسک رہنے کی توفیق دے۔ (آمین!)

❁❁❁❁

https://downloadshiabooks.com/